روزنامہ
ممبئی رابطہ
مرشدانِ خبر
DAILY MUMBAIRAABTA

صبح صادق	04:52
طلوع آفتاب	06:12
زوال آفتاب	12:45
غروب آفتاب	07:16

آج کی حدیث

حضرت واثلہؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ’’اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف پر اپنی خوشی ظاہر نہ کرو (یعنی اگر کسی ایسے مسلمان کو کسی مصیبت وآفت میں مبتلا دیکھو کہ جس سے تم دشمنی وعداوت رکھتے ہوتو اسکی تکلیف پر خوشی کا اظہار نہ کرو) کیونکہ (ہوسکتا ہے کہ تمہاری بے جا خوشی سے ناراض ہوکر) اللہ اس پر اپنی رحمت نازل کردے (یعنی اس مصیبت سے نجات دیدے) اور تمہیں اس آفت ومصیبت میں مبتلا کردے۔‘‘ (ترمذی)

RNI. NO. MAHURD/2019/77823 - Vol. No. 8, Issue No. 205, Sunday- 26 July, 2026, Price Rs.4/- , Pages:08

جلد نمبر:۸ ۞ شمارہ نمبر ۲۰۵ ۞ اتوار، ۲۶ر جولائی، ۲۰۲۶، ۱۱ر صفرالمظفر ۱۴۴۸ھ ۞ قیمت ۴ر روپے، صفحات:۸

دھرمیندر پردھان کا استعفیٰ نوجوانوں کی جیت

ہندوستان کی جین-زی کی جیت ہے: کانگریس

کانگریس نے کہا کہ نیٹ پیپر لیک ہونے کے پہلے دن سے ہی حزب اختلاف کے قائد راہل گاندھی اور کانگریس پارٹی سڑک سے لے کر پارلیمنٹ تک نوجوانوں کو انصاف دلانے کیلئے لڑ رہے ہیں۔ مرکزی وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان کے استعفیٰ کی خبر پر کانگریس نے اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے اسے نوجوانوں کی جیت قرار دیا ہے۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارم ’ایکس‘ پر جاری ایک پوسٹ میں کانگریس نے لکھا ہے کہ ’’دھرمیندر پردھان کا استعفیٰ نوجوانوں کی جیت ہے، ہندوستان کے جین-زی کی جیت ہے۔ یہ جیت ان کروڑوں نوجوانوں کی ہے، جنھوں نے ملک بھر میں تعلیمی نظام کو درست کرنے کے لیے آواز بلند کی۔‘‘ دھرمیندر پردھان کے استعفیٰ کو کانگریس نے پی ایم مودی کے ’تکبر کا ٹوٹنا‘ بتایا ہے۔ کانگریس کا کہنا ہے کہ ’’نوجوانوں کے ’ستیہ‘ (سچائی) کے سامنے نریندر مودی کا گھمنڈ ٹوٹ گیا ہے، ان کے جھوٹ کی شکست ہوئی ہے۔‘‘ ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ ’’نوجوانوں نے ایک نااہل اور بدعنوان وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان کو استعفیٰ دینے پر مجبور کر دیا۔‘‘ قابل ذکر ہے کہ وزیر تعلیم کے استعفیٰ کا مطالبہ مظاہرین طلبا اور کانگریس رکن پارلیمنٹ راہل گاندھی کی قیادت میں کانگریس لیڈران وکارکنان کئی ہفتوں سے کر رہے تھے۔ شدید دباؤ کے بعد آج جب وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان نے استعفیٰ دے دیا، تو کانگریس نے اسے ایک بہت بڑی کامیابی ٹھہرایا ہے۔ کانگریس کا کہنا ہے کہ ’’نیٹ پیپر لیک ہونے کے پہلے دن سے ہی حزب اختلاف کے قائد راہل گاندھی اور کانگریس پارٹی سڑک سے لے کر پارلیمنٹ تک نوجوانوں کو انصاف دلانے کے لیے لڑ رہے ہیں۔ یہ جنگ آگے بھی جاری رہے گی، جب تک تعلیمی نظام میں اصلاح نہیں ہو جاتا۔‘‘ پوسٹ کے آخر میں کانگریس نے یہ بھی لکھا ہے کہ ’’نریندر مودی کو ہمارے نوجوانوں پر لاٹھی چلوانے، پیلیٹ گن سے حملہ کرنے کے لیے معافی مانگنی ہی ہوگی۔‘‘ کانگریس کے سینئر لیڈر کے سی وینوگوپال نے بھی وزیر تعلیم کے استعفیٰ کو ہندوستان کے نوجوانوں کی فتح قرار دیا ہے۔ انھوں نے ایک سوشل میڈیا پوسٹ میں ہندوستانی نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ’’آپ کی طاقت نے نااہل، بدعنوان اور قصوروار دھرمیندر پردھان کو استعفیٰ دینے پر مجبور کر دیا۔ یہ عوام کی فتح ہے، ان تمام لوگوں کی جیت ہے جنھوں نے ہمارے نظام میں جوابدہی کے لیے جدوجہد کی۔‘‘ سوشل میڈیا پلیٹ فارم ’ایکس‘ پر جاری اپنی پوسٹ میں وینوگوپال نے لکھا ہے کہ ’’جس لمحہ سے نیٹ کا پرچہ لیک ہوا، کانگریس اور خصوصاً راہل گاندھی ان کے استعفے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اپوزیشن متحد ہو کر اس احتجاج کی قیادت کر رہی تھی اور سبھی کا مشترکہ مطالبہ جوابدہی تھا۔‘‘ وہ آگے لکھتے ہیں کہ ’’ہمارے دیگر مطالبات میں ان لوگوں کو سزا دینا بھی شامل ہے جنھوں نے ہمارے طلبا پر حملہ کیا، اور طلبا کو درپیش مظالم پر وزیر اعظم کی جانب سے معافی مانگنا بھی۔‘‘ کانگریس لیڈر کے سی وینوگوپال نے تعلیمی شعبے میں اصلاحات کے لیے جدوجہد جاری رکھنے کا عزم بھی ظاہر کیا۔ انھوں نے کہا کہ ’’جب تک ہم نظام میں انصاف نہیں لاتے، طلبا کو درپیش دباؤ کو کم نہیں کرتے اور تعلیم کے معیار کو بہتر نہیں بناتے، ہم آرام سے نہیں بیٹھیں گے۔‘‘ آخر میں وہ لکھتے ہیں کہ ’’ملک بھر کے ان کروڑوں طلبا کو زبردست سلام، جنھوں نے اس حکومت کو اپنی مرضی کے آگے جھکنے پر مجبور کر دیا، اور راہل گاندھی کو بھی سلام، جو ان کے مقصد کے سب سے زیادہ پُرجوش، مخلص اور پُرعزم حامی بن کر کھڑے رہے۔‘‘

بہار بند کا کئی اضلاع میں اثر، سمستی پور اور سیوان میں ٹریفک نظام متاثر، پٹنہ سمیت پوری ریاست میں سکیورٹی سخت

پٹنہ: ہفتہ کے روز ’بہار بند‘ کے پیش نظر پٹنہ میں سکیورٹی کے سخت انتظامات کیے گئے۔ پٹنہ کے ’انکم ٹیکس گولمبر‘ کے قریب بڑی تعداد میں نیم فوجی دستوں اور پولیس اہلکاروں کو تعینات کیا گیا۔

بائیں بازو کی جماعتوں کی طلباء تنظیموں کی جانب سے ’بہار بند‘ کی ہفتہ کے روز کال دی گئی۔ جس کا ریاست کے مختلف حصوں میں اثر دیکھنے کو مل رہا ہے۔ سمستی پور اور سیوان میں مظاہرین نے سڑکیں جام کر دیں۔ اس دوران جلوس نکالے گئے اور مرکزی حکومت کے خلاف نعرے بازی کی گئی۔ تاہم پٹنہ سے لے کر جہان آباد تک پولیس نے ’بہار بند‘ کے پیش نظر خصوصی انتظامات کیے ہیں۔ مرکزی وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان کے استعفے کا مطالبہ کرتے ہوئے سمستی پور میں ہفتہ کی صبح ’آئیسا‘ اور ’آر وائی اے‘ کے کارکنان سڑکوں پر اتر آئے اور راستے جام کر دیے۔ مظاہرین نے سڑکوں پر ٹائر جلا کر مرکزی حکومت کے خلاف نعرے لگائے۔ آئیسا سے وابستہ ایک کارکن نے آئی اے این ایس سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ’’حکومت نے طلبہ کو لاٹھیوں کے زور پر کچلنے کی کوشش کی ہے۔ اسی کے خلاف سمستی پور اور بہار کے دیگر اضلاع میں چکہ جام کیا جا رہا ہے۔ ہماری سب سے اپیل ہے کہ وہ بہار بند کی حمایت کریں اور دھرمیندر پردھان کے استعفے کے مطالبے کو مضبوط کریں۔‘‘ آئیسا کے ضلع سکریٹری سنیل کمار نے کہا کہ ’’جس طرح طلبہ پر ظلم کیا گیا اور ان کے خلاف مقدمات درج کیے گئے، اس کے خلاف آج ’بہار بند‘ ہے۔ مرکزی حکومت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان سے فوری استعفیٰ لیا جائے اور طلبہ کے خلاف درج تمام مقدمات واپس لیے جائیں۔‘‘ سیوان میں بھی بائیں بازو کی جماعتوں، خصوصاً کمیونسٹ پارٹی (مالے) کے کارکنوں نے بند کی حمایت میں مظاہرہ کیا۔ شہر کے مختلف علاقوں میں جلوس نکالے گئے اور حکومت کے خلاف نعرے بازی کی گئی۔ کسی بھی ناخوشگوار واقعے سے نمٹنے کے لیے ضلع انتظامیہ پوری طرح چوکس نظر آئی۔ خود سیوان کے سپرنٹنڈنٹ آف پولیس پورن کمار جھا نے محاذ سنبھالا اور پولیس فورس کے ساتھ مسلسل شہر کا جائزہ لیتے رہے۔ ہفتہ کے روز ’بہار بند‘ کے پیش نظر پٹنہ میں سکیورٹی کے سخت انتظامات کیے گئے۔ پٹنہ کے ’انکم ٹیکس گولمبر‘ کے قریب بڑی تعداد میں نیم فوجی دستوں اور پولیس اہلکاروں کو تعینات کیا گیا۔

علی گنج آتشزدگی واقعے والی غیر قانونی عمارت پر چلا بلڈوزر، ۱۵ر طلبہ کی ہوئی تھی موت

جس کے بعد ایل ڈی اے نے اس غیر قانونی عمارت کو ہٹانے کی مہم شروع کر دی ہے

ایل ڈی اے نے علی گنج آتشزدگی واقعے والی غیر قانونی عمارت کو گرانے کے لیے 15 دن کا نوٹس دیا تھا جس کی مدت آج ختم ہو گئی، جس کے بعد ایل ڈی اے نے اس غیر قانونی عمارت کو ہٹانے کی مہم شروع کر دی ہے۔ لکھنؤ آتشزدگی معاملہ میں لکھنؤ ڈیولپمنٹ اتھارٹی (ایل ڈی اے) کی جانب سے مسمار کرنے کی کارروائی شروع ہو گئی ہے۔ ایل ڈی اے نے اس عمارت کو گرانے کے لیے 15 دن کا نوٹس دیا تھا جس کی مدت آج ختم ہو گئی، جس کے بعد ایل ڈی اے نے اس غیر قانونی عمارت کو ہٹانے کی مہم شروع کر دی ہے۔ اس دوران موقع پر بھاری تعداد میں پولیس فورس کو تعینات کیا گیا ہے۔ علی گنج کی اسی عمارت میں آگ لگنے کی وجہ سے 15 لوگوں کی موت ہو گئی تھی، جس کے بعد جانچ میں یہ بات سامنے آئی کہ اس کے لیے رہائشی نقشہ پاس کرایا گیا تھا جبکہ یہاں تجارتی سرگرمیاں چل رہی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی اس میں غیر قانونی تعمیر کی بات بھی سامنے آئی، جس کے بعد ایل ڈی اے نے عمارت کو منہدم کرنے کے لیے نوٹس دیا تھا۔ ہفتے کی صبح تقریباً 7:30 بجے ایل ڈی اے کے تمام اعلیٰ افسران پولیس انتظامیہ کے ساتھ موقع پر پہنچے۔ اس دوران 3 بلڈوزر اور ایک ہائیڈرولک مشین بھی لائی گئی، جس کے بعد اس عمارت کو گرانے کا کام شروع کیا گیا۔ اس کارروائی کے دوران ایل ڈی اے کے 45 افسران موقع پر موجود رہے جبکہ 100 سے زیادہ پولیس اہلکاروں کو بھی تعینات کیا گیا، تاکہ کوئی افراتفری پیدا نہ ہو۔ پولیس انتظامیہ کی جانب سے پہلے پورے علاقے کی ناکہ بندی کی گئی اور آس پاس سے لوگوں اور گاڑیوں کی آمد و رفت کو روک دیا گیا، جس کے بعد عمارت کو گرانے کا کام شروع ہوا۔ افسران کے مطابق غیر قانونی تعمیرات کو مسمار کرنے میں آج پورے دن کا وقت لگ سکتا ہے۔ واضح رہے کہ گزشتہ ماہ 22 تاریخ کو لکھنؤ کے علی گنج میں واقع ایک کوچنگ سنٹر میں آگ لگ گئی تھی۔ جس کے بعد پورے علاقے میں کہرام مچ گیا تھا، واقعے کے دوران کئی طلبہ جان بچانے کے لیے عمارت سے کودتے ہوئے اور پائپ کے سہارے نیچے اترتے ہوئے دیکھے گئے تھے۔ اس حادثے میں 15 لوگوں کی دم گھٹنے سے موت ہو گئی تھی۔

تملناڈو کے وزیر اعلیٰ کا دفتر ۶ر دہائیوں کے بعد تاریخی فورٹ سینٹ جارج سے دوسری جگہ منتقل ہوگا

وزیر اعلیٰ اب تک فورٹ سینٹ جارج کی مرکزی عمارت کی پہلی منزل سے کام کاج کر رہے تھے، جہاں وزیر اعلیٰ کا دفتر گزشتہ ۶ر دہائیوں سے زیادہ عرصے سے چل رہا ہے

وزیر اعلیٰ اب تک فورٹ سینٹ جارج کی مرکزی عمارت کی پہلی منزل سے کام کاج کر رہے تھے، جہاں وزیر اعلیٰ کا دفتر گزشتہ 6 دہائیوں سے زیادہ عرصے سے چل رہا ہے۔ تمل ناڈو سکریٹریٹ میں ایک بڑی انتظامی تبدیلی کے تحت، وزیر اعلیٰ کے دفتر (سی ایم او) کو تاریخی فورٹ سینٹ جارج کمپلیکس میں واقع اپنے طویل عرصے سے قائم دفتر سے ’نامکل کوگنر مالگئی‘ (این کے ایم) میں منتقل کیا جائے گا۔ نئے کمپلیکس کو تیار کرنے کے لیے تزئین و آرائش کا کام تیزی سے جاری ہے۔ یہ منتقلی 2011 کے بعد سکریٹریٹ کے کام کاج میں سب سے اہم تبدیلیوں میں سے ایک مانا جا رہا ہے۔ اس وقت آنجہانی جے جے للیتا کی قیادت والی اے آئی اے ڈی ایم کے حکومت نے اہم محکموں کو دوبارہ فورٹ سینٹ جارج منتقل کر دیا تھا، جس سے گزشتہ ڈی ایم کے حکومت کے نو تعمیر شدہ اومندورار گورنمنٹ اسٹیٹ سے سکریٹریٹ چلانے کے فیصلے کو پلٹ دیا گیا تھا۔ افسران کے مطابق اس فیصلے کی بنیادی وجہ موجودہ وزیر اعلیٰ کے دفتر میں جگہ کی شدید کمی ہے۔ وزیر اعلیٰ سی جوزف وجے کے عہدہ سنبھالنے کے بعد سے ان سے ملنے آنے والے افسران، زائرین اور مختلف وفود کی بڑھتی ہوئی تعداد کے باعث موجودہ دفتر پر کافی دباؤ تھا۔ حالانکہ اس منتقلی کے حوالے سے دیگر وجوہات کے بارے میں بھی قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں، لیکن سرکاری ذرائع کا کہنا ہے کہ اس کا مقصد انتظامی کارکردگی کو بڑھانا اور آنے والوں کے بہتر انتظام کو یقینی بنانا ہے۔ واضح رہے کہ وزیر اعلیٰ اب تک فورٹ سینٹ جارج کی مرکزی عمارت کی پہلی منزل سے کام کاج کر رہے تھے، جہاں وزیر اعلیٰ کا دفتر گزشتہ 6 دہائیوں سے زیادہ عرصے سے چل رہا ہے۔ نئے منصوبہ کے تحت، وزیر اعلیٰ کے دفتر کو ’نامکل کوگنر مالگئی‘ کی 10ویں منزل پر قائم کیا جائے گا۔ محکمہ پبلک ورکس (پی ڈبلوی ڈی) نے اس منتقلی کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ وزیر اعلیٰ کا نیا دفتر 10ویں منزل پر واقع موجودہ ڈائننگ ہال میں بنایا جائے گا، جو کانفرنس روم کے بالکل ساتھ واقع ہے۔ اس مقصد کے لیے ڈائننگ ہال میں موجود فرنیچر، فکسچر اور دیگر بنیادی ڈھانچے کو ہٹا کر کلائیوانار ارنگم منتقل کیا جا رہا ہے، تاکہ نئے دفتر کے لیے جگہ بنائی جا سکے۔ اس تبدیلی کی وجہ سے 10ویں منزل پر کام کرنے والے کئی سرکاری محکموں کو بھی دوسری جگہ منتقل کرنا ہوگا۔ انفارمیشن اینڈ تمل ڈیولپمنٹ ڈپارٹمنٹ، ہوم (پرہیبشن) ڈپارٹمنٹ اور کمرشیل ٹیکس ڈپارٹمنٹ کے کچھ حصے وزیر اعلیٰ کے دفتر کے قیام کے لیے منتقل کیے جائیں گے۔ افسران نے بتایا کہ انفارمیشن اینڈ تمل ڈیولپمنٹ ڈپارٹمنٹ کو کلائیوانار ارنگم میں منتقل کیا جائے گا۔

چوتھی بار لڑوں گا صدارتی انتخاب

۲۰۲۸ر کی کیپ پہن کر ٹرمپ کا طنزیہ اعلان صحافیوں کو بھی بنایا نشانہ

امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے ’وائٹ ہاؤس کورسپونڈنٹس ایسوسی ایشن‘ (ڈبلیو ایچ سی اے) کے عشائیے سے خطاب کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں تقریر کی۔ تقریباً ایک گھنٹے کے خطاب میں انہوں نے صحافیوں، میڈیا اداروں اور اپنے سیاسی مخالفین پر خوب طنز کیا۔ اس دوران ٹرمپ نے مزاحیہ انداز میں یہ بھی کہا کہ وہ امریکہ کے صدارتی عہدے کے لیے چوتھی بار بھی انتخاب لڑیں گے۔ ٹرمپ نے اسٹیج پر سرخ رنگ کی ’ٹرمپ 2028‘ کیپ بھی پہن رکھی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ’’آج رات میں پریس کی ریٹنگ بچانے کے لیے چوتھی مدت کے لیے الیکشن لڑنے کی اپنی خواہش کا اعلان کرتا ہوں۔‘‘ حالانکہ انہوں نے یہ بیان محض مذاق میں دیا تھا، کیونکہ امریکی آئین کے مطابق کوئی بھی شخص زیادہ سے زیادہ 2 مرتبہ ہی صدر منتخب ہو سکتا ہے۔ ٹرمپ نے صحافیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب وہ صدارت چھوڑ دیں گے تو میڈیا کو بڑی مشکلیں پیش آئیں گی۔ انہوں نے کہا کہ ’’جب میں چلا جاؤں گا تو آپ سبھی برباد ہو جائیں گے۔ آپ کے پاس رپورٹ کرنے کے لیے کوئی نہیں ہوگا اور آپ کا بزنس ماڈل ختم ہو جائے گا۔‘‘ انہوں نے مزید کہا کہ لوگ دوسروں کی خبروں میں اتنی دلچسپی نہیں لیتے، اسی لیے وہ پریس کی ریٹنگ بچانے کے لیے چوتھی مدت کی بات کر رہے ہیں۔ اس تقریب کا آغاز وائٹ ہاؤس کورسپونڈنٹس ایسوسی ایشن کی سبکدوش ہونے والی صدر ویجیا جیانگ کے خطاب سے ہوا۔ انہوں نے اپریل میں ہونے والے اس حملے کا ذکر کیا، جس میں ایک مسلح شخص نے اس تقریب کو نشانہ بنایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس حملے نے سب کا امتحان لیا اور یہ ثابت کیا کہ صحافت اور آزادیٔ صحافت کے لیے جدوجہد جاری رکھنا ضروری ہے۔ اسی حملے کے بعد اس عشائیے کا دوسری بار انعقاد کیا گیا۔ اس تقریب میں متعدد صحافیوں کو اعزازات سے بھی نوازا گیا۔ ان میں بعض ایسے صحافی بھی شامل تھے، جن پر ٹرمپ پہلے تنقید کر چکے تھے۔ وال اسٹریٹ جرنل کی وہ ٹیم بھی اعزاز حاصل کرنے والوں میں شامل تھی، جس نے ٹرمپ اور جیفری اپسٹین سے متعلق معاملے پر رپورٹنگ کی تھی۔

ایئر لائن شروع کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں: اڈانی گروپ

نئی دہلی: ہوائی اڈوں کی تعمیر اور ان کے انتظام سمیت مختلف شعبوں میں سرگرم اڈانی گروپ نے میڈیا میں شائع ہونے والی ان خبروں کی سختی سے تردید کی ہے جن میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ گروپ ایک نئی ایئر لائن شروع کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ گروپ نے واضح کیا ہے کہ اس حوالے سے کوئی بھی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ گروپ کے ترجمان نے جمعہ کو جاری بیان میں کہا کہ میڈیا میں سامنے آنے والی یہ تمام رپورٹس بے بنیاد، قیاس آرائی پر مبنی اور حقائق کے منافی ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ موجودہ قوانین کے مطابق ملک میں کوئی بھی ہوائی اڈہ چلانے والی کمپنی کسی ایئر لائن میں 10 فیصد سے زیادہ حصص نہیں رکھ سکتی۔ حال ہی میں بعض میڈیا رپورٹس میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ حکومت فضائی سفر کے شعبے میں ایک یا دو کمپنیوں کی اجارہ داری کم کرنے اور مسابقت بڑھانے کے لیے شہری ہوابازی کے قوانین میں تبدیلی پر غور کر رہی ہے، تاکہ ہوائی اڈوں کے آپریٹروں کو بھی ایئر لائن شروع کرنے کی اجازت دی جا سکے۔ ان رپورٹس میں کہا گیا تھا کہ اس تبدیلی سے اڈانی گروپ اور جی ایم آر جیسے ملک کے بڑے ہوائی اڈہ آپریٹرز کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ اڈانی گروپ کے ترجمان نے کہا کہ ہم میڈیا میں شائع ہونے والی ان خبروں اور بازار میں گردش کرنے والی قیاس آرائیوں کی واضح طور پر تردید کرتے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ اڈانی انٹرپرائزز ایئر لائن شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ یہ تمام رپورٹس مکمل طور پر بے بنیاد اور حقیقت کے خلاف ہیں۔ اڈانی انٹرپرائزز ایئر لائن کے کاروبار میں داخل ہونے کی کسی بھی تجویز پر غور نہیں کر رہی۔ اس وقت مسافروں کی تعداد کے لحاظ سے انڈیگو اور ایئر انڈیا کے پاس ملکی فضائی سفر کی 90 فیصد سے زیادہ مارکیٹ ہے، جبکہ انڈیگو اکیلے 65 فیصد سے زیادہ مارکیٹ پر قابض ہے۔ گزشتہ سال دسمبر کے پہلے ہفتے میں انڈیگو کی جانب سے اچانک سیکڑوں پروازیں منسوخ کیے جانے کے بعد ہزاروں مسافروں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اسی کے بعد سے فضائی شعبے میں مسابقت بڑھانے کی ضرورت پر زور دیا جا رہا ہے۔

مختصر مگر اہم خبریں

دہلی میٹرو کے سبھی بند اسٹیشنز کو پھر سے کھولنے کا اعلان

مسافروں کی پریشانی ہوئی دور

فی الحال میٹرو اسٹیشنوں پر سکیورٹی فورسز تعینات ہیں، لیکن ٹرینوں کی خدمات اور مسافروں کی آمد و رفت مکمل طور پر معمول کے مطابق جاری ہے۔ راجدھانی دہلی میں مودی حکومت اور وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان کے خلاف طلبا تحریک کے پیش نظر احتیاطاً بند کیے گئے دہلی کے میٹرو اسٹیشنز کے دروازے عام مسافروں کے لیے پھر سے کھول دیے گئے ہیں۔ آج جیسے ہی وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دیا، طلبا میں جشن کا ماحول پیدا ہو گیا۔ ایسے میں کشیدگی والے حالات ختم ہوتے نظر آئے اور صلاح ومشورہ کے بعد میٹرو انتظامیہ نے پہلے راجیو چوک، منڈی ہاؤس اور سنٹرل سکریٹریٹ میٹرو اسٹیشنز کے دروازے کھولنے کا اعلان کیا، پھر کچھ ہی دیر بعد ایک ایک کر بند سبھی میٹرو اسٹیشنز کے دروازے کھولنے کا اعلان کر دیا گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ سکیورٹی ایجنسیوں سے مشورے کے بعد دہلی میٹرو ریل کارپوریشن (ڈی ایم آر سی) نے داخلے اور باہر نکلنے کے دروازے کھول دیے ہیں، جس سے لٹینس دہلی اور کناٹ پلیس آنے جانے والے مسافروں اور ملازمت پیشہ افراد کو بڑی راحت ملی ہے۔ قابل ذکر ہے کہ جنتر منتر پر جاری طلبا تحریک کے باعث بڑی بھیڑ اور پرتشدد جھڑپوں کے پیش نظر پولیس کی ہدایت پر کئی میٹرو اسٹیشنز کے دروازے بند کر دیے گئے تھے۔ اس کی وجہ سے راجیو چوک اور منڈی ہاؤس جیسے مصروف انٹرچینج اسٹیشنز پر مسافروں کو کافی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ فی الحال میٹرو اسٹیشنوں پر سکیورٹی فورسز تعینات ہیں، لیکن ٹرینوں کی خدمات اور مسافروں کی آمد و رفت مکمل طور پر معمول کے مطابق جاری ہے۔

گجرات میں بارش سے ہوئی تباہی پر نبین کا اظہار دکھ

نئی دہلی: بی جے پی کے صدر نتن نبین نے گجرات میں بھاری بارش سے ہوئی تباہی پر دکھ کا اظہار کیا ہے اور متاثرہ خاندانوں کی سلامتی اور ان کی زندگی کے جلد معمول پر آنے کی تمنا کی ہے۔ نبین نے جمعہ کو سوشل میڈیا ایکس پر لکھا کہ کل رات، مجھے گجرات بی جے پی کے ریاستی صدر جگدیش وشوکرما سے ریاست میں بھاری بارش اور سیلاب کی صورتحال نیز متاثرہ علاقوں میں جاری امدادی اور بچاؤ کام کے بارے میں تفصیل سے معلومات ملیں۔ انہوں نے کہا کہ بحران کی اس گھڑی میں متاثرہ شہریوں تک جلد از جلد ہر ممکن مدد پہنچانا ہماری اولین ترجیح ہے۔ بی جے پی کا ہر کارکن خدمت اور جذبے کے ساتھ متاثرہ شہریوں کے ساتھ مضبوطی سے کھڑا ہے اور امدادی کام میں سرگرمی سے تعاون کر رہا ہے۔

حوثیوں کا ۲ر سعودی آئیل ٹینکروں پر حملہ، سعودی عرب کی تصدیق

قاہرہ/ریاض: یمن کے حوثی گروپ نے جمعرات کو دعویٰ کیا ہے کہ اس نے ایک فوجی کارروائی میں سعودی عرب کے 2 آئل ٹینکروں پر حملہ کیا ہے۔ روئٹرز کے مطابق سعودی سرکاری خبر رساں ایجنسی نے تصدیق کی ہے کہ بحیرۂ احمر میں سفر کے دوران حملے کے بعد ان کے دو میں سے ایک ٹینکر میں آگ بھڑک اٹھی۔ سعودی پریس ایجنسی نے جنرل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے ایک سرکاری ذریعے کے حوالے سے بتایا کہ حملے کے نتیجے میں آئل ٹینکر اینسیلیا کے اگلے حصے میں آگ لگ گئی، تاہم جہاز کے تمام عملے کے ارکان محفوظ ہیں۔ سعودی عرب کے ٹینکر کو ساحل الشقیق سے تقریباً 70 ناٹیکل میل دور نشانہ بنایا گیا، برطانوی میری ٹائم ٹریڈ آپریشن کے مطابق ایک ٹینکر کے کپتان نے بتایا کہ جہاز کو میزائل لگنے کے بعد آگ بھڑک اٹھی، عملہ آگ پر قابو پانے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ یو کے ایم ٹی او کے مطابق حملے میں ابھی کسی جانی نقصان کی اطلاع موصول نہیں ہوئی ہے۔ سعودی حکام نے اس حملے کو بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی قرار دیا ہے۔

مغربی بنگال: قدیم مسجد کے باہر پوجا، بی جے پی لیڈر کا شیولنگ نصب کرنے کا منصوبہ

مغربی بنگال کی قدیم مسجد کے باہر بی جے پی لیڈر کے ذریعے پوجا کی گئی، ساتھ ہی شیولنگ نصب کر کے مندر کے دعوے کو مضبوط کرنے کا منصوبہ بھی بنایا جا رہا ہے۔

مغربی بنگال میں ایک بی جے پی لیڈر کی سربراہی میں انتہا پسند ہندو تنظیم کے ذریعے اب ایک مندر، مسجد کا نیا تنازع کھڑا کیا جا رہا ہے۔ یہ لوگ مالدا ضلع میں ۶۵۰ سال پرانی ایک مسجد کے قریب پوجا کر رہے ہیں، جس کے بارے میں ان کا دعویٰ ہے کہ یہ کبھی ایک مندر تھا۔ آنندہ پیر کو آدیناتھ پراتن شیو مندر تنظیم، کا مسجد کے باہر ایک بڑا شیولنگ نصب کرنے کا منصوبہ ہے۔ واضح رہے کہ ۱۳۷۳ عیسوی میں سکندر شاہ کے ذریعہ تعمیر کی گئی، مالدا کے پانڈوا میں واقع عدینہ مسجد کو محکمہ آثار قدیمہ (آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا (اے ایس آئی)) نے پورے برصغیر میں قرون وسطیٰ کی سب سے بڑی مسجد قرار دیا ہے۔ تاہم شر پسند ہندو گروپ اور بی جے پی کا دعویٰ ہے کہ یہ بھگوان شیو کو وقف آدیناتھ مندر کی جگہ پر تعمیر کی گئی تھی۔ تنظیم کا دعویٰ ہے کہ مسجد میں شیولنگ کے علاوہ بہت سے ہندو اور بدھ نقوش موجود ہیں، اور وہ جلد ہی کلکتہ ہائی کورٹ میں اس مسئلے پر اے ایس آئی رپورٹ طلب کرنے کے لیے درخواست دائر کرے گی۔ آدیناتھ پراتن شیو مندر کے سرپرست گوسوامی نے ایک بیان میں کہا کہ ’’ہمارا مقصد مندر کو بحال کرنا اور شیولنگ کو اس کے اندر رکھنا ہے۔‘‘ بعد ازاں ۳ر اعشاریہ ۶ رفٹ اونچا شیولنگ، جس کا وزن ڈیڑھ ٹن ہے، مسجد کے قریب نصب کرنے کے لیے ۲۸۹ کلومیٹر دور ترکیشور سے لایا جا رہا ہے۔ جبکہ گوسوامی کا کہنا ہے کہ ہم نے پہلے ہی اے ایس آئی اور پولیس کے نمائندوں کے ساتھ میٹنگ کی ہے، اور انہوں نے ہمیں مسجد کے علاقے سے باہر پوجا کرنے کو کہا ہے۔‘‘ ایک سینئر اے ایس آئی اہلکار نے انڈین ایکسپریس کو تصدیق کرتے ہوئے مسجد کو ’ایک تاریخی یادگار‘ قرار دیا ہے، فی الحال مسجد کے اندر کوئی پوجا نہیں ہوتی۔ حال ہی میں، مالدا ضلع پولیس نے ایک بیان میں کہا کہ عوام کو اس طرح مطلع کیا جاتا ہے کہ عدینہ یادگار آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کے تحت قومی اہمیت کی مرکزی طور پر محفوظ یادگار ہے اور یہ قدیم یادگاروں اور آثار قدیمہ کے مقامات اور باقیات ایکٹ، ۱۹۵۸ء (اے ایم اے ایس آر ایکٹ) کی دفعات کے تحت چلتی ہے۔ محفوظ یادگار کے احاطے کے اندر کوئی مذہبی رسومات یا کوئی بھی غیر مجاز سرگرمیاں ممنوع ہیں۔ اس میں کسی بھی خلاف ورزی کی صورت میں سخت قانونی کارروائی کی تنبیہ کی گئی۔‘‘ واضح رہے کہ بی جے پی کے راجیہ سبھا ایم پی اور موجودہ بنگال صدر سمک بھٹاچاریہ نے اس مسئلے کو پارلیمنٹ تک پہنچایا۔ ایوان میں اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ ’’عدینہ مسجد ۱۳۷۳ء عیسوی میں بنگال سلطنت کے سلطان سکندر شاہ نے تعمیر کی تھی۔ یہ مسجد پہلے سے موجود ہندو اور بدھ ڈھانچوں کا سامان استعمال کر کے بنائی گئی تھی۔ مندر کو ہر قیمت پر محفوظ کیا جانا چاہیے، یہ ان ہزاروں مندروں میں سے ایک ہے جو مغربی بنگال پر حملے کے بعد حملہ آور گروہوں کے ذریعہ تباہ کیے گئے تھے۔ انڈین ایکسپریس سے گفتگو کرتے ہوئے، بی جے پی کے راجیہ سبھا ایم پی اور سابق مغربی بنگال چیف راہل سنہا نے اس تنازع کا موازنہ ایودھیا کی بابری مسجد سے کیا، اور دعویٰ کیا، ’’بہت پہلے، وہاں پوجا ہوتی تھی، بعد میں، یہ بند ہو گئی۔ مندر سے تعلق رکھنے والی زمین پر بھی قبضہ کر لیا گیا۔ تاہم سی پی آئی (ایم) کے ریاستی سکریٹری اور پولٹ بیورو ممبر محمد سلیم نے کہا کہ یہ بی جے پی کا نانوس حربہ ہے۔

ممبئی پیدائشی سرٹیفکیٹ کی درخواستوں کیلئے اضافی افرادی قوت کی تعیناتی کی ہدایت

شہری سہولت مراکز پر صبح ۹ بجے سے شام ۵ بجے کے درمیان درخواستیں قبول کرنے کی ہدایات، شہریوں کی سہولت کے لیے شہری سہولت مراکز اتوار کو کھلے رہیں گے؛ ایڈیشنل میونسپل کمشنر پراجکتا ورما لاونگیرے

ممبئی: ایڈیشنل میونسپل کمشنر (سٹی) پراجکتا ورمالاونگیرے نے ممبئی میونسپل کارپوریشن (بی ایم سی) کے زون 5 کے تحت آنے والے علاقوں جیسے مانخورد، شیواجی نگر، کرلا اور چیمبور میں پیدائشی سرٹیفکیٹ کی درخواستوں کی فوری کارروائی کو یقینی بنانے کے لیے اضافی افرادی قوت کی تعیناتی کی ہدایت دی ہے۔ انہوں نے یہ بھی ہدایت دی کہ ان درخواستوں کی منظوری کے لیے سٹیزن فیسیلیٹیشن سینٹرز کے اوقات کار میں اضافہ کیا جائے۔ آج (25 جولائی 2026)، لاونگرے نے چیمبور میں بی ایم سی کے ایم ویسٹ وارڈ آفس میں زون 5 کے انتظامی وارڈوں میں محکمہ صحت کی کارروائیوں کا تفصیلی جائزہ لیا۔ میٹنگ میں موجود ڈپٹی کمشنر (پبلک ہیلتھ) شرداوگھاڈے، ڈپٹی کمشنر (زون 5) سندھیا شامل تھے۔ اسسٹنٹ کمشنر (ایم-ایسٹ) اجول انگولے، اسسٹنٹ کمشنر (ایم-ویسٹ) شنکر بھوسلے، اور ایگزیکٹیو ہیلتھ آفیسر (محکمہ صحت عامہ) ڈاکٹر دکشا شاہ۔ ایا یم ایل وراڈ ایسٹ ویسٹ وارڈز میں پیدائشی سرٹیفکیٹ سے متعلق درخواستوں پر کارروائی کرنے کے لیے زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔ ورمالاونگیرے نے ہدایت دی کہ شہریوں کو راحت فراہم کرنے کے لیے صبح 9:00 بجے سے شام 5:00 بجے تک شہری سہولت مراکز پر درخواستیں قبول کی جائیں۔ انہوں نے مزید ہدایت کی کہ عوام کی سہولت کے لیے یہ مراکز اتوار کو بھی کھلے رہیں۔ ہوانتظامی وارڈ کی سطح پر اسسٹنٹ کمشنرز کو شہریوں کی درخواستوں کو نمٹانے کے لیے اضافی افرادی قوت کا تقرر کرنا چاہیے، اس طرح درخواستوں کی ایک بڑی تعداد کو نمٹانے کے قابل بنایا جا سکتا ہے۔ ورمالاونگرے نے ہدایت کی کہ درخواستوں کو جمع کرنے کے بعد کم سے کم وقت کے اندر اندر کارروائی اور حل کیا جائے۔ ممبئی میونسپل کارپوریشن (BMC) کی طرف سے نئے برتھ سرٹیفکیٹس کے لیے درخواستوں کو سنبھالنے اور موجودہ میں تصحیح کے لیے سافٹ ویئر تیار کیا جا رہا ہے۔ یہ سافٹ ویئر درخواست کی تفصیلات جمع کرانے اور متعلقہ دستاویزات کو اپ لوڈ کرنے میں سہولت فراہم کرے گا، جبکہ اس میں ڈیش بورڈ بھی شامل ہوگا۔ انہوں نے ہدایت کی کہ برتھ سرٹیفکیٹ کی درخواست کے عمل میں زیادہ سے زیادہ شفافیت کو یقینی بنانے کے لیے سافٹ ویئر اور ڈیش بورڈ کا استعمال کیا جائے۔ انہوں نے یہ بھی ہدایت کی کہ تعلیمی معاملات سے متعلق درخواستوں کو ترجیح دی جائے۔ بیرون ملک تعلیم اور ویزا پروسیسنگ کے لیے درکار کیو آر کوڈ پر مبنی برتھ سرٹیفکیٹس کے لیے بڑی تعداد میں درخواستیں جمع کرائی جا رہی ہیں۔ انہوں نے ہدایت کی کہ ان کو فوری طور پر حل کیا جائے۔ آج کی میٹنگ کے دوران، ایڈیشنل میونسپل کمشنر پراجکتا ورمالاونگرے نے پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ (پی پی پی) پروجیکٹوں، مانسون سے متعلق بیماریوں کے واقعات، اور میٹرنٹی ہومز اور مضافاتی اسپتالوں میں صلاحیت میں توسیع اور مرمت کے کاموں کی حالت کا جائزہ لیا۔ انہوں نے محکمہ صحت کو ضروری ہدایات جاری کیں۔ لوک مانیہ تلک جنرل اسپتال (سائن)، گوونڈی شتابدی اسپتال، اور ما اسپتال (چیمبور) کی کارکردگی کا بھی جائزہ لیا گیا۔ پراجکتا ورما۔ لاونگیرے نے محکمہ کے سربراہوں کو ہدایت دی کہ وہ صحت کے انتظامیہ کے کاموں میں شفافیت اور شہری مسائل کے جلد حل کو یقینی بنانے کے لیے باقاعدہ جائزہ لیں۔ انہوں نے زون کے اندر اسسٹنٹ کمشنرز کو بھی ہدایت کی کہ وہ باقاعدہ سائٹ کا دورہ کریں۔

سماجی کارکن عمر لکڑاوالہ نے جھولا میدان فینسی مارکیٹ کے پھیری والوں کے روزگار کا معاملہ اٹھایا، انصاف کا مطالبہ

ممبئی: (اسٹاف رپورٹر) سماجی کارکن عمر لکڑاوالہ نے جھولا میدان فینسی مارکیٹ کے سینکڑوں متاثرہ پھری والوں کے روزگار کا مسئلہ اٹھاتے ہوئے کہا ہے کہ وہ غریب محنت کشوں کی آواز بن کر ان کے حقوق اور انصاف کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ جھولا میدان فینسی مارکیٹ گزشتہ تقریباً 50 برسوں سے ہزاروں خاندانوں کی روزی روٹی کا اہم ذریعہ رہی ہے۔ یہ مارکیٹ اگری پاڑہ اور بھائیکلہ کے رہائشیوں کی روزمرہ ضروریات پوری کرنے والی ایک اہم مارکیٹ بھی تھی، جہاں مناسب قیمتوں پر آسانی سے مختلف اشیائے ضروریہ دستیاب ہوتی تھیں۔ عمر لکڑاوالہ کے مطابق مارکیٹ کے ہٹائے جانے کے بعد علاقے کے عوام، خصوصاً خواتین کو روزمرہ خریداری میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ ایک ڈیولپر کی مبینہ سازش کے تحت اس مارکیٹ کو ختم کیا گیا، جبکہ منشیات کے مسئلے کو صرف کارروائی کا جواز بنایا گیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ وہ ہمیشہ منشیات کے خلاف رہے ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے، لیکن ساتھ ہی یہ سوال بھی اٹھایا کہ اگر کارروائی منشیات کے خلاف تھی تو ایک ہی دن میں 500 سے زائد غریب پھری والوں کے روزگار پر کیوں ضرب لگائی گئی؟ انہوں نے کہا کہ اگر قانون نافذ کرنا ضروری ہے تو اگری پاڑہ پولیس کے پورے دائرۂ اختیار اور ای وارڈ میں یکساں طور پر نافذ کیا جائے، نہ کہ صرف ایک مخصوص سڑک یا مارکیٹ کو نشانہ بنایا جائے۔ عمر لکڑاوالہ نے مزید بتایا کہ انہوں نے اپنے وکیل کے ہمراہ اگری پاڑہ پولیس اسٹیشن کے سینئر پولیس انسپکٹر سے ملاقات کی، جہاں متاثرہ پھری والوں کے روزگار کی بحالی اور معاملے کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی بات چیت کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ پولیس حکام کے سامنے غریب پھری والوں کے روزگار کی بحالی کا مطالبہ بھی رکھا گیا۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ انتظامیہ اس مسئلے کا منصفانہ حل نکالے گی تاکہ بے روزگار ہونے والے پھری والوں کو دوبارہ اپنا کاروبار شروع کرنے کا موقع مل سکے۔ عمر لکڑاوالہ نے کہا کہ ترقی ضرور ہونی چاہیے، مگر غریبوں کی روزی روٹی کی قیمت پر نہیں، اور انصاف ہر شہری کے لیے یکساں ہونا چاہیے۔

ممبئی میں طلبا کی فتح پر جشن فتح

طلبا پر تشدد برپا کرنے والے پولس والوں پر کارروائی کا مطالبہ ابھی نامکمل: ادھو

ممبئی میں طلبا کی تاریخی فتح پر جشن فتح منانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ دلی جنتر منتر پر دھرمیندر پردھان کے استعفٰی کا مطالبہ پورا ہونے کے بعد بھی احتجاج جاری رہے گا یہ موقف کاکروچ جنتا پارٹی لیڈر ابھجیت دپکے نے جاری کیا ہے ممبئی میں ترنگا مارچ کے ساتھ اب جشن فتح منایا جائے گا یہ اعلان یہاں پریس کانفرنس میں ایم این ایس سربراہ راج ٹھاکرے نے کیا ہے انہوں نے کہا کہ اب شیواجی پارک کے پاس ہی اسٹیج تیار کیا جائے گا اور وہاں پر ہی مجمع جمع ہوگا سدھی ونائک تک مارچ نہیں ہوگا راج ٹھاکرے نے بتایا کہ یہ طلبا کے لئے بڑی کامیابی ہے اس کا جشن منانے کے لیے یہ مارچ منعقد کیا گیا ہے۔ ادھو ٹھاکرے نے کہا کہ جس طرح سے دھرمیندر پردھان کا استعفٰی لیا گیا ہے ان کا استعفٰی لینے کے بعد ان کا محکمہ تو تبدیل نہیں کیا گیا یہ اب تک واضح نہیں کیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی استعفٰی پر ہی طلبا مطمئن نہیں ہے جن پولس اہلکاروں وافسران نے طلبا پر تشدد کیا ان پر مقدمہ درج کر کے کارروائی کا مطالبہ بھی مکمل نہیں ہوا ہے جس طرح سے طلبا پر بربریت کی گئی وہ سراسر غلط ہے لیکن طلبا ثابت قدم تھے اتنا ہی نہیں انہوں نے احتجاج کے دوران تکالیف برداشت کی اور یہی وجہ کہ سرکار کو ان طلبا کے سامنے جھکنا پڑا۔ ادھو ٹھاکرے نے کہا کہ جس طرح سے سرکار نے یہ سمجھا تھا کہ وہ کسی کے سامنے سر نہیں جھکائے گی لیکن طلبا نے اسے مجبور کر دیا ممبئی میں طلبا کے ساتھ اظہار ہمدردی کے لیے جشن فتح منایا جائے گا اور روایتی طریقے سے ترنگا ریلی منعقد ہوگی۔ ادھو ٹھاکرے نے کہا کہ ابھیجیت دپکے سے بات کر کے آئندہ کا لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ شیوسینا کے سربراہ ادھو ٹھاکرے نے واضح کیا ہے کہ نیٹ پیپر لیک اور احتجاجی طلبا پر پولیس کے مبینہ تشدد کے خلاف مرکزی وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان کا استعفٰی Times of India تو ایک بڑی جیت ہے، لیکن خاطی پولیس اہلکاروں پر کارروائی کا مطالبہ ابھی نامکمل ہے۔ انہوں نے دہلی اور ممبئی میں پرامن مظاہرین پر لاٹھی چارج اور تشدد کرنے والے فورسز کے خلاف سخت ترین تادیبی اقدامات کا مطالبہ دہرایا ہے۔

ممبئی شیواجی پارک ترنگا مارچ پولیس مستعد، حفاظتی انتظامات سخت

اعلی افسران کی پولیس کمشنر دیوین بھارتی کے ہمراہ اہم میٹنگ، ضروری ہدایات جاری

ممبئی: ممبئی کے شیواجی پارک میں ترنگا ریلی کو لے کر پولیس بھی مستعد ہے دلی جنتر منتر میں طلباء کے احتجاج سے اظہار ہمدردی کے لئے ٹھاکرے برادر نے ترنگا مارچ کا انعقاد کیا ہے جس میں لاکھوں مظاہرین کے شریک ہونے کی توقع ہے ایسے میں پولیس نے علاقہ میں سخت حفاظتی انتظامات کرنے کا بھی دعوی کیا ہے ترنگا مارچ کے دوران کسی بھی قسم کا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آئے اس لئے پولیس محتاط ہے اور حالات پر نظر رکھی جارہی ہے ترنگا مارچ کیلئے روٹ پر نگرانی کے ساتھ آج ممبئی پولیس کمشنر دیوین بھارتی کی سربراہی میں ایڈیشنل پولیس کمشنر سمیت اعلی افسران کی میٹنگ بھی منعقد کی گئی تھی جس میں نظم و نسق اور احتجاجی مظاہرہ سے متعلق حفاظتی انتظامات کو یقینی بنانے کی ہدایات بھی جاری کی گئیں۔ ممبئی شہر میں شیواجی پارک میں احتجاجات کا سلسلہ دراز ہے۔ ممبئی شہر و مضافات میں ترنگا مارچ کے دوران کہاں کہاں سے مظاہرین شیواجی پارک میں جمع ہوسکتے ہیں اسکی بھی نشاندہی کی گئی ہے اس کے علاوہ ریاست بھر میں احتجاجات شروع ہے نیٹ امتحانی پرچہ لیک کے معاملہ میں طلباء نے وزیر تعلیم دھریندر پردھان کا استعفٰی طلب کیا ہے اور طلباء اپنے موقف پر قائم ہے ممبئی شہر و مضافاتی علاقوں میں ترنگا مارچ کے سبب پولیس بھی الرٹ ہے۔ شیواجی پارک میں احتجاجی مظاہرہ کے دوران ٹریفک روٹ پر بھی پولیس کی تعیناتی کو یقینی بنایا گیا ہے اس کے ساتھ ہی ضروری احکامات بھی جاری کئے گئے ہیں ممبئی اور ریاست میں طلباء کے احتجاجات کے سبب پولیس نے ضروری اقدامات کئے ہیں اس کے ساتھ ہی پولیس کے اعلی افسران کو اس متعلق ضروری ہدایت بھی جاری کی گئی ہیں۔ ممبئی کے مضافاتی علاقے کرلا، چمبور، بائیکلہ، اندھیری، ملاڈ مالونی، جوگیشوری سمیت دیگر علاقوں سے بھی احتجاج میں طلباء کے شریک ہونے کا اندازہ ہے۔ ترنگا مارچ کے دوران گڑبڑی کی کوشش یا بدامنی قابل برداشت ہے اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کو جواب دیا جائے گا یہ انتباہ ایم این ایس سربراہ راج ٹھاکرے نے دیا ہے اور کہا ہے کہ دلی کے طرز پر اگر ممبئی میں حالات خراب کرنے کی کوشش کی گئی تو اسی قطعی برداشت نہیں کیا جائے۔ ممبئی میں احتجاجات کا سلسلہ جاری ہے ایسے میں پولیس بھی مستعد ہے۔ پولیس کی جانب سے شہریوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ مارچ کے روٹ (دادر اور پربھادیوی) پر شدید ٹریفک جام ہوسکتا ہے، اس لیے عام مسافروں کو متبادل راستے اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ یہ ریلی چھترپتی شیواجی مہاراج کے مجسمے (شیواجی پارک) سے شروع ہوکر پربھادیوی میں واقع سدھی ونائک مندر تک جائے گی۔ اس تحریک کی قیادت شیوسینا (یو بی ٹی) کے سربراہ ادھو ٹھاکرے اور ایم این ایس کے سربراہ راج ٹھاکرے کر رہے ہیں۔

بمبئی ہائی کورٹ نے مہاراشٹر میں دو خصوصی عدالتیں قائم کر دیں

ممبئی: مہاراشٹر میں امتحانی پرچہ لیک کے بڑھتے ہوئے واقعات اور طلبہ کے احتجاج کے درمیان بمبئی ہائی کورٹ نے ناگپور اور اورنگ آباد میں دو خصوصی عدالتیں قائم کرنے کا اعلان کیا ہے، جہاں پرچہ لیک سے متعلق مقدمات کی تیز رفتار سماعت کی جائے گی۔ قائم مقام چیف جسٹس روِیندر روی گھوگے نے جمعہ کو جاری حکم میں بتایا کہ یہ خصوصی عدالتیں مرکزی حکومت کی درخواست پر قائم کی گئی ہیں تاکہ امتحانی بے ضابطگیوں سے متعلق مقدمات کو جلد نمٹایا جا سکے۔ عدالتوں میں پبلک ایگزامینیشنز (پریوینشن آف انفیئر مینز) ایکٹ، 2024 اور بھارتیہ نیایا سنہتا (بی این ایس)، 2023 کے تحت درج مقدمات کی سماعت ہوگی۔ نئے قانون کے مطابق ایسے مقدمات کا فیصلہ تین ماہ کے اندر کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ہائی کورٹ نے جج ایس وی پوار کو اورنگ آباد جبکہ جج گلشن کولتے کو ناگپور کی خصوصی عدالت کا جج مقرر کیا ہے۔ مرکزی حکومت نے تجربہ کار عدالتی افسران کی تقرری کی سفارش کی تھی تاکہ حساس مقدمات کی مؤثر اور بروقت سماعت یقینی بنائی جاسکے۔ یہ اقدام ایسے وقت میں سامنے آئی ہے جب ملک بھر میں امتحانی بے ضابطگیوں اور پرچہ لیک کے خلاف احتجاج جاری ہے۔ وزیراعظم نریندر مودی نے ایک روز قبل پرچہ لیک کی روک تھام کے لیے سخت قانون پر مؤثر عمل درآمد اور فاسٹ ٹریک عدالتوں کے قیام کا وعدہ کیا تھا۔ دوسری جانب معروف سماجی کارکن سونم وانگچک نے حکومت کی یقین دہانیوں کے بعد اپنی 26 روزہ بھوک ہڑتال ختم کر دی ہے، تاہم تعلیمی اصلاحات کا مطالبہ کرنے والی احتجاجی تنظیم نے واضح کیا ہے کہ ان کی تحریک جاری رہے گی۔ تنظیم کے نمائندوں کی مرکزی وزراء سے ملاقات بھی متوقع ہے، جس میں امتحانی نظام میں اصلاحات اور شفافیت سے متعلق مطالبات پیش کیے جائیں گے۔ بمبئی ہائی کورٹ کے قائم مقام چیف جسٹس روِیندر روی گھوگے نے مرکزی حکومت کی درخواست پر ناگپور اور اورنگ آباد (چھترپتی سمبھاجی نگر) میں دو خصوصی فاسٹ ٹریک عدالتیں قائم کرنے کا باضابطہ نوٹیفیکیشن جاری کر دیا ہے۔ ان عدالتوں کا بنیادی مقصد مہاراشٹر میں امتحانی پرچہ لیک اور امتحانی بے ضابطگیوں سے متعلق مقدمات کی تیز رفتار سماعت کرنا ہے۔ ان کے پاس بھارتیہ نیایا سنہتا (BNS)، 2023 اور 1982 کے متعلقہ قوانین کے تحت درج امتحانی بدعنوانیوں (جیسے حال ہی میں سامنے آنے والے NEET پرچہ لیک معاملے) کے کیسز کو جلد نمٹانے کا اختیار ہوگا۔ یہ دونوں عدالتیں بامبے ہائی کورٹ کی اورنگ آباد اور ناگپور بینچوں کے دائرہ اختیار میں آنے والے تمام اضلاع کے مقدمات کا احاطہ کریں گی۔

مجھے بدنام کرکے تحریک کو کمزور کیا جارہا ہے

ریا آہیر کا آن لائن مہم پر ردعمل

ممبئی میں طلبہ کے احتجاج کے دوران پولیس وین کے سامنے کھڑے ہوکر وائرل ہونے والی ماڈل اور کانٹینٹ کریئیٹر ریا آہیر نے سوشل میڈیا پر اپنے خلاف چلنے والی مہم کو ''جھوٹا اور تذلیل آمیز'' قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ انہیں نشانہ بنا کر طلبہ کی تحریک سے توجہ ہٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انہوں نے خواتین کے خلاف نفرت انگیز مہم اور صنفی تعصب کی بھی مذمت کی۔ ممبئی میں حالیہ طلبہ احتجاج کے دوران پولیس وین کے سامنے ڈٹ کر کھڑی ہونے کی وجہ سے سوشل میڈیا پر وائرل ہونے والی ریا آہیر نے اپنے خلاف گردش کرنے والے دعوؤں پر پہلی بار کھل کر ردعمل دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کے بارے میں پھیلائی جارہی معلومات ''جھوٹی، گمراہ کن اور تذلیل آمیز'' ہیں اور ان کا مقصد اصل احتجاجی تحریک سے عوام کی توجہ ہٹانا ہے۔ ریا آہیر نے انسٹاگرام اسٹوریز میں کہا کہ ان کے Instagram Subscriptions سے متعلق سوشل میڈیا پر جو دعوے کیے جا رہے ہیں، وہ حقیقت پر مبنی نہیں۔ ان کے مطابق یہ فیچر انسٹاگرام کی جانب سے تخلیق کاروں کو فراہم کیا جانے والا ایک باقاعدہ آپشن ہے، لیکن بعض صفحات نے اسے توڑ مروڑ کر اس انداز میں پیش کیا جیسے وہ احتجاج کی مقبولیت کو مالی فائدے کے لیے استعمال کر رہی ہوں۔ انہوں نے اپنے خلاف مہم چلانے والے اکاؤنٹس کو رپورٹ کرنے کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ یہ معاملہ صرف ان کی ذات تک محدود نہیں بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خواتین کو عوامی سطح پر آواز اٹھانے پر کس طرح صنفی بنیادوں پر نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ان کے مطابق آن لائن نفرت انگیز مہم معاشرے میں موجود گہرے Misogyny کی عکاس ہے۔ گلف نیوز کی ایک رپورٹ کے مطابق ریا آہیر نے زور دے کر کہا کہ وہ اس تحریک کا اصل چہرہ نہیں ہیں۔ ان کے الفاظ میں، ''اس احتجاج کا حقیقی چہرہ میں نہیں بلکہ طلبہ ہیں، اس لیے توجہ میری ذات پر نہیں بلکہ ان کے مطالبات پر ہونی چاہیے۔'' خیال رہے کہ ریا آہیر اس وقت قومی سطح پر توجہ کا مرکز بن گئیں جب ممبئی میں ہونے والے احتجاج کے دوران انہوں نے حراست میں لیے گئے مظاہرین کو لے جانے والی ایک پولیس وین کے سامنے کھڑے ہوکر اسے روکنے کی کوشش کی۔ اس واقعے کی تصاویر اور ویڈیوز بڑے پیمانے پر وائرل ہوئے اور انہیں احتجاج کی علامتی شخصیت کے طور پر دیکھا جانے لگا۔ تاہم، ان کے اس اقدام کے بعد ان کی ذاتی زندگی اور سوشل میڈیا سرگرمیوں کو بھی شدید تنقید اور افواہوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ریا آہیر کا کہنا ہے کہ اس تمام تنازع کے باوجود ان کی توجہ اب بھی طلبہ کے مطالبات اور احتجاج کے بنیادی مقصد پر مرکوز ہے۔ انہوں نے کہا کہ عوام کو چاہیے کہ وہ ان کی شخصیت کے بجائے ان نوجوانوں کی آوازیں سنیں جو امتحانی نظام میں شفافیت اور جوابدہی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

اردو بھی عوامی زبان ہے

اسے صرف وعدوں نہیں بلکہ عملی اقدامات کی ضرورت ہے

ریاست مہاراشٹر کی حکومت کی جانب سے مراٹھی زبان کے فروغ، تحفظ اور ترویج کے لیے الگ محکمہ قائم کرنے کا فیصلہ کا اعلان مراٹھی زبان و وزیر صنعت ادے ساونت نے حال ہی میں اورنگ شہر میں منعقدا انتظامی افسران و مراٹھی شعراء ادباء سے مخاطب ہوتے ہوئے کیا کہ شہر میں ایک نئے باب کا اضافہ ہندو ہردے سمراٹ بالا صاحب ٹھاکرے مراٹھی مرکز کی صورت میں ہونے جارہا ہے اسی طرح سے ہر ضلع کلکٹر آفس میں مراٹھی زبان مرکز قائم کیا جائے گا جس کے تحت مراٹھی زبان وادب کی ترویج واشاعت بقاء کے کام کئے جائیں گے وزیر موصوف نے اپنے خطاب میں کہا کہ مراٹھی صرف زبان نہیں ایک تہذیب ہے اور اس کا تحفظ ہونا چاہیے۔ یقیناً قابل ستائش اور خوش آئند اقدام ہے۔ زبان کسی بھی قوم، ریاست اور تہذیب کی شناخت ہوتی ہے۔ اپنی مادری زبان کی حفاظت اور اس کی ترقی ہر حکومت کی آئینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔ مراٹھی زبان کے لیے خصوصی فنڈ، الگ دفتر، تحقیقی سرگرمیوں اور ادبی منصوبوں کا اعلان اس حقیقت کا مظہر ہے کہ حکومت زبان و ثقافت کی اہمیت سے بخوبی واقف ہے۔ لیکن اسی مہاراشٹر کی سرزمین پر لاکھوں افراد کی زبان، یعنی اردو بھی اپنی بقا اور ترقی کی منتظر ہے۔ اردو اس ریاست میں کسی بیرونی زبان کا نام نہیں بلکہ صدیوں سے یہاں کی تہذیب، ادب، صحافت، تعلیم اور سماجی ہم آہنگی کا حصہ رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو کو بھی وہی سرکاری توجہ اور عملی سرپرستی ملنی چاہیے جس کی وہ آئینی طور پر مستحق ہے۔ اردو صرف ایک زبان نہیں بلکہ محبت، اخوت، تہذیب اور مشترکہ ثقافت کی علامت ہے۔ یہ وہ زبان ہے جس نے مذہب، ذات اور علاقائیت کی دیواروں کو توڑ کر انسانیت کا پیغام عام کیا۔ مہاراشٹر کے کئی اضلاع میں اردو بولنے، پڑھنے اور لکھنے والوں کی بڑی تعداد موجود ہے، لیکن افسوس کہ اردو زبان سے وابستہ ادارے، اسکول، اساتذہ اور طلبہ آج بھی بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ سب سے سنگین مسئلہ اردو اسکولوں کی زبوں حالی ہے۔ ریاست کے کئی اردو میڈیم اسکول اساتذہ کی کمی، بنیادی سہولتوں کے فقدان، جدید تعلیمی وسائل کی عدم دستیابی اور انتظامی بے توجہی کا شکار ہیں۔ کہیں مستقل اساتذہ نہیں، کہیں عمارتیں خستہ حال ہیں، کہیں کمپیوٹر لیب اور سائنس لیب کا فقدان ہے اور کہیں طلبہ کو نصابی کتب بھی بروقت نہیں ملتیں۔ اگر حکومت واقعی زبانوں کی ترقی چاہتی ہے تو اردو اسکولوں کے ان مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرنا ہوگا۔ اسی طرح اردو اکیڈمی، اردو گھروں اور ادبی مراکز کو بھی فعال بنانے کی ضرورت ہے۔ بیشتر مقامات پر اردو گھر تعمیر ہی نہیں ہو سکے جبکہ ان کی تعمیرات منظور ہے کچھ جگہوں پر تعمیر کے بعد مناسب استعمال سے محروم ہیں۔ جہاں اردو گھر موجود ہیں وہاں مستقل ادبی، تعلیمی اور ثقافتی سرگرمیوں کا انعقاد نظر آرہا ہے اسے مزید تقویت دے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر ضلع میں جدید سہولتوں سے آراستہ اردو گھر قائم ہوں، جہاں لائبریری، ڈیجیٹل ریڈنگ روم، سیمینار ہال، تربیتی ورکشاپس، مشاعرے، ادبی نشستیں، صحافیوں کو سہولیات اور نوجوانوں کے لیے زبان وادب کی سرگرمیاں باقاعدگی سے منعقد ہوں۔ اردو صحافت، اردو لائبریریوں، مترجمین، محققین اور ادیبوں کی حوصلہ افزائی بھی وقت کا اہم تقاضا ہے۔ اگر مراٹھی زبان کے فروغ کے لیے خصوصی بجٹ مختص کیا جاسکتا ہے تو اردو کے لیے بھی مساوی مواقع فراہم کیے جائیں تاکہ آئین ہند کی روح کے مطابق تمام زبانوں کے ساتھ انصاف ہو سکے۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ نئی قومی تعلیمی پالیسی اور ڈیجیٹل دور میں زبانوں کے تحفظ کے لیے جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ ناگزیر ہے۔

اپنی تجارت کو نئی بلندیوں پر لے جائیں

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا پروڈکٹ یا سروس پورے مہاراشٹر کے قارئین تک پہنچے؟
ممبئی رابطہ کے ساتھ اپنی کاروباری شناخت کو مضبوط کریں۔

ہم پیش کرتے ہیں:

شہر کے قارئین تک پہنچنے کا سنہری موقع
روزانہ شائع ہونے والا پرچم دار اخبار
تجارتی اشتہارات کیلئے منفرد اور مؤثر پلیٹ فارم
آپ کے کاروبار کی شناخت اور فروخت میں اضافہ

رابطہ کریں: 75061 00010 = 70399 66616

ای میل کریں: mumbairaabta@gmail.com

ابھی اشتہار بک کریں اور اپنی تجارت کو قارئین تک پہنچائیں!

مالیگاؤں کے جواں سال اعجاز عرف وٹھل کی پراسرار موت قتل یا حادثہ؟

مالیگاؤں کے آگرہ روڈ پر واقع ریلائبل کمپاؤنڈ کے قریب پیش آنے والے ایک پراسرار واقعے نے پورے علاقے میں سنسنی پھیلادی ہے

مالیگاؤں: (نامہ نگار) مالیگاؤں کے آگرہ روڈ پر واقع ریلائبل کمپاؤنڈ کے قریب پیش آنے والے ایک پراسرار واقعے نے پورے علاقے میں سنسنی پھیلا دی ہے۔ اعجاز عرف وٹھل نامی شخص کی مشتبہ حالت میں لاش ملنے کے بعد یہ سوال ہر زبان پر ہے کہ آیا یہ ایک افسوسناک حادثہ ہے یا کسی منصوبہ بند قتل کا نتیجہ؟ واقعے کی خبر پھیلتے ہی علاقے میں لوگوں کا ہجوم جمع ہوگیا اور مختلف قسم کی چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں۔ ہر شخص اپنی اپنی رائے دے رہا ہے، مگر اصل حقیقت ابھی تک پردۂ راز میں ہے۔ اطلاع ملتے ہی پوارواڑی پولیس فوری طور پر موقع پر پہنچی، جائے وقوعہ کو اپنے قبضے میں لیا اور ابتدائی تحقیقات کا آغاز کردیا۔ پولیس نے شواہد اکٹھا کرنے، موقع کا باریک بینی سے معائنہ کرنے اور آس پاس نصب سی سی ٹی وی کیمروں کی فوٹیج حاصل کرنے کا عمل شروع کردیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی علاقے کے متعدد افراد اور ممکنہ عینی شاہدین کے بیانات بھی قلمبند کیے جارہے ہیں تاکہ واقعے کے ہر پہلو کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جاسکے۔ واقعے کی اطلاع ملنے پر معروف سماجی کارکن ضیاء مسکان خالد ایس کے اور اعجاز ایم آئی ایس بھی موقع پر پہنچے اور صورتحال کا جائزہ لیا۔ انہوں نے متاثرہ خاندان سے ملاقات کرتے ہوئے دلی تعزیت کا اظہار کیا اور مطالبہ کیا کہ پولیس مکمل شفافیت کے ساتھ تحقیقات کرے تاکہ اگر اس واقعے کے پیچھے کوئی مجرمانہ سازش ہے تو ذمہ داروں کو قانون کے کٹہرے میں لایا جاسکے، اور اگر یہ حادثہ ہے تو اس کی اصل وجوہات عوام کے سامنے لائی جائیں۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق اعجاز عرف وٹھل کی لاش کمپاؤنڈ کے قریب ملی، تاہم جسم پر موجود نشانات، جائے وقوعہ کی کیفیت اور دیگر شواہد کے بارے میں پولیس نے فی الحال کوئی سرکاری بیان جاری نہیں کیا ہے۔ پولیس حکام کا کہنا ہے کہ پوسٹ مارٹم رپورٹ اور فرانزک جانچ کے بعد ہی موت کی اصل وجہ کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کی جا سکے گی۔ اس سے قبل قتل یا حادثے کے حوالے سے کسی بھی قسم کا دعویٰ کرنا قبل از وقت ہوگا۔ علاقے کے رہائشیوں میں اس واقعے کو لے کر شدید تشویش پائی جارہی ہے۔ کچھ افراد اسے ایک افسوسناک حادثہ قرار دے رہے ہیں، جبکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ معاملہ محض حادثہ نہیں بلکہ اس کے پس پردہ کوئی سنگین راز چھپا ہوسکتا ہے۔ سوشل میڈیا پر بھی مختلف افواہیں گردش کررہی ہیں، تاہم پولیس نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ غیر مصدقہ خبروں پر یقین نہ کریں اور تحقیقات مکمل ہونے تک صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں۔ پوارواڑی پولیس کا کہنا ہے کہ تفتیش ہر ممکن زاویے سے جاری ہے اور کسی بھی امکان کو نظر انداز نہیں کیا جارہا۔ حکام نے یقین دہانی کرائی ہے کہ دستیاب شواہد، فرانزک رپورٹ، سی سی ٹی وی فوٹیج اور گواہوں کے بیانات کی بنیاد پر حقیقت کو منظر عام پر لایا جائے گا۔ فی الحال پورا شہر اسی سوال کا جواب جاننے کا منتظر ہے کہ اعجاز عرف وٹھل کی موت ایک المناک حادثہ تھی یا کسی ہولناک سازش کا نتیجہ۔ اس پراسرار واقعے کی حقیقت آئندہ آنے والی تفتیشی رپورٹ اور پوسٹ مارٹم کے نتائج کے بعد ہی پوری طرح واضح ہوسکے گی۔

ایران مذاکرات کیلئے سنجیدگی کا مظاہرہ کر رہا ہے: ٹرمپ

کویت، بحرین نے ایران پر خفیہ حملے کئے تھے: رپورٹ

دی وال اسٹریٹ جرنل کی ایک رپورٹ کے مطابق، بحرین اور کویت نے جولائی کے اوائل میں خفیہ طور پر اپنے جنگی طیارے بھیج کر ایران کے اندرونی اہداف پر حملے کئے تھے۔ امریکی روزنامے نے ان کارروائیوں سے واقف لوگوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ان حملوں میں دیگر فوجی تنصیبات کے ساتھ ڈرون اور میزائلوں کو ذخیرہ کرنے کیلئے استعمال ہونے والی سہولیات کو نشانہ بنایا گیا۔ امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے جمعہ کو بیان دیا کہ ایران نے امریکہ کے ساتھ معاہدے تک پہنچنے کیلئے اپنا اب تک کا سنجیدہ ترین رویہ اختیار کر لیا ہے۔ انہوں نے اوول آفس میں صحافیوں کو بتایا کہ "ہم اس وقت ان سے بات کر رہے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ جیسے جیسے دن گزر رہے ہیں وہ مزید سنجیدہ ہوتے جا رہے ہیں؛ اور اس کی وجہ شاید بالکل واضح ہے۔" انہوں نے مزید کہا کہ سفارت کاری اب بھی ممکن ہے لیکن اگر فوجی کارروائی ضروری ہوئی تو امریکہ "پوری طرح تیار (locked and loaded)" ہے۔ رپورٹس کے مطابق، ٹرمپ ایران کے خلاف 'بڑے حملے' پر غور کر رہے تھے لیکن ابھی تک انہوں نے اس تعلق سے کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ امریکی روزنامے 'دی وال اسٹریٹ جرنل' (ڈبلیو ایس جے) کے مطابق، بحرین اور کویت نے جولائی کے اوائل میں خفیہ طور پر اپنے جنگی طیارے بھیج کر ایران کے اندرونی اہداف پر حملے کئے تھے۔ تہران کے خلاف یہ ان کی پہلی براہِ راست فوجی انتقامی کارروائی ہے۔ رپورٹ میں اس معاملے سے واقف لوگوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ان حملوں میں دیگر فوجی تنصیبات کے ساتھ ڈرون اور میزائلوں کو ذخیرہ کرنے والی سہولیات کو نشانہ بنایا گیا۔ متحدہ عرب امارات (یو اے ای)، جس نے اس سے قبل ایران پر متعدد حملے کئے تھے، نے مبینہ طور پر اہداف سے متعلق انٹیلی جنس اور فضائی دفاعی نظام بحرین اور کویت کو فراہم کیا، جو تہران کے خلاف عرب ممالک کے درمیان بڑھتے ہوئے تعاون کی عکاسی کرتا ہے۔ بحرین اور کویت دونوں ہی نے ابھی تک اس کارروائی کی علانیہ تصدیق نہیں کی ہے۔ ڈبلیو ایس جے کے مطابق، سعودی عرب، جس نے ایران پر پہلے کئے گئے حملوں میں یو اے ای کا ساتھ دیا تھا، اب اپنے موقف کا ازسرِ نو جائزہ لے رہا ہے جبکہ عمان اور قطر نے تہران کے ساتھ براہِ راست تصادم سے گریز کیا ہے۔ دی وال اسٹریٹ جرنل کی رپورٹ میں نوٹ کیا گیا ہے کہ کویت اور بحرین نے حالیہ ہفتوں میں ایران کی انتقامی کارروائیوں کا بڑا حصہ برداشت کیا ہے، دونوں ممالک اہم امریکی فوجی اثاثوں کی میزبانی کر رہے ہیں۔ واضح رہے کہ بحرین میں امریکی بحریہ کے ۵ویں بیڑے کا اڈہ بھی ہے۔ کویت کی وزارتِ خارجہ نے اس سے قبل کہا تھا کہ ایران نے بجلی کی پیداوار اور پانی کو نمک سے پاک کرنے کی ایک تنصیب کو نشانہ بنایا۔ انہوں نے اسے ایک خطرناک کشیدگی اور بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی قرار دیا۔ ایران میں ہندوستانی سفارت خانے نے بتایا کہ جمعہ کے دن آبنائے ہرمز میں ایل پی جی لے جانے والے ایک ٹینکر پر حملہ ہوا جس کے عملے میں ۲۸ ہندوستانی افراد شامل ہیں، تاہم عملے کے تمام اراکین محفوظ ہیں۔ ایران کے سرکاری نشریاتی ادارے نے رپورٹ کیا کہ آبنائے ہرمز کے قریب آنے والے ایک اور ایل پی جی ٹینکر پر امریکی میزائل حملے میں عملے کے دو ارکان ہلاک ہو گئے، جب اس جہاز کو مبینہ طور پر غلطی سے ایرانی گیس لے جانے والا جہاز سمجھ لیا گیا۔ ایرانی وزیرِ خارجہ عباس عراقچی نے جمعہ کو دوٹوک لہجے میں کہا کہ ایران عارضی جنگ بندی کو قبول نہیں کرے گا اور اپنا موجودہ طریقۂ کار اس وقت تک جاری رکھے گا جب تک آبنائے ہرمز کے کنٹرول کے بارے میں اس کے مطالبات پورے نہیں ہو جاتے۔ ایک ایرانی فوجی کمانڈر نے کہا کہ ہر ایرانی شہری کی ہلاکت کا جواب ایک امریکی فوجی کی ہلاکت سے دیا جائے گا۔ سرکاری نشریاتی ادارے آئی آر آئی بی کے مطابق ایرانی حکام نے اسے باضابطہ طور پر معلنہ میدانی پالیسی قرار دیا۔

آوارہ کتے کے بہیمانہ قتل نے چین میں شہری معاشرے اور جانوروں کے تحفظ پر نئی بحث چھیڑ دی

بیجنگ: چین کے صوبہ گوانگ ڈونگ میں ایک آوارہ مادہ کتے اور اس کے بچوں کے بہیمانہ قتل کے واقعے نے ملک بھر میں شدید غم و غصے کی لہر دوڑا دی ہے، جبکہ اس سانحے نے چین میں جانوروں کے تحفظ، شہری معاشرے کی سرگرمیوں اور قانون سازی کی کمزوریوں پر بھی نئی بحث چھیڑ دی ہے۔ رپورٹ کے مطابق، واقعے کی ویڈیوز سوشل میڈیا پر تیزی سے وائرل ہوئیں، جن میں چند کم عمر لڑکوں کو ایک آوارہ مادہ کتے اور اس کے بچوں پر تشدد کرتے اور بعد ازاں انہیں ہلاک کرتے ہوئے دکھایا گیا۔ ان مناظر نے نہ صرف چین بلکہ ہانگ کانگ اور بیرونِ ملک بھی عوامی ردِعمل کو جنم دیا۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اگرچہ چین میں گزشتہ چند برسوں کے دوران جانوروں کے حقوق سے متعلق عوامی شعور میں اضافہ ہوا ہے، تاہم ملک میں اب بھی جانوروں پر ظلم و ستم کے خلاف کوئی جامع قومی قانون موجود نہیں۔ اسی وجہ سے ایسے واقعات پر عوامی غم و غصہ تو سامنے آتا ہے، لیکن قانونی کارروائی اکثر محدود رہتی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس واقعے نے یہ بھی ظاہر کیا کہ چین میں شہری معاشرہ اب مکمل طور پر خاموش نہیں رہا۔ سوشل میڈیا پر لاکھوں افراد نے انصاف، سخت قوانین اور جانوروں کے تحفظ کے لیے مؤثر قانون سازی کا مطالبہ کیا۔ تاہم، اس مہم کو سنسرشپ، مواد ہٹانے کی کوششوں اور سرکاری نگرانی جیسے چیلنجز کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ تجزیہ کاروں کے مطابق، چین میں شہری معاشرے کی سرگرمیاں زیادہ تر ایسے سماجی اور فلاحی موضوعات کے گرد منظم ہوتی ہیں جنہیں حکومت براہِ راست سیاسی چیلنج نہیں سمجھتی۔ جانوروں کے تحفظ کی مہمات بھی انہی محدود شعبوں میں شامل ہیں، لیکن یہ واقعہ اس بات کی یاددہانی کراتا ہے کہ شہری یکجہتی اور عوامی دباؤ بعض اوقات پالیسی اور قانون سازی پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اگرچہ ان کی حدود واضح طور پر موجود ہیں۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ صرف جانوروں پر ہونے والے ظلم کا معاملہ نہیں بلکہ اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ چین میں عوامی رائے، سماجی مہمات اور ریاستی کنٹرول کے درمیان تعلق کس قدر پیچیدہ ہے۔ جانوروں کے حقوق کے لیے بڑھتی ہوئی آوازیں اس بات کی علامت سمجھی جا رہی ہیں کہ سماجی مسائل پر عوامی حساسیت میں اضافہ ہو رہا ہے، اگرچہ اس کا اظہار اب بھی سخت سرکاری حدود کے اندر ہی ممکن ہے۔ جون 2026 میں چار سے پانچ کم عمر لڑکوں (جن کی عمریں 14 سال سے کم تھیں) نے ایک آوارہ مادہ کتے (وانگ وانگ) کے بچوں کو لاٹھیوں سے پیٹ کر مار ڈالا اور پھر مادہ کتے پر پیٹرول چھڑک کر اسے زندہ جلا دیا۔ لڑکوں نے اس بہیمانہ تشدد کی ویڈیو بنائی اور ہنستے ہوئے اسے سوشل میڈیا پر اپلوڈ کر دیا، جو دیکھتے ہی دیکھتے وائرل ہو گئی۔

جہاں عوام ایک مقصد پر متحد ہو جائیں، وہاں بڑی سے بڑی رکاوٹ بھی مستقل مزاجی اور

اجتماعی قوت کے سامنے زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی: ڈاکٹر نسیم بلوچ

کوئٹہ: بلوچ نیشنل موومنٹ کے مطابق پارٹی کے ادارۂ تعلیم و تربیت کی جانب سے "مؤثر پالیسی سازی اور سیاسی جماعت پر اس کے اثرات" کے عنوان سے ایک تربیتی نشست منعقد ہوئی۔ اس موضوع پر پارٹی کے چیئرمین ڈاکٹر نسیم بلوچ نے تفصیلی گفتگو کی اور پارٹی کارکنان کے سوالات کے جوابات دیے۔ پروگرام کی میزبانی برطانیہ چیپٹر نے کی۔ ڈاکٹر نسیم بلوچ نے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ آزادی کی جدوجہد میں ہر کارکن کے لیے ضروری ہے کہ اس کے پاس ایک واضح مقصد اور مؤثر حکمتِ عملی ہو۔ مقصد کے بغیر جدوجہد اپنی سمت کھو دیتی ہے، جبکہ حکمتِ عملی کے بغیر وسائل، وقت اور قربانیاں ضائع ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ ایک باشعور کارکن کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کس مقصد کے لیے کام کر رہا ہے، اس کے اہداف کیا ہیں، اور انہیں حاصل کرنے کے لیے کس نوعیت کی حکمتِ عملی اختیار کرنی ہے۔ حالات کے مطابق فیصلے کرنا، عوام سے مضبوط رابطہ رکھنا، تنظیمی نظم و ضبط کی پابندی کرنا، اور ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا کامیاب جدوجہد کی بنیادی شرائط ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آزادی کی تحریکیں صرف جذبے سے کامیاب نہیں ہوتیں، بلکہ ان کے لیے منصوبہ بندی، مستقل مزاجی، اتحاد اور دانشمندانہ قیادت بھی ضروری ہوتی ہے۔ جب کارکن اپنے مقصد پر ثابت قدم رہتے ہیں تو قومی جدوجہد کو استحکام ملتا ہے، تاہم اس میں عوامی حمایت بنیادی اور ناگزیر حیثیت رکھتی ہے۔ کوئی بھی تحریک اس وقت تک اپنی منزل حاصل نہیں کر سکتی جب تک اسے عوام کا اعتماد، شرکت اور اخلاقی تائید حاصل نہ ہو۔ عوام ہی کسی بھی قومی تحریک کی اصل طاقت ہوتے ہیں۔ جب لوگ کسی مقصد کو اپنا مقصد سمجھ لیتے ہیں تو وہ اپنی آواز، اپنی محنت اور اپنے وسائل کے ذریعے اس جدوجہد کو مضبوط بناتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک کامیاب قومی تحریک صرف چند افراد یا رہنماؤں کی کوششوں سے آگے نہیں بڑھتی، بلکہ اس کی حقیقی قوت عوام کے اتحاد، شعور اور مسلسل حمایت میں مضمر ہوتی ہے۔ اسی لیے ہر کارکن اور ہر تنظیم کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرے، ان کے مسائل کو سمجھے، ان کے اعتماد کو برقرار رکھے، اور اپنے کردار سے یہ ثابت کرے کہ جدوجہد عوام کے مفاد اور مستقبل کے لیے کی جا رہی ہے۔ یہ سب ایک مؤثر حکمتِ عملی کے ذریعے ہی ممکن ہے، اسی لیے سیاسی جماعتوں میں پالیسی سازی کی اہمیت پر زور دیا جاتا ہے۔ بلوچ نیشنل موومنٹ کے چیئرمین ڈاکٹر نسیم بلوچ نے کہا کہ عوامی حمایت حاصل کرنے کے لیے دیانت داری، شفافیت، نظم و ضبط اور مؤثر رابطہ ناگزیر ہیں۔ جب تحریک کے مقاصد واضح ہوں، قیادت قابلِ اعتماد ہو، اور کارکن عوام کے درمیان موجود رہیں تو لوگوں کا اعتماد مضبوط ہوتا ہے۔ یہی اعتماد وقت کے ساتھ عوامی طاقت میں تبدیل ہوتا ہے، جو ہر قومی جدوجہد کی کامیابی میں فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے۔

کراچی میں مون سون کی پہلی بارش سے بجلی کا نظام متاثر

کراچی: کراچی میں مون سون کی پہلی بارش کے بعد شہر کے مختلف علاقوں میں بجلی کی فراہمی شدید متاثر ہوئی، جہاں کے الیکٹرک کے 200 سے زائد فیڈرز ٹرپ کر گئے، جس کے باعث متعدد علاقوں میں بجلی کی فراہمی معطل ہو گئی۔ کے الیکٹرک کے مطابق بارش کے دوران حفاظتی نظام کے تحت متعدد فیڈرز خودکار طور پر بند ہو گئے تاکہ بجلی کے آلات اور شہریوں کو ممکنہ نقصان سے محفوظ رکھا جا سکے۔ کمپنی کا کہنا ہے کہ بارش رکنے کے بعد متاثرہ علاقوں میں مرحلہ وار بجلی بحال کرنے کا عمل شروع کر دیا گیا، تاہم جہاں پانی جمع ہے یا کنڈوں (غیر قانونی کنکشن) کا مسئلہ موجود ہے وہاں بحالی میں تاخیر ہو سکتی ہے۔ محکمہ موسمیات کے مطابق کراچی میں مون سون کا پہلا سلسلہ مختلف علاقوں میں ہلکی سے تیز بارش لے کر آیا، جبکہ آئندہ چند روز کے دوران مزید بارشوں کی بھی پیش گوئی کی گئی ہے۔ بارش کے باعث کئی شاہراہوں اور نشیبی علاقوں میں پانی جمع ہونے سے ٹریفک کی روانی بھی متاثر ہوئی۔ شہریوں نے مختلف علاقوں میں طویل بجلی بندش کی شکایت کی، جبکہ متعلقہ اداروں نے عوام کو بجلی کی گرے ہوئی تاروں، پانی میں ڈوبے برقی آلات اور کھلے کنکشن سے دور رہنے کی ہدایت کی ہے۔

نئے سکیورٹی خطرات روایتی

دفاعی نظام سے کہیں زیادہ پیچیدہ، برکس ممالک کا انتباہ

جوہانسبرگ: برکس ممالک کے سکیورٹی حکام نے خبردار کیا ہے کہ دنیا کو درپیش نئے اور غیر روایتی خطرات روایتی دفاعی نظام کی صلاحیت سے کہیں زیادہ تیزی سے بڑھ رہے ہیں، جس کے باعث رکن ممالک کے درمیان قریبی تعاون، معلومات کے تبادلے اور مشترکہ حکمتِ عملی کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اجلاس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ اب قومی سلامتی کا تصور صرف فوجی حملوں یا سرحدی تنازعات تک محدود نہیں رہا بلکہ سائبر حملے، دہشت گردی، مصنوعی ذہانت کا غلط استعمال، وبائی امراض، توانائی کا عدم تحفظ، موسمیاتی تبدیلی اور غلط معلومات کی مہمات بھی عالمی سلامتی کے لیے بڑے خطرات بن چکی ہیں۔ شرکاء نے کہا کہ یہ نئے خطرات سرحدوں کے پابند نہیں ہوتے اور اکثر ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر سائبر جرائم دہشت گرد تنظیموں کی مالی معاونت کا ذریعہ بن سکتے ہیں، جبکہ کمزور طرزِ حکمرانی، معاشی عدم استحکام اور سماجی بے چینی علاقائی سلامتی کو متاثر کر سکتی ہے۔ اجلاس میں اس امر پر بھی اتفاق کیا گیا کہ دہشت گردی، انتہاپسندی اور بین الاقوامی جرائم کے مؤثر مقابلے کے لیے انٹیلی جنس کے تبادلے، مشترکہ کارروائی اور سکیورٹی اداروں کے درمیان تعاون کو مزید مضبوط بنانا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اہم تنصیبات، توانائی کے بنیادی ڈھانچے اور بین الاقوامی بحری راستوں کے تحفظ کو بھی ترجیح دی جانی چاہیے۔ موسمیاتی تبدیلی کو بھی سلامتی کے لیے ایک بڑا چیلنج قرار دیتے ہوئے شرکاء نے کہا کہ خشک سالی، سیلاب، شدید موسمی واقعات، زرعی نقصان، آبادی کی نقل مکانی اور بنیادی ڈھانچے کی تباہی نہ صرف اقتصادی ترقی کو متاثر کرتی ہے بلکہ عدم استحکام اور عدم تحفظ میں بھی اضافہ کرتی ہے۔ اجلاس کے اختتام پر برکس ممالک نے دہشت گردی، سائبر خطرات، جغرافیائی کشیدگی اور ابھرتی ہوئی ٹیکنالوجیز سے وابستہ چیلنجز سے نمٹنے کے لیے باہمی تعاون کو مزید مضبوط بنانے، مؤثر حکمرانی کو فروغ دینے اور ایک زیادہ محفوظ، مستحکم اور تعاون پر مبنی عالمی نظام کے قیام کے عزم کا اعادہ کیا۔

جاپان سی آئی اے جیسی اپنی خفیہ ایجنسی قائم کرنے کا خواہاں

ٹوکیو: کئی دہائیوں سے، جب انٹیلی جنس اکٹھا کرنے کی بات آتی ہے تو جاپان کو بڑی طاقتوں کے درمیان سب سے کمزور روابط کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ جب کہ حریفوں نے مبینہ طور پر تجارتی راز چرائے، سائبر حملے کیے اور جاپانی اداروں کو نشانہ بنایا، ٹوکیو نے بڑی حد تک اہم انٹیلی جنس کے لیے امریکہ جیسے اتحادیوں پر انحصار کیا۔ اب، یہ بدل رہا ہے۔ واشنگٹن پوسٹ کی ایک رپورٹ کے مطابق، جسے دوسری جنگ عظیم کے بعد جاپان کی سب سے بڑی انٹیلی جنس تبدیلی کے طور پر بیان کیا جا رہا ہے، حکومت اپنا ایک جدید جاسوسی نیٹ ورک بنا رہی ہے۔ اس بلند حوصلہ جاتی منصوبے میں مرکزی انٹیلی جنس بیورو کی تشکیل، بیرونِ ملک جاسوسی کی صلاحیتوں کو بڑھانا، سائبر نگرانی کو مضبوط بنانا اور جاسوسی کے خلاف سخت قوانین متعارف کرانا شامل ہے۔ یہ اقدام جنگ کے بعد کی کئی دہائیوں کی احتیاط سے ڈرامائی وقفے کا بھی اشارہ کرتا ہے، جب جاپان کے جنگی ماضی کی وجہ سے خفیہ ایجنسیوں کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ یہ تبدیلی ایسے وقت میں آئی ہے جب ٹوکیو کو چین، شمالی کوریا اور روس کی جانب سے بڑھتے ہوئے سکیورٹی خدشات کا سامنا ہے، جبکہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے اتحادیوں کے لیے اپنی دفاعی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے لیے دباؤ کا سامنا ہے۔ وزیر اعظم سانائے تاکائچی نے جاپان کی سلامتی کو مضبوط بنانے کو اپنی سب سے بڑی ترجیحات میں شامل کیا ہے۔ دفاعی اخراجات میں اضافے اور مہلک ہتھیاروں کی برآمدات پر پابندیاں اٹھانے کے ساتھ، وہ اب ملک کے انٹیلی جنس نظام کو جدید بنانے پر زور دے رہی ہے۔ حکمران جماعت کے انٹیلی جنس اسٹریٹجی ہیڈکوارٹر کے سربراہ کیتارو اونو نے کہا، دوسری جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد سے سکیورٹی کا ماحول سب سے زیادہ سنگین اور پیچیدہ ہو گیا ہے۔ ہمارا مقصد جاپان کو ایک محفوظ ملک بنانا ہے۔

خیبر پختونخوا میں خودکش حملہ، ۱۵/افراد ہلاک، ۱۲/فوجی بھی شامل

اسلام آباد: پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع ٹانک میں ایک سکیورٹی چوکی پر خودکش حملے اور مسلح شدت پسندوں کے حملے میں کم از کم 15 افراد ہلاک ہو گئے، جن میں 12 فوجی، دو پولیس اہلکار اور محکمہ جنگلات کا ایک سابق اہلکار شامل ہیں۔ پاکستانی فوج نے حملے کی تصدیق کرتے ہوئے اسے دہشت گردی کی کارروائی قرار دیا ہے۔ پاک فوج کے شعبۂ تعلقات عامہ (آئی ایس پی آر) کے مطابق حملہ آوروں نے پہلے سکیورٹی چوکی پر دھاوا بولنے کی کوشش کی، تاہم سکیورٹی فورسز کی مزاحمت کے بعد بارود سے بھری گاڑی چوکی کی حفاظتی دیوار سے ٹکرا دی، جس سے زوردار دھماکا ہوا اور چوکی کو شدید نقصان پہنچا۔ فوج کا کہنا ہے کہ جوابی کارروائی میں 12 حملہ آور بھی مارے گئے، جبکہ علاقے میں کلیئرنس آپریشن جاری ہے۔ فوج نے اس حملے کا الزام تحریک طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی) پر عائد کیا ہے، جسے پاکستان طویل عرصے سے [illegible]

بنگلہ دیش میں بین الاقوامی جرائم ٹریبونل کے

عدالتی طریقۂ کار پر نئے سوالات، منصفانہ ٹرائل پر خدشات برقرار

ڈھاکہ: بنگلہ دیش کے بین الاقوامی جرائم ٹریبونل (آئی سی ٹی) کے عدالتی طریقۂ کار پر ایک نئی تجزیاتی رپورٹ میں منصفانہ ٹرائل کے بنیادی اصولوں سے متعلق متعدد سنگین خدشات کا اظہار کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق، حالیہ قانونی اصلاحات کے باوجود ٹریبونل میں کئی ایسے طریقۂ کار برقرار ہیں جو بین الاقوامی معیار کے مطابق انصاف کی فراہمی پر سوالات اٹھاتے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ٹریبونل میں ملزمان کی غیر موجودگی میں مقدمات چلانے کی اجازت دی جا رہی ہے، حالانکہ جدید بین الاقوامی فوجداری عدالتوں میں اس طرز کے مقدمات انتہائی محدود حالات میں اور سخت قانونی تحفظات کے ساتھ ہی ممکن ہوتے ہیں۔ ناقدین کے مطابق موجودہ نظام میں ایسے حفاظتی اقدامات خاطر خواہ نہیں ہیں۔ رپورٹ کے مطابق دفاعی وکلا کو مقدمات کی تیاری کے لیے بہت کم وقت فراہم کیا جاتا ہے۔ کئی مقدمات میں استغاثہ کی جانب سے شواہد فراہم کیے جانے کے چند ہی ہفتوں بعد باقاعدہ ٹرائل شروع کر دیا گیا، جبکہ مقدمات کی نوعیت انتہائی پیچیدہ اور سنگین تھی۔ وکلا کا مؤقف ہے کہ محدود وقت کے باعث مؤثر دفاع کی تیاری ممکن نہیں ہو سکی۔ تجزیے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعض مقدمات میں استغاثہ کے گواہوں کے بیانات میں لفظ بہ لفظ مماثلت پائی گئی، تاہم دفاعی وکلا کو جرح کے دوران ان مماثلتوں پر سوال اٹھانے کی مکمل اجازت نہیں دی گئی، جس سے تفتیش کی غیر جانبداری اور گواہوں کے بیانات کی آزادانہ حیثیت پر بحث محدود ہو گئی۔ رپورٹ کے مطابق ٹریبونل نے بعض مقدمات میں اقوام متحدہ کی حقائق پر مبنی رپورٹس کو باضابطہ ثبوت پیش کیے بغیر عدالتی طور پر تسلیم کیا، جس کے باعث دفاعی فریق کی جانب سے ان نکات کو مؤثر انداز میں چیلنج کرنے کے امکانات محدود ہو گئے۔ قانونی ماہرین کے مطابق غیر موجودگی میں ٹرائل، دفاع کی تیاری کے لیے محدود وقت، ایک ہی وکیل پر متعدد ملزمان کی نمائندگی کا بوجھ، جرح پر پابندیاں اور عدالتی نوٹس کے وسیع استعمال جیسے عوامل مجموعی طور پر منصفانہ ٹرائل کی بنیادی ضمانتوں کو کمزور کرتے ہیں، خصوصاً ایسے مقدمات میں جہاں انتہائی سنگین جرائم کے الزامات زیرِ سماعت ہوں۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ ان مسائل کے علاوہ دفاعی گواہوں کو طلب کرنے سے انکار اور مقدمات کی غیر معمولی رفتار بھی ایسے عوامل ہیں جو عدالتی کارروائی کی شفافیت اور ساکھ پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ ٹریبونل کا مؤقف ہے کہ اس کے قوانین اور طریقۂ کار بین الاقوامی معیارات سے مطابقت رکھتے ہیں، تاہم ناقدین کے مطابق عملی صورتِ حال اس دعوے کی مکمل تائید نہیں کرتی۔

چینی شہریوں نے امریکہ سے

غیر قانونی طور پر کچھوؤں کو ہانگ کانگ بھیجنے کا اعتراف کیا

ہانگ کانگ: جمعرات کو امریکی محکمہ انصاف نے کہا کہ دو چینی شہریوں نے امریکی جنگلی حیات کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مبینہ طور پر 500 سے زیادہ کچھوؤں کو ہانگ کانگ بھیجنے کا جرم قبول کر لیا۔ کن کیونگ ہو نے جمعرات کو جرم قبول کیا جب کہ لیہوا اوون ما نے 1 جولائی کو اسی طرح کے الزام کا اعتراف کیا۔ دونوں سٹیٹن آئی لینڈ کے رہائشی ہیں، جو نیویارک شہر کے پانچ بورو میں سے ایک ہے۔ ایجنسی نے کہا، درخواست کی سماعت کے دوران، حکومت نے تجویز پیش کی کہ ہو نے تقریباً 99 پیکج بھیجے جن میں 578 کچھوے تھے۔ ہو نے مواد کو کرسٹل یا پتھروں پر مشتمل ہونے کا جھوٹا لیبل لگایا۔ عدالتی دستاویزات کے مطابق، ہو اور ما پر امریکی مقامی کچھوؤں کی متعدد انواع برآمد کرنے کا الگ سے الزام عائد کیا گیا تھا، جن میں مشرقی باکس کچھوے، مغربی باکس کچھوے، تین انگلیوں والے باکس کچھوے، دھبے والے کچھوے اور ڈائمنڈ بیک ٹیراپن شامل ہیں۔ اس جوڑے کو پانچ سال تک قید اور 250,000 امریکی ڈالر جرمانہ یا اقتصادی فائدہ سے دوگنا ہو سکتا ہے۔ سزا سنانے کی تاریخ ابھی طے نہیں ہوئی۔ ہو اور ما کی نمائندگی کرنے والے وکلاء سے تبصرہ کے لیے رابطہ نہیں ہو سکا۔ اس میں شامل کچھوؤں کی کوئی بھی نسل خطرے سے دوچار نہیں ہے لیکن انہیں لیسی ایکٹ کے تحت برآمدی لائسنس کی ضرورت ہے، جو دونوں نے حاصل نہیں کی۔ محکمہ انصاف نے کہا کہ کچھوؤں کی یہ انواع بین الاقوامی پالتو جانوروں کی تجارت میں خاص طور پر چین میں قابل قدر ہیں۔ ہو نے مبینہ طور پر جون 2024 اور نومبر 2025 کے درمیان جھوٹے لیبلنگ کا استعمال کرتے ہوئے کئی پیکجوں کی ترسیل کا اعتراف کیا۔ 1900 کے قانون کے تحت امریکہ میں جنگلی حیات کے تحفظ کا سب سے قدیم قانون کسی بھی مچھلی، جنگلی حیات یا پودے کی درآمد، برآمد، نقل و حمل، فروخت یا خرید نا ایک وفاقی جرم ہے جسے امریکی [illegible] قبائلی یا کسی بھی غیر ملکی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے غیر قانونی طور پر لیا گیا، قبضے میں لیا [illegible] یا فروخت کیا گیا۔ 2008 میں، قانون میں توسیع کی گئی تا کہ غیر قانونی طور پر کٹائی گئی لکڑی کی [illegible] یا پودوں کو شامل کیا جا سکے، جس میں یہ واضح کیا گیا کہ درآمد کنندگان پودوں کے مواد، اس کی [illegible] ملک کی قطعی جینس اور انواع کا اعلان کریں۔

جے ایس ایم ایم نے آزاد سندھو دیش کے مطالبے کا اعادہ کیا

جئے سندھ متحدہ محاذ (جے ایس ایم ایم) کے چیئرمین شفیع برفت نے ایک آزاد سندھو دیش کے اپنے مطالبے کو دہراتے ہوئے الزام لگایا ہے

فرینکفرٹ: جئے سندھ متحدہ محاذ (جے ایس ایم ایم) کے چیئرمین شفیع برفت نے ایک آزاد سندھو دیش کے اپنے مطالبے کو دہراتے ہوئے الزام لگایا ہے کہ سندھ کو پاکستان کے اندر سیاسی، معاشی اور ثقافتی پسماندگی کا سامنا ہے۔ جاری کردہ ایک بیان میں برفت نے سندھ کو "نوآبادیاتی قبضے" کے تحت قرار دیا اور دنیا بھر کے سندھیوں پر زور دیا کہ وہ حق خودارادیت کی تحریک کے پیچھے متحد ہوں۔ برفت نے دعویٰ کیا کہ سندھ کے قدرتی وسائل بشمول اس کے دریا، ساحلی پٹی، معدنیات اور زرعی اراضی کا منظم طریقے سے استحصال کیا جا رہا ہے، جب کہ اس کی تاریخی شناخت، زبان اور ثقافت مسلسل دباؤ میں ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ صوبہ سیاسی دباؤ، آبادیاتی تبدیلیوں اور معاشی استحصال کا سامنا کر رہا ہے، جس سے، ان کے بقول، سندھ کی قومی شناخت کو خطرہ ہے۔ جے ایس ایم ایم کے رہنما نے سندھی دانشوروں، طلباء، کارکنوں، کسانوں، صحافیوں اور عالمی سندھی ڈایا سپورا کے اراکین پر زور دیا کہ وہ اسے پہچانیں جسے انہوں نے قومی محکومیت کی حقیقت قرار دیا ہے اور خود کو سیاسی طور پر منظم کریں۔ انہوں نے کہا کہ سندھی قوم پرست رہنما جی ایم سید کے نظریے پر مبنی ایک متحدہ تحریک ہی سندھ کے مستقبل کا تحفظ کر سکتی ہے اور اس کی تاریخی خودمختاری کو بحال کر سکتی ہے۔ برفت نے مزید الزام لگایا کہ پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ ایسی پالیسیوں پر عمل پیرا ہے جس کا مقصد زمین کے حصول اور وسائل کے انتظام کے ذریعے سندھ پر فوجی کنٹرول بڑھانا ہے۔ انہوں نے یہ بھی الزام لگایا کہ سندھی زبان، ثقافت اور تاریخی ورثے کو کمزور کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں جبکہ سندھی معاشرے میں قبائلی، علاقائی اور سیاسی خطوط پر تقسیم کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ انہوں نے مذہبی گروہوں، پارلیمانی قوم پرست جماعتوں اور دیگر سیاسی تنظیموں کو تنقید کا نشانہ بنایا جو کہ ان کے مطابق، ان پیش رفتوں کی مخالفت کرنے میں ناکام رہے ہیں، انہوں نے الزام لگایا کہ وہ سندھ کے بنیادی سیاسی مسئلے کو حل کرنے کے بجائے ریاست کی پوزیشن کو بالواسطہ طور پر مضبوط کر رہے ہیں۔ سیاسی سرگرمی کو تیز کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے، برفت نے حامیوں پر زور دیا کہ وہ عوامی تحریک، بین الاقوامی وکالت اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے اپنی مہم کو وسعت دیں۔

پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کے حقوق کی خلاف ورزیوں میں اضافہ

ایچ آر ایف پی نے حکومت پر کارروائی کیلئے زور دیا

اسلام آباد: ہیومن رائٹس فوکس پاکستان (ایچ آر ایف پی) نے تشدد، امتیازی سلوک، جبری تبدیلی مذہب، عبادت گاہوں پر حملوں اور توہین مذہب کے قوانین کے غلط استعمال کے واقعات کا حوالہ دیتے ہوئے پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کے خلاف انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں مسلسل اضافے پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ جمعہ کو جاری ہونے والی حقائق کی کھوج کی ایک رپورٹ میں، ایچ آر ایف پی نے کہا کہ اس کی ریٹ ہیلپ لائن، علاقائی رابطہ کاروں اور دیگر ذرائع کے ذریعے دستاویزی کیسز میں "تشدد، امتیازی سلوک، استثنیٰ، اور مذہبی عدم برداشت کا خطرناک نمونہ" دکھایا گیا ہے جو عیسائیوں، ہندوؤں اور دیگر پسماندہ کمیونٹیز کو متاثر کرتے ہیں۔ ایچ آر ایف پی کے صدر نوید والٹر نے کہا کہ تنظیم کے حالیہ حقائق تلاش کرنے والے مشنوں نے "مذہبی اقلیتوں کے تحفظ اور انصاف کو یقینی بنانے میں مسلسل ناکامیوں" کو اجاگر کیا ہے۔ والٹر نے کہا، یہ رپورٹس جسمانی حملوں، قتل، جنسی تشدد، جبری نقل مکانی، اغوا، جبری تبدیلی، عبادت گاہوں پر حملے، توہین مذہب کے قوانین کا غلط استعمال، زمین سے متعلق تنازعات، اور اقلیتی برادریوں کے خلاف امتیازی سلوک کی پریشان کن شکل کو ظاہر کرتی ہیں۔ والٹر نے حکام کے ردعمل پر مزید تنقید کرتے ہوئے کہا، ریاست مساوات، مذہبی آزادی، اور تحفظ کی ضمانت دیتی ہے، کمزور کمیونٹیز کے لیے بڑی حد تک رسائی نہیں ہے جو بغیر کسی یا محدود احتساب کے تشدد کا شکار رہتی ہیں۔ "حقوق گروپ نے فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے پادری افضل مسیح کے کیس کو اجاگر کیا، جس کے مطابق 13 جولائی کو ایک بند سیوریج ڈرین پر تنازعہ کے بعد حملہ کیا گیا تھا۔ ایچ آر ایف پی کا کہنا ہے کہ دو افراد سے جھگڑے کے بعد افضل پر لوہے کی راڈ اور کلہاڑی سے حملہ کیا گیا جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا۔ بالی ووڈ نیوز تنظیم نے کہا کہ ایک ایف آئی آر درج کی گئی ہے اور حکام پر زور دیا ہے کہ وہ ذمہ داروں کی گرفتاری اور قانونی کارروائی کو یقینی بنائیں۔ ایچ آر ایف پی نے مسیحی نوجوان خالد مسیح کے قتل کی بھی اطلاع دی، جس کی لاش مبینہ طور پر 16 جولائی کو ملی تھی جب وہ چار دن پہلے لاپتہ ہو گیا تھا۔ تنظیم نے کہا کہ واقعہ مذہبی طور پر محرک معلوم ہوتا ہے اور اس نے اپنے خاندان کے لیے تحفظ اور انصاف کا مطالبہ کیا۔ رپورٹ میں ڈیرہ غازی خان میں مسیحی صفائی کے کارکنوں کی تنخواہوں کی عدم ادائیگی، کراچی میں مسیحی مزدور راشد مسیح پر حملہ، اور مسیحی آدمی عظیم جاوید کو من گھڑت توہین رسالت کے مقدمے میں پھنسانے کی مبینہ کوشش سمیت کئی دیگر واقعات کا بھی حوالہ دیا گیا۔ ایچ آر ایف پی نے کراچی میں ہندو ڈاکٹر آکاش کمار کے قتل، سانگھڑ میں ہندو برادری کے رکن بھیرو بھیل کے قتل کے بعد ہونے والے مظاہروں، حیدرآباد میں کالی ماتا مندر میں توڑ پھوڑ، اور اقلیتی لڑکیوں کے مبینہ اغوا اور جبری تبدیلی کے واقعات کا حوالہ دیا۔ تنظیم نے احمدیہ اور سکھ برادریوں کو نشانہ بنانے والے مبینہ حملوں پر بھی تشویش کا اظہار کیا، جن میں چناب نگر میں احمدیہ مسجد کے باہر فائرنگ کا واقعہ اور مردان کے ایک گوردوارے کے اندر ایک بزرگ سکھ جوڑے، جگن ناتھ اور اسا ونتی کی ہلاکت شامل ہے۔ توہین مذہب کے الزامات پر خدشات کو اجاگر کرتے ہوئے، ایچ آر ایف پی نے صحافی ریحان طارق کا حوالہ دیا، جسے لاہور کی ایک عدالت نے 21 جولائی کو بعد از گرفتاری ضمانت دی تھی۔ والٹر نے کہا کہ اس طرح کے الزامات صحافیوں کو ڈرانے، اختلاف رائے کو خاموش کرنے اور معاشرے میں خوف پیدا کرنے کے لیے استعمال کیے جا رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے زندگی کے کچھ اہم پہلو

حضرت محمد ﷺ تاریخ کی عظیم ترین شخصیت ہیں۔ انہوں نے ایک مذہب کی بنیاد رکھی، جس نے ایک عظیم سلطنت قائم کی اور ایک بہترین تہذیب کو جنم دیا۔ عظمت میں کوئی ان کا ثانی نہیں۔ جب وہ 570ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے تو عرب وہ پسماندہ علاقہ تھا جو اس وقت کی دو سپر پاورز فارس اور بازنطین کی توجہ کے لائق تک نہیں تھا۔ وہ ایک ایسے قبائلی معاشرے میں یتیم پیدا ہوئے جہاں آبائی نسب وقار اور تحفظ کا ضامن تھا۔ سنہ 632 میں 63 سال کی عمر میں جب ان کی وفات ہوئی تو وہ ایک سادہ اور روشن خیال مذہب اسلام قائم کر چکے تھے۔

ان پر 23 سال کے دوران نازل ہونے والی وحی کا مجموعہ قرآن کی صورت میں مرتب کیا گیا جس نے اسلامی تاریخ پر گہرے نقوش چھوڑے۔ انہوں نے جزیرہ نما عرب کو ایک مذہب کے تحت یکجا کیا۔ چند برس کے اندر، ان کے پیروکار بحر اوقیانوس کے ساحلوں سے لے کر راجستھان کے صحراؤں تک پھیلی ہوئی ایک سلطنت کے مالک تھے جس نے اس دنیا میں، جو کئی صدیوں پہلے تاریک دور میں چلی گئی تھی، ایک روشن خیال تہذیب کو جنم دیا۔ آج ان کے پیروکاروں کی تعداد 1.9 بلین سے زیادہ ہے، جو دنیا کی آبادی کا ایک چوتھائی ہے۔

حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ پر بہت بڑی تعداد میں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان کتابوں میں ان کی پیدائش سے لے کر ان کی وفات تک کے حالات تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ ان کی زندگی کے بارے میں روایات کی ایک بہت بڑی تعداد کے باوجود یہ موضوع اسلامی معاشروں میں تقریباً کبھی زیر بحث نہیں آتا کہ ان روایات کا ماخذ کیا ہے۔ یہ روایات سب سے پہلے کس نے اور کب بیان کیں؟

اس مقالے کا مقصد سیرت نبوی کے تاریخی ماخذ کا جائزہ لینا ہے۔ ایک حقیقت جس کا ذکر عام طور پر اسلامی معاشروں میں نہیں کیا جاتا، وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کی زندگی کے بارے میں تقریباً تمام روایات ہمارے پاس آٹھویں صدی کے آخر میں، نبی ﷺ کی وفات کے تقریباً 150 سال بعد کے ذرائع سے آئی ہیں۔ ساتویں صدی کے اواخر میں عبدالملک بن مروان (685-705) کے دور تک اسلامی معاصر ذرائع نہ ہونے کے برابر ہیں۔ صرف چند اسلامی اور غیر اسلامی ذرائع ہیں جو انتہائی مختصر ہیں اور کسی تفصیل سے عاری ہیں۔ یہ ماخذ اگرچہ تاریخی نقطہ نظر سے انتہائی قیمتی ہیں لیکن اپنے اختصار کے لحاظ سے نبی ﷺ کی زندگی کے بارے میں کوئی قابل ذکر تفصیل بیان نہیں کرتے۔

اسلام کی پہلی صدی، یعنی 622 عیسوی سے 720 عیسوی تک کے عرصے میں، صرف چالیس ایسے متن موجود ہیں جن میں پیغمبر ﷺ کا ذکر موجود ہے۔ ان میں سے اٹھائیس دستاویزات مسلم تحریروں پر مشتمل ہیں۔ باقی عیسائی ادبی تحریریں ہیں۔ یہ سب مختصر ہیں اور نبی کی زندگی پر روشنی نہیں ڈالتیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ عصری تحریروں اور روایات میں ان کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ لیکن یہ تحریریں وقت کے ہاتھوں ضائع ہو گئیں۔ بعد کے مورخین نے ان ابتدائی ماخذوں سے ضرور استفادہ کیا ہو گا، لیکن اہم بات یہ ہے کہ آج ہم پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں جو کچھ بھی جانتے ہیں، وہ ان ذرائع سے حاصل ہوا ہے جو ان کی وفات کے تقریباً ڈیڑھ سو سال بعد لکھے گئے۔

پیغمبر ﷺ کا پہلا تذکرہ 637 عیسوی میں لکھے گئے میں ایک نوٹ میں ملتا ہے جس میں کسی 'جنگ گبیتھا' کے ایک عینی شاہد کے بیان کا تذکرہ ہے۔ یہاں 'جنگ گبیتھا' سے مراد غالباً جنگ یرموک ہے۔ نبی ﷺ کی مزید تفصیل 660 عیسوی میں لکھی گئی ایک تاریخ کی کتاب میں ملتی ہے جو ایک عیسائی بشپ، سیبیوس، نے، پیغمبر کی وفات کے 28 سال بعد لکھی تھی۔ اس میں کچھ اسلامی عقائد کا ذکر بھی شامل ہے۔ سیبیوس اپنی کتاب میں عرب فتوحات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس وقت بنی اسماعیل میں ایک شخص تھے جن کا نام محمد ﷺ تھا، وہ ایک سوداگر تھے، وہ خدا کے حکم سے ان (بنی اسماعیل) کے سامنے ایک مبلغ [اور] راہِ حق کے داعی کے طور پر ظاہر ہوئے۔ انھوں نے انہیں ابراہیم کے خدا کو پہچاننا سکھایا، خاص طور پر اس لیے کہ وہ موسیٰ کی تاریخ سے روشناس تھے۔ اب چونکہ حکم خدا کی طرف سے تھا، اس لیے ایک ہی حکم سے وہ سب ایک دین میں متحد ہو گئے۔ اپنے بیکار فرقوں کو چھوڑ کر، وہ اس زندہ خدا کی طرف متوجہ ہوئے جو ان کے باپ ابراہیم پر ظاہر ہوا تھا۔

چنانچہ، محمد ﷺ نے ان کے لیے قوانین بنائے: مردار نہ کھانا، شراب نہ پینا، جھوٹی باتیں نہ کرنا، اور زنا کاری میں ملوث نہ ہونا۔ انھوں نے بتایا: قسم کے ساتھ خدا نے ہمیشہ کے لیے اس زمین کا وعدہ ابراہیم اور ان کے بعد ان کی نسل سے کیا تھا۔ اور اس نے اس زمانے میں اپنے وعدے کے مطابق عمل کیا جب وہ اسماعیل سے محبت کرتا تھا۔ لیکن اب آپ ابراہیم کے بیٹے ہیں اور خدا آپ کے لئے ابراہیم اور ان کی نسل سے اپنا وعدہ پورا کر رہا ہے۔ صرف ابراہیم کے خدا سے سچے دل سے محبت کرو اور جا کر اس ملک پر قبضہ کرو جو خدا نے تمہارے باپ ابراہیم کو دیا تھا۔ جنگ میں کوئی بھی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گا، کیونکہ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔"

اس طور سیبیوس پیغمبر ﷺ کی تعلیمات کا ایک اچھا خلاصہ پیش کرتے ہیں، جن میں ایک خدا پر یقین، یہودیوں اور عربوں کے مشترکہ اجداد کے طور پر ابراہیم کا ذکر، اور مردار کھانے، شراب پینے، جھوٹ بولنے، اور زنا میں ملوث ہونے پر پابندیاں۔ یہ تعلیمات قرآن میں مذکور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کا ذکر کرنے والا سب سے قدیم مسلم ذریعہ 685 میں عبداللہ ابن زبیر کے دور حکومت میں ایک سکہ ہے جس پر محمد رسول اللہ لکھا ہے۔

ایک اور دلچسپ تذکرہ جان بار پینکائی کا ہے جو میسوپوٹیمیا کے رہنے والے تھے اور جان کارمول کی خانقاہ کے رہائشی تھے۔ اس خانقاہ میں ہی انھوں نے ایک کتاب لکھی، جو دنیا کی تخلیق سے لے کر اس وقت تک کی ایک مختصر تاریخ ہے۔ اس کتاب کے آخری باب میں وہ عرب کی فتوحات اور 686 عیسوی کے تباہ کن قحط اور طاعون کا ذکر کرتے ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں وہ کہتے ہیں:

"ان (فارس اور شام) کے مابین کافی لڑائی ہو چکی تھی، اہل مغرب نے، جنہیں وہ بنی امیہ کہتے ہیں، فتح حاصل کر لی، اور ان میں سے ایک شخص، جن کا نام معاویہ تھا۔

(جاری)

آپ ﷺ جسم وجان اور روح غرض ہر اعتبار سے خدا کی عظیم نشانی تھے، قرآن آپ کے اخلاق کی گواہی دیتا ہے

دہلی: جین زی کے آگے جھک گئی سرکار۔۔۔

دھرمیندر پردھان جی کو یہ قدم بہت پہلے اٹھالینا چاہئے تھا۔ احتجاج سے پہلے ہی۔ اسی وقت جب پیپر لیک کے معاملہ بڑھے تھے اور نوجوان خودکشی کر رہے تھے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو ان کی اخلاقی ساکھ قائم ہوجاتی۔ مگر اخلاق کی تو ماب لنچنگ کب کی کی جاچکی ہے۔ گزشتہ چودہ سال میں کتنے ہی آندولن ہوئے، لیکن اپنی منزل نہ پاسکے۔ کسانوں کے طویل آندولن کا نتیجہ بھی صرف اسی صورت میں نکلا تھا کہ ایم ایس پی سے متعلق بل ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا گیا تھا۔ اس ایشو پر کسی وزیر کا استعفیٰ نہیں ہوا۔ نہ ہی یہ گارنٹی دی گئی تھی کہ آئندہ کبھی یہ بل نہیں آئیں گے۔ مگر اس بار سرکاری وزیر کا استعفیٰ ایک اہم قدم ہے۔ دیر سے ہی سہی اس قدم کو خوش آمدید کہنا چاہئے۔ دھرمیندر پردھان کے استعفیٰ سے وہ زندگیاں لوٹ کر تو نہیں آئیں گی جو پیپر لیک کے ایشو پر ہمیشہ کے لیے دنیا چھوڑ کر چلی گئی ہیں۔

عبدالغفار صدیقی

سوشل میڈیا پر گردش کر رہی خبروں کے مطابق مرکزی وزیر تعلیم جناب دھرمیندر پردھان نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ جس کی توثیق بعض معتبر ذرائع سے بھی ہوگئی ہے۔ دیر سے ہی سہی مگر یہ درست قدم ہے۔ میں ان تمام نوجوانوں کو مبارک باد دیتا ہوں جنھوں نے جنتر منتر دہلی اور ملک کے دیگر مقامات پر ہونے والے احتجاجی مظاہروں میں حصہ لیا۔ مبارک باد ان کے والدین اور سرپرستوں کو بھی جنھوں نے اپنے بچوں کو اس احتجاج اور تحریک میں شامل ہونے کی اجازت دی، ان کی ہمت بندھائی اور خطرات مول لیے۔ آج ملک کے کروڑوں انصاف پسندوں کے دل میں امید کی کرن جاگ اٹھی ہے۔ امید کی جوت ان مایوس دلوں میں بھی جگی ہے، جو یہ سمجھ رہے تھے کہ اس کالی رات کا شاید سویرا نہیں ہوگا حالانکہ ہر رات کے حصہ میں آخر کار پسپائی ہے خواہ وہ اماوسیہ کی کالی رات ہی کیوں نہ ہو۔

دھرمیندر پردھان جی کو یہ قدم بہت پہلے اٹھالینا چاہئے تھا۔ احتجاج سے پہلے ہی۔ اسی وقت جب پیپر لیک کے معاملہ بڑھے تھے اور نوجوان خودکشی کر رہے تھے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو ان کی اخلاقی ساکھ قائم ہوجاتی۔ مگر اخلاق کی تو ماب لنچنگ کب کی کی جاچکی ہے۔ گزشتہ چودہ سال میں کتنے ہی آندولن ہوئے لیکن اپنی منزل نہ پاسکے۔ کسانوں کے طویل آندولن کا نتیجہ بھی صرف اسی صورت میں نکلا تھا کہ ایم ایس پی سے متعلق بل ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا گیا تھا۔ اس ایشو پر کسی وزیر کا استعفیٰ نہیں ہوا۔ نہ ہی یہ گارنٹی دی گئی تھی کہ آئندہ کبھی یہ بل نہیں آئیں گے۔ مگر اس بار سرکاری وزیر کا استعفیٰ ایک اہم قدم ہے۔ دیر سے ہی سہی اس قدم کو خوش آمدید کہنا چاہئے۔ دھرمیندر پردھان کے استعفیٰ سے وہ زندگیاں لوٹ کر تو نہیں آئیں گی جو پیپر لیک کے ایشو پر ہمیشہ کے لیے دنیا چھوڑ کر چلی گئی ہیں، مگر امید ہے کہ ان کی آتما کو شانتی ملے گی اور ان کے سرپرستوں اور وارثوں کے دل کو سکون پہنچے گا۔ دھرمیندر پردھان نے یہ استعفیٰ اپنی ناکامی پر نہیں دیا ہے، بلکہ احتجاج کے دباؤ میں آکر دیا ہے۔ اس لیے اس بات کا قوی امکان ہے کہ سرکار انھیں کوئی دوسری وزارت دے سکتی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ بھی زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہوگا۔ دھرمیندر پردھان کے استعفیٰ کے بعد دیش کے نوجوانوں میں خوشی کا ماحول ہے۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے سرکار سنجیدہ ہے۔ ملک کو جس طرح نفرت کی آگ میں دھکیلا جارہا ہے، جس طرح تعلیمی اداروں کو بند کیا جارہا ہے، ملک بھر میں ایک دو نہیں ہزاروں اسکول بند کردیے گئے۔ لاکھوں طلبہ نے اسکول چھوڑ دیا، جو ہر یونیورسٹی بلڈوزر کے نرغہ میں ہے، اس پر عوامی فلاح کے تعلق سے سرکار کی نیت پر سوال اٹھنے لازمی ہیں۔ حالانکہ ایک منتخب حکومت کا فرض ہے کہ وہ بلاتفریق سب کے لیے کام کرے۔ ملک کی سلامتی کو خطرے میں نہ ڈالے، عوام کے درمیان فاصلے پیدا نہ کرے، بلکہ ان میں آپسی بھائی چارہ کو فروغ دے، گڑے مردے نہ اکھاڑے بلکہ ملک کو نئی اونچائیوں پر لے جانے کی کوشش کرے۔

افسوس اس بات کا ہے کہ موجودہ حکومت نعرہ تو سب کے وکاس اور سب کے وشواس کا لگاتی ہے مگر اس کی پالیسی اور کارکردگی کچھ اور ہی بیان کرتی ہے۔ ایک سیکولر ملک میں آئے دن قانون و آئین کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں۔ یہ ملک کے روشن مستقبل کے لیے مناسب نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ کاکروچ جنتا پارٹی (Cockroach Janta Party) کا آغاز مئی 2026 میں ایک طنزیہ (Satirical) آن لائن تحریک کے طور پر ہوا تھا۔

اس کی بنیاد ابھی جیت دیپکے نے اس وقت رکھی جب بے روزگار نوجوانوں کے بارے میں ایک متنازع عدالتی تبصرہ، جس میں انہیں کاکروچ سے تشبیہ دی گئی، سوشل میڈیا پر شدید ردِعمل کا باعث بنا۔ اس واقعے نے پہلے میمز اور طنزیہ پوسٹوں کی شکل اختیار کی، لیکن دیکھتے ہی دیکھتے یہ نوجوانوں کی ناراضی، بے روزگاری، امتحانی پرچوں کے لیک ہونے اور حکومتی جواب دہی کے مطالبات کی علامت بن گئی۔

ابتدا میں اس کا مقصد ایک حقیقی سیاسی جماعت بنانا نہیں تھا بلکہ طنز و مزاح کے ذریعے نظام پر تنقید کرنا تھا۔ تاہم سوشل میڈیا پر اس تحریک کو غیر معمولی عوامی پذیرائی ملی، لاکھوں نوجوان اس سے وابستہ ہوئے اور اس نے احتجاجی تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ بعد میں یہ پلیٹ فارم تعلیمی اصلاحات، نوجوانوں کے روزگار، شفاف امتحانی نظام اور حکومتی احتساب جیسے مطالبات کا ترجمان بن گیا، جس کی وجہ سے اسے ملکی اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ میں بھی وسیع توجہ حاصل ہوئی۔ آج اس کی طاقت کا لوہا مانتے ہوئے محترم وزیر کو مستعفی ہونا پڑا۔ میں سمجھتا ہوں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس محترم سوریہ کانت بھی اس موقع پر اپنا جائزہ لیں گے اور مستقبل میں لفظوں کا استعمال تول کر کریں گے۔ اس لیے کہ کبھی کبھی ہماری زبان سے نکلا ہوا ایک لفظ ہی چنگاری بن جاتا ہے اور خرمن کو آگ لگادیتا ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ کاکروچ جنتا پارٹی کے دباؤ میں دیے گئے یا لیے گئے دھرمیندر کے استعفیٰ سے بہت کچھ بدلنے والا ہے۔ یہ استعفیٰ تو جین زی کے سیلاب کے حکومت کی دہلیز تک پہنچنے کے بعد ہوا ہے۔ حکومت کو اندازہ ہوگیا تھا کہ نوجوانوں کو چپ نہیں کرایا جاسکتا۔ انھیں ڈرایا بھی نہیں جاسکتا، اس لیے کہ یہ نوجوان ہیں، جوانی دیوانی ہوتی ہے، اس نے کئی ہمسایہ ملکوں میں حکومت کے تختے پلٹ دیے ہیں۔ کاکروچوں کو جس طرح اپوزیشن جماعتوں اور ملک کے دانشوروں کی حمایت مل رہی تھی خود بی جے پی کے رہنما جنھیں اب مارگ درشک منڈل میں رکھا گیا ہے، شری مرلی منوہر جوشی جی نے طلبہ کی حمایت میں بیان دیا تھا۔ بیرون ملک بھی اس آواز پر لوگ کان دھرنے لگے تھے۔ اس سے بہت ممکن تھا کہ کوئی بڑا انقلاب نہ آجائے۔ اس لیے سرکار نے یہی غنیمت جانا کہ وزیر تعلیم سے استعفا لے لیا۔ چلو جس وجہ سے ہی سہی اچھا کیا۔ اس آندولن نے ثابت کردیا کہ ملک میں طلبہ ایک بڑی طاقت رکھتے ہیں۔ اب وہ بیدار بھی ہوچکے ہیں اور منظم بھی۔ وہ اپنے مستقبل کو لے کر فکر مند بھی ہیں۔ یہ ملک کے لیے خوش آئیند پہلو ہے۔ جس ملک کا نوجوان اور طالب علم بیدار ہوجاتا ہے اور اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے کمربستہ ہوجاتا ہے، اس ملک کے ستارے چمکنے لگتے ہیں۔

اس آندولن نے ملک میں امید کی شمعیں روشن کی ہیں۔ اپوزیشن جماعتوں کو نیا حوصلہ ملا ہے۔ اب اپوزیشن جماعتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد قائم کرے اور اسے برقرار رکھے اور ملک کو صحیح راہ دکھائے۔ اس احتجاجی تحریک سے سرکار کو بھی سبق لینا چاہئے اور اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرنا چاہئے۔ مندر اور مسجد عوام کے لیے ضروری ہیں مگر ان کی زندگی کا دارومدار خوش حال بھارت پر ہے۔ بیروزگاری، مہنگائی، خوف، امن وقانون کی بگڑتی صورت حال ملک کو زوال کی طرف لے جارہی ہے۔ سرکار کو قطعی یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ وہ بچوں کے سامنے جھک گئی ہے یا ان سے شکست کھا گئی ہے۔ بچے تو بچے ہوتے ہیں۔ یہ اپنی ضد منواہی لیتے ہیں۔ یہ تو ہم بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کے مطالبات پر غور کریں اور اگر وہ واقعی ملک کے لیے خیر کا باعث ہوں تو ان کو کھلے دل سے قبول بھی کرنا چاہئے۔ کسی بھی سرکار یا ادارہ کیلئے یہ مناسب نہیں کہ وہ انتقامی جذبہ کے ساتھ کارروائی کرے۔ اس لیے جن بچوں اور افراد کے خلاف اس دوران محض احتجاج میں شرکت وتعاون کی وجہ سے ایف آر وغیرہ ہوئی ہیں، ان کو واپس لینا چاہیے اور جن کا نقصان ہوا ہے ان کی بھرپائی کی جانا چاہئے۔ نیز ہمارے وزیر اعظم کو پیپر لیک معاملہ میں جان گنوانے والوں کے لیے بھی تسلی، تشفی اور صبر کے دو لفظ ضرور بولنے چاہئیں۔ ان کے دو بول نہ جانے کتنے غم زدہ دلوں کے لیے مرہم کا کام کریں گے۔

دھرمیندر پردھان کے استعفے کو اگر صرف ایک انتظامی تبدیلی سمجھا جائے تو یہ بہت بڑی غلطی ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ نوجوانوں کی اجتماعی قوت، ان کے صبر، حوصلے اور مسلسل جدوجہد کی کامیابی ہے۔ یہ انہی ہزاروں نوجوان طلبہ و طالبات کی فتح ہے جنہوں نے گرمی، بارش، لاٹھی چارج، گرفتاریوں اور کردارکشی کے باوجود اپنے مطالبات سے دستبردار ہونے سے انکار کردیا۔ تاہم یہ لڑائی ابھی ختم نہیں ہوئی۔ استعفیٰ پہلا مرحلہ ہے، آخری منزل نہیں۔ ابھی بھی دو بنیادی مطالبات اپنی جگہ موجود ہیں۔ پہلا یہ کہ احتجاج کرنے والے تمام طلبہ اور نوجوانوں کے خلاف درج ایف آئی آر واپس لی جائیں تاکہ ان کا مستقبل کسی انتقامی کارروائی کی نذر نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ وزیر اعظم لوک سبھا اور راجیہ سبھا میں کھڑے ہو کر ملک کے نوجوانوں، بالخصوص طلبہ، سے معذرت کریں، کیونکہ امتحانی نظام پر اعتماد صرف وزیر بدلنے سے بحال نہیں ہوگا۔ نیز حکومت اگر واقعی اس بحران سے سبق حاصل کرنا چاہتی ہے تو اسے تعلیمی اصلاحات، امتحانی شفافیت، سخت قانونی اقدامات اور جواب دہی کے مؤثر نظام پر فوری توجہ دینی ہوگی۔ ورنہ ایک دھرمیندر پردھان کے جانے سے کچھ نہیں بدلے گا۔ کل کوئی دوسرا وزیر اسی کرسی پر بیٹھا ہوگا اور نوجوانوں کے سوال پھر بھی اپنی جگہ موجود رہیں گے۔ البتہ اس تحریک سے وابستہ تمام افراد کو یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھنی ہوگی کہ دھرمیندر پردھان کا استعفیٰ اپنی جگہ ایک بڑی کامیابی ضرور ہے، مگر ایسا نہ ہو کہ چند دن یا چند ماہ بعد انہیں کسی دوسری وزارت کا قلم دان سونپ دیا جائے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو اس استعفے کی پوری معنویت ختم ہوجائے گی اور یہ جواب دہی کے بجائے محض ایک سیاسی بندوبست ثابت ہوگا۔ استعفیٰ کا مقصد صرف ایک کرسی خالی کرانا نہیں، بلکہ جواب دہی کی روایت قائم کرنا ہے۔ دھرمیندر پردھان کے دورِ وزارت میں نیٹ سمیت متعدد امتحانات میں پیپر لیک، بے ضابطگیوں اور انتظامی ناکامیوں کی ایک طویل فہرست سامنے آچکی ہے۔ ایسے میں اگر انہیں دوبارہ اقتدار کا حصہ بنایا جاتا ہے تو اس سے یہی پیغام جائے گا کہ حکومت نے اپنی غلطی تسلیم نہیں کی، بلکہ صرف وقتی عوامی دباؤ کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لیے احتجاج کی آواز کو دبنے نہیں دینا ہوگا، تاکہ جواب دہی محض علامتی کارروائی بن کر نہ رہ جائے۔ وزیرِ تعلیم کا یہ استعفیٰ موجودہ ہندوستانی سیاست میں ایک نئے باب کا آغاز ضرور ہے، مگر اس کی اصل اہمیت اسی وقت ہوگی جب جواب دہی صرف ایک وزیر تک محدود نہ رہے بلکہ آئندہ ہر بڑے سانحے اور ہر انتظامی ناکامی پر بھی یہی اصول نافذ ہو۔ جنتر منتر پر بیٹھے چند دیوانوں نے ثابت کردیا ہے کہ آخری فیصلہ اقتدار نہیں، عوام کا ہوتا ہے۔

ممبئی رابطہ مرشدانِ خبر MUMBAIRAABTA

۲۶/جولائی ۔ ۲۰۲۶

نیٹ پیپر لیک، مرکز کی تجاویز

نیٹ امتحانی پرچوں کے افشاء سے نمٹنے کیلئے مرکز نے کئی تجاویز کو منظوری دی ہے اور اس سلسلہ میں قانونی اقدامات کرنے کا بھی ارادہ ظاہر کیا گیا ہے۔ وزیر اعظم نریندر مودی کی مداخلت کے بعد یہ تجاویز سامنے آئی ہیں۔ وزیر اعظم نے نیٹ پیپر لیک اور طلباء کے احتجاج پر گذشتہ ایک دن میں دو مرتبہ ردعمل ظاہر کیا تھا۔ پہلے تو انہوں نے طلباء کی اہمیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے نیٹ پیپر لیک سے نمٹنے کیلئے سخت اقدامات کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا اور پھر کل نصف شب کو ہی انہوں نے ایک ویڈیو شیئر کرتے ہوئے واضح کیا تھا کہ حکومت کابینہ کے اجلاس میں نیٹ پیپر لیک سے نمٹنے کئی سخت گیر اقدامات کو یقینی بنانے پر غور کرے گی۔ آج مرکزی کابینہ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں تجویز کیا گیا کہ اگر کوئی امتحانی پرچہ لیک ہوتا ہے تو اندرون تین ماہ اس پر کارروائی کی جائے گی۔ اس کے علاوہ امتحانی پرچوں کے افشاء میں ملوث افراد کو عدالتوں سے دس برس تک سزائیں دلائی جائیں گی اور ان پر 10 کروڑ روپے جرمانہ عائد کیا جائے گا۔ یہ دراصل طلباء کی جانب سے پرچوں کے افشاء کے خلاف شروع کئے گئے احتجاج کا نتیجہ ہے کہ حکومت کو اس معاملے میں حرکت میں آنا پڑا ہے اور خود وزیر اعظم نے اس پر دو مرتبہ ردعمل ظاہر کیا ہے۔ اس سے قبل حکومت اس مسئلہ پر خواب غفلت کا شکار تھی۔ مسلسل امتحانی پرچوں کا افشاء ہوا تھا اور کئی امتحان منسوخ کرنے پڑے تھے جس کی وجہ سے طلباء کو مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ اس کے باوجود حکومت نے سب کچھ ٹھیک ہے کا نعرہ دیتے ہوئے خاموشی اختیار کی ہوئی تھی اور کوئی کارروائی نہیں کی گئی تھی۔ محض کچھ اقدامات کئے جارہے تھے اور پھر پرچوں کے افشاء کا سلسلہ رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ جو اقدامات حکومت اب کرنے کا منصوبہ بنارہی ہے وہ اسے بہت پہلے ہی سے شروع کردینے چاہئے تھے اور اس بات کو یقینی بنانا چاہئے تھا کہ طلباء کے مستقبل کے ساتھ کسی طرح کا کھلواڑ ہونے نہ پائے اور ایسا کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہونچایا جائے۔ اب بھی حکومت نے جو منصوبہ بنایا ہے وہ طلباء کیلئے کافی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس میں بھی امتحانی پرچوں کے افشاء سے متاثر ہونے والے طلباء کیلئے راحت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ضرور کچھ ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کی گنجائش رکھی گئی ہے لیکن طلباء کو راحت پہونچانے کیلئے کوئی فیصلہ اس میں شامل نہیں ہے۔ جو کام اب کئے جارہے ہیں وہ ابتداء سے کئے جانے چاہئے تھے۔ جو لوگ پیپر لیک کیلئے ذمہ دار ہوتے ہیں ان کے خلاف کارروائی تو فطری بات ہے تاہم احساس جوابدہی پیدا کرنے کیلئے ذمہ دار محکمہ جات کے اعلی عہدیداروں کے خلاف بھی کوئی گنجائش فراہم کی جانی چاہئے تاکہ وہ اپنے ماتحت عملہ اور دوسرے افراد کے خلاف کارروائی کریں اور ان میں بھی اپنی ملازمتوں اور ذمہ داریوں کے تعلق سے احساس پیدا ہوسکے اور وہ ماتحت عملہ پر اس طرح سے نظر رکھ سکیں جتنی ضرورت ہے۔ طلباء کے مستقبل اور امتحانی پرچوں کے افشاء کا جو مسئلہ ہے وہ محض ایک وقت کی کارروائی یا توجہ ہٹانے کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ طلباء کے ساتھ ساتھ ملک کے مستقبل سے بھی جڑا مسئلہ ہے۔ نظام تعلیم میں جو خامیاں پائی جاتی ان کا سنجیدگی سے جائزہ لیا جانا چاہئے۔ ان کو دور کرنے کیلئے سیاسی وابستگی کا خیال کئے بغیر ماہرین تعلیم سے رائے حاصل کی جانی چاہئے۔ خود طلباء برادری کو اعتماد میں لیا جانا چاہئے تاکہ مستقبل میں اس صورتحال کا موثر ڈھنگ سے تدارک ممکن ہوسکے۔ فی الحال جو مسئلہ چل رہا ہے اس پر بھی حکومت کا موقف تاحال واضح نہیں ہوسکا ہے۔ طلباء کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان کے استعفی سے کم کسی بات کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں اور حکومت کو بھی اس معاملے میں ضد اور ہٹ دھرمی کا موقف اختیار کئے بغیر کام کرنا چاہئے۔ ایک وزیر کا استعفی حکومت کی ساکھ پر کوئی اثر نہیں ڈالے گا۔ یہ ضرور ہے کہ طلباء کی جیت ہوگی اور طلباء کی جیت پر حکومت کو اپنی شکست کا احساس نہیں کرنا چاہئے کیونکہ طلباء ہی ہمارا اثاثہ ہیں۔

روزنامہ ''ممبئی رابطہ'' میں شائع ہونے والے مضامین ومراسلات میں پیش کردہ آراء مضمون نگاروں اور مراسلہ نگاروں کی ذاتی رائے ہے۔ ان سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں

امارت شرعیہ کی رضا کار ٹیموں نے جھارکھنڈ میں ایس آئی آر سے متعلق ہر طبقہ کو عملی فائدہ پہونچایا

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ جو ہر اہم موقع پر ملت کی رہنمائی کے لیے مؤثر کردار ادا کرتی رہی ہے اور جس کی رہنمائی سے ہمیشہ عوام وخواص نے اہم مسائل میں فائدہ اٹھایا ہے اس ادارہ نے جھارکھنڈ میں جاری ایس آئی آر کے عمل میں بھی ہر طبقہ کی خاطر خواہ رہنمائی کی، اکثر اضلاع میں یہ کام پورے ہوچکے ہیں جبکہ بعض اضلاع میں ابھی بھی یہ سلسلہ جاری ہے، پلاموں کمشنری کے گڑھوا ضلع میں جناب مولانا اکرام الدین قاسمی صاحب کی زیر قیادت رہنمائی کا یہ کارواں رواں دواں ہے، مورخہ 24/جولائی 2026 کو مولانا محترم کی قیادت میں نیوسو نیوروا اور نگر اوٹاری کے علاقہ میں متعدد مقامات پر کیمپ لگائے گئے، فارم پری اور فارم کے جمع کرنے کے سلسلہ میں واقفیت حاصل کی گئی، ادھورے کام کو وقت پر مکمل کرنے کے لیے نوجوانوں کی ٹیم کو حرکت میں لایا گیا، اس کارواں میں قائد وفد کے علاوہ مولانا خالد انور قاسمی مبلغ امارت شرعیہ، مفتی عبدالجبار قاسمی قاضی شریعت شیخ پورہ شامل ہیں، جبکہ جناب مولانا مفتی سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء پٹنہ کی قیادت میں 24/جولائی 2026 کو ضلع گڈا کے ہنوارہ، دگھی، نیانگر اور مہگاواں وغیرہ میں مساجد کے اندر خطاب کے ساتھ ایس آئی آر سے متعلق حسب ضرورت کاموں کو انجام دیا گیا اور تقاضے کے مطابق علماء وائمہ اور نوجوانوں کو ٹیم کی شکل میں متحرک کیا گیا، مولانا سہیل اختر قاسمی کے رفقاء قافلہ میں مولانا مفتی مجیب الرحمن قاسمی معاون قاضی شریعت امارت شرعیہ اور مولانا شمیم اختر قاسمی قاضی شریعت مہگاواں کے نام قابل ذکر ہیں، جناب مولانا شاہد قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ دھنباد کی زیر قیادت ضلع بوکارو میں اس کام کو پورا کیا گیا، جناب مولانا اصغر قاسمی قاضی شریعت دارلقضاء امارت شرعیہ جہان آباد، حافظ شہاب الدین مبلغ امارت شرعیہ اور مولانا اسعد اللہ نیموی مبلغ امارت شرعیہ ان کے ہمراہ رہے، اسی طرح جناب مولانا کلیم اللہ مظہر قاسمی قاضی شریعت چتر پور نے مولانا عبدالباری نائب قاضی شریعت سیوان، مولانا محمد رفیع ندوی اور مولانا عبدالجبار حسامی مبلغین امارت شرعیہ کے ساتھ ملکر ضلع رام گڑھ میں رہنمائی کے اس عمل کو مکمل کیا، واضح رہے کہ امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کی فکر مندی سے ہی پورے جھارکھنڈ میں یہ تحریک رواں دواں ہوئی، جبکہ اس کو منظم ومربوط اور کامیابی سے ہم کنار کرنے میں ناظم امارت شرعیہ جناب مولانا مفتی محمد سعید الرحمن قاسمی صاحب، صدر قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب اور قائم مقام ناظم جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب کی مکمل رہنمائی ونگرانی وفو کو حاصل ہوتی رہی۔

مراسلات واعلانات

نامحرم محبت

سُنو، اگر خدانخواستہ میں کسی روز مر گئی، تو میرے فون پر کال کرنا، شاید پہلے دن نہ اٹھا پائیں، سب میرے دفن میں مصروف جو ہوں گے، لیکن کسی روز اُٹھا لیں گے۔۔ سُنو، تم میرا نام لے کر کہنا، اِن کی امی کو فون دیجیے۔ اور میری امی کو اپنا نام بتا دینا، وہ تمہیں جانتی ہے۔ میری امی تمہارا نام جان کر دوبارہ رونے لگ جائے گی۔ تم اُنھیں تسلی دینا، سُنو، وہ نہیں جانتی ہماری کتنی لڑائیاں ہوئی تھیں، میں تمہارے لیے کتنی روئی ہوں۔ وہ بس اتنا جانتی ہے کہ میں تم سے بے انتہا محبت کرتی ہوں۔ سُنو، پھر آخر میں افسوس کے بعد میری قبر کا پوچھنا۔ میری قبر پر آنا، کیونکہ اُس کے بعد میں سمجھوں گی کہ تمہیں سچ میں مجھ سے محبت ہے۔ سُنو، مجھے تنہائی میں نیند نہیں آتی، میری قبر کے سرہانے بیٹھ جانا اور فکر نہ کرنا تب میں نہ کسی کی بیٹی ہوں گی" نہ بہن" تب تو معاملہ میرا خدا کا اور تمہارا ہوگا، تب تم میرے محرم بن جانا، گیلی مٹی پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانا" میں سمجھوں گی تم نے ہاتھ تھاما ہوا ہے میرا۔

ممبئی رابطہ مرشدانِ خبر
MUMBAIRAABTA

جمہوری معاشروں کی اصل طاقت مخالفین کو زیر کرنے میں نہیں بلکہ قومی اداروں کو محفوظ رکھنے میں مضمر ہوتی ہے۔ حکومتیں بدلتی رہتی ہیں، سیاسی قیادتیں آتی جاتی رہتی ہیں، مگر جامعات صدیوں تک قوموں کی فکری اور تہذیبی رہنمائی کرتی ہیں۔ اسی لیے مہذب اقوام عمارتوں سے پہلے اداروں کو اور اداروں سے پہلے علم کو محفوظ رکھنے کو اپنی ترجیح بناتی ہیں۔ دنیا میں متعدد ایسی جامعات موجود ہیں جن کے بانی اپنے عہد میں متنازع شخصیات سمجھے جاتے تھے مگر وقت گزرنے کے ساتھ وہ ادارے پوری قوم کی مشترکہ علمی میراث بن گئے۔ ایک مرتبہ جب کوئی جامعہ وجود میں آجاتی ہے تو وہ محض اپنے بانی کی ملکیت نہیں رہتی بلکہ اساتذہ، طلبہ، محققین، ملازمین اور پورے معاشرے کی مشترکہ امانت بن جاتی ہے۔ یہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ قوموں کا سب سے قیمتی سرمایہ ان کے تعلیمی ادارے ہوتے ہیں۔

ادارہ یا انتقام؟ محمد علی جوہر یونیورسٹی کے مستقبل کا سوال

حکیم مصباح الدین اظہر

اتر پردیش کا تاریخی شہر رامپور برصغیر کی تہذیبی، ادبی اور علمی روایت کا ایک درخشاں باب ہے۔ نوابانِ رامپور کی علم پروری اور سرپرستی نے اس شہر کو نہ صرف علم و ادب، موسیقی، فنونِ لطیفہ اور اسلامی تہذیب کا ایک ممتاز مرکز بنایا بلکہ یہاں قائم ہونے والی عظیم الشان رامپور رضا لائبریری، نادر مخطوطات کے بے مثال ذخیرے، اردو زبان و ادب کی سرپرستی اور اہلِ علم کی قدر افزائی نے اسے ہندوستان کے اہم علمی و ثقافتی مراکز میں منفرد مقام عطا کیا۔ مرزا غالبؔ، داغؔ دہلوی، امیرؔ مینائی اور متعدد دیگر جلیل القدر اہلِ قلم کی وابستگی نے رامپور کی ادبی شناخت کو مزید استحکام بخشا، اور یہی علمی و تہذیبی سرمایہ آج بھی اہلِ ذوق و تحقیق کے لیے باعثِ افتخار ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں بعض شخصیات اپنے افکار، خدمات اور سیاسی کردار کے باعث اپنے عہد کی علامت بن جاتی ہیں۔ رامپور کی سرزمین سے ابھرنے والی ایسی ہی ایک نمایاں شخصیت محمد اعظم خان ہیں، جن کی سیاسی زندگی عوامی مقبولیت، انتخابی کامیابیوں، قانونی و عدالتی تنازعات اور سیاسی نشیب و فراز کا ایک منفرد امتزاج پیش کرتی ہے۔ انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ایک عام طالب علم کی حیثیت سے تعلیم حاصل کی، لیکن بعد ازاں انہی باشعور فارغین میں شمار ہوئے جنہوں نے سر سید احمد خان کے تعلیمی فلسفے سے فکری رہنمائی حاصل کی۔ یہی وجہ ہے کہ سیاسی مصروفیات کے باوجود تعلیم کا فروغ ان کی شخصیت کا ایک مستقل وصف رہا۔ وہ سر سید کی طرح تعلیم کو سماجی اصلاح، قومی ترقی اور پسماندہ طبقات کی بااختیار بنانے کا بنیادی ذریعہ سمجھتے ہیں۔ گزشتہ برسوں میں رامپور کا نام بعض ایسے واقعات کے سبب بھی موضوعِ بحث بنا جنہوں نے اس کی علمی و تہذیبی شناخت کو دھندلا دینے کی کوشش کی۔ تاہم اس شہر کی حقیقی پہچان کسی جرم، تنازع یا منفی تاثر سے نہیں بلکہ اس کی علمی روایت سے وابستہ ہے۔ اسی شناخت کو مزید مستحکم کرنے اور تعلیمی پسماندگی کے خاتمے کے مقصد سے سماجوادی پارٹی کے سینئر رہنما، سابق صدر طلبہ یونین، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، محمد اعظم خان نے ریاستی قانون کے تحت 2006ء میں ایک تعلیمی ادارے کی بنیاد رکھی، جسے برصغیر کے عظیم مجاہدِ آزادی، ممتاز صحافی، مفکر، جامعہ ملیہ اسلامیہ کے بانی اور سابق صدر کانگریس مولانا محمد علی جوہر کے نام سے موسوم کیا گیا۔ بعد ازاں اسے یونیورسٹی کا درجہ ملا اور اقلیتی تعلیمی ادارے کی حیثیت بھی حاصل ہوئی۔

گزشتہ تقریباً دو دہائیوں کے دوران یہ جامعہ سائنس، انجینئرنگ، قانون، زراعت، سماجی علوم، فنون اور دیگر متعدد شعبوں میں بالخصوص سماجی و معاشی طور پر محروم طبقات کو اعلیٰ تعلیم فراہم کرنے کا ایک اہم مرکز بن کر ابھری ہے۔ اس کے فارغ التحصیل طلبہ ملک اور بیرونِ ملک مختلف شعبوں میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اس عرصے میں محمد علی جوہر یونیورسٹی نے خطے کے تعلیمی منظرنامے میں ایک نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ آج بھی ہزاروں طلبہ و طالبات یہاں مختلف شعبہ جات میں زیرِ تعلیم ہیں اور بہتر مستقبل کی امید کے ساتھ علم حاصل کر رہے ہیں۔ تاہم موجودہ حالات میں انہی طلبہ کو اپنے تعلیمی مستقبل کے تحفظ کے مطالبے کے لیے یونیورسٹی کے مرکزی دروازے کے باہر غیر معینہ مدت تک احتجاج پر بیٹھنے پر مجبور ہونا پڑا ہے، جو نہ صرف متعلقہ اداروں بلکہ پورے معاشرے کے لیے ایک سنجیدہ سوال ہے۔ جمہوریت کی اصل قوت اس کے مضبوط اداروں میں مضمر ہوتی ہے، اور ان اداروں کی روح تعلیم ہے۔ جب کسی قوم کے تعلیمی مراکز سیاسی کشمکش، انتظامی تنازعات یا قانونی پیچیدگیوں کی زد میں آجائیں تو معاملہ محض کسی ایک عمارت، شخصیت یا ٹرسٹ تک محدود نہیں رہتا بلکہ پورے معاشرے کے علمی، فکری اور تہذیبی مستقبل سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ تعلیمی ادارے اینٹ، پتھر اور سیمنٹ کے بے جان ڈھانچے نہیں ہوتے بلکہ وہ نسلوں کے خواب، اجتماعی جدوجہد، علمی سرمایہ اور قومی ترقی کی امیدوں کے امین ہوتے ہیں۔ محمد علی جوہر یونیورسٹی کا قیام بھی اسی وسیع تر تصور کی بنیاد پر عمل میں آیا تھا کہ مغربی اتر پردیش، خصوصاً رامپور اور اس کے اطراف کے تعلیمی طور پر پسماندہ علاقوں کے نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم کے معیاری مواقع میسر آئیں۔ اس لیے اس جامعہ کے وجود کو محض ایک نئے تعلیمی ادارے کے اضافے کے طور پر نہیں بلکہ ایک ایسے خطے میں اعلیٰ تعلیم کے فروغ کی سنجیدہ اور دور رس کوشش کے طور پر دیکھا جانا چاہیے جہاں طویل عرصے تک معیاری جامعات کی کمی محسوس کی جاتی رہی تھی۔ یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ محمد علی جوہر یونیورسٹی اپنے قیام کے ابتدائی دنوں ہی سے مختلف قانونی تنازعات کا سامنا کرتی رہی ہے۔ یہ تنازعات کبھی اراضی کے حصول، لیز، نقشوں کی منظوری اور تعمیراتی اجازت ناموں سے متعلق رہے اور کبھی دیگر انتظامی و قانونی معاملات سے۔ نتیجتاً یونیورسٹی کے مختلف امور طویل عرصے سے عدالتوں میں زیرِ سماعت رہے ہیں۔ تاہم یہ تاثر بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ ان تنازعات میں سے متعدد کو صرف قانونی زاویے سے نہیں دیکھا گیا، بلکہ ان پر سیاسی عوامل کے اثرات بھی نمایاں محسوس ہوتے ہیں۔ چونکہ اس ادارے کے بانی ایک فعال سیاسی شخصیت رہے ہیں، اس لیے ان کی سیاسی وابستگی کے باعث یونیورسٹی کے بارے میں مختلف النوع آراء پائی جاتی ہیں۔ لیکن کسی بھی تعلیمی ادارے کی قسمت کا فیصلہ اس کے بانی کی سیاسی شناخت کی بنیاد پر نہیں ہونا چاہیے۔

جمہوری معاشروں کی اصل طاقت مخالفین کو زیر کرنے میں نہیں بلکہ قومی اداروں کو محفوظ رکھنے میں مضمر ہوتی ہے۔ حکومتیں بدلتی رہتی ہیں، سیاسی قیادتیں آتی جاتی رہتی ہیں، مگر جامعات صدیوں تک قوموں کی فکری اور تہذیبی رہنمائی کرتی ہیں۔ اسی لیے مہذب اقوام عمارتوں سے پہلے اداروں کو اور اداروں سے پہلے علم کو محفوظ رکھنے کو اپنی ترجیح بناتی ہیں۔ دنیا میں متعدد ایسی جامعات موجود ہیں جن کے بانی اپنے عہد میں متنازع شخصیات سمجھے جاتے تھے، مگر وقت گزرنے کے ساتھ وہ ادارے پوری قوم کی مشترکہ علمی میراث بن گئے۔ ایک مرتبہ جب کوئی جامعہ وجود میں آجاتی ہے تو وہ محض اپنے بانی کی ملکیت نہیں رہتی بلکہ اساتذہ، طلبہ، محققین، ملازمین اور پورے معاشرے کی مشترکہ امانت بن جاتی ہے۔ یہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ قوموں کا سب سے قیمتی سرمایہ ان کے تعلیمی ادارے ہوتے ہیں۔ اقوام اپنی

اسی لیے جب کسی جامعہ کے مستقبل پر سوالات اٹھتے ہیں تو معاملہ محض اس کے بانی، منتظمین یا کسی سیاسی جماعت تک محدود نہیں رہتا بلکہ ہزاروں طلبہ، اساتذہ، عوامی وسائل، آئینی تقاضوں اور قانون کے منصفانہ اطلاق سے بھی وابستہ ہو جاتا ہے۔ رام پور کی محمد علی جوہر یونیورسٹی کے گرد پیدا ہونے والی حالیہ صورتِ حال بھی اسی تناظر میں سنجیدہ غور و فکر کی متقاضی ہے۔ آج اس جامعہ کے احاطے میں تدریسی و انتظامی عمارتیں، طلبہ و طالبات کے ہاسٹل، عظیم الشان لائبریریاں، جدید تجربہ گاہیں اور دیگر بنیادی سہولیات پر مشتمل ایک وسیع تعلیمی ڈھانچہ موجود ہے، جس کی تعمیر پر خطیر مالی وسائل صرف کیے گئے ہیں۔ حالیہ دنوں میں رام پور ڈیولپمنٹ اتھارٹی نے یونیورسٹی کی چالیس میں سے اڑتیس عمارتوں کو مبینہ طور پر غیر منظور شدہ نقشوں کے مطابق تعمیر شدہ قرار دیتے ہوئے ان کے انہدام کا حکم جاری کیا ہے۔ اگر متعلقہ حکام کے پاس ایسے شواہد موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ یہ تعمیرات قانونی ضابطوں کے مطابق نہیں ہوئیں، تو ان کی غیر جانب دارانہ جانچ اور قانون کے مطابق کارروائی یقیناً ضروری ہے۔

شناخت صرف بلند و بالا عمارتوں، شاہراہوں یا معاشی منصوبوں سے نہیں بلکہ ان جامعات، دانش گاہوں اور علمی مراکز سے حاصل کرتی ہیں جو نسلوں کی فکری تربیت اور علمی تشکیل کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ جب بھی کسی معاشرے نے اپنے تعلیمی اداروں کو کمزور کیا یا علم کے چراغ بجھنے دیے، وہاں علمی زوال، جہالت، تعصب، سماجی انتشار اور فکری جمود نے جنم لیا۔ اس کے برعکس جن قوموں نے وقتی سیاسی اختلافات اور ذاتی کشمکش سے بالاتر ہوکر اپنے علمی اداروں کا تحفظ کیا، انہوں نے اپنی آنے والی نسلوں کے لیے ترقی، استحکام، شعور اور تہذیبی بالیدگی کی راہیں ہموار کیں۔

اسی لیے جب کسی جامعہ کے مستقبل پر سوالات اٹھتے ہیں تو معاملہ محض اس کے بانی، منتظمین یا کسی سیاسی جماعت تک محدود نہیں رہتا بلکہ ہزاروں طلبہ، اساتذہ، عوامی وسائل، آئینی تقاضوں اور قانون کے منصفانہ اطلاق سے بھی وابستہ ہو جاتا ہے۔ رام پور کی محمد علی جوہر یونیورسٹی کے گرد پیدا ہونے والی حالیہ صورتِ حال بھی اسی تناظر میں سنجیدہ غور و فکر کی متقاضی ہے۔ آج اس جامعہ کے احاطے میں تدریسی و انتظامی عمارتیں، طلبہ و طالبات کے ہاسٹل، عظیم الشان لائبریریاں، جدید تجربہ گاہیں اور دیگر بنیادی سہولیات پر مشتمل ایک وسیع تعلیمی ڈھانچہ موجود ہے، جس کی تعمیر پر خطیر مالی وسائل صرف کیے گئے ہیں۔ حالیہ دنوں میں رام پور ڈیولپمنٹ اتھارٹی نے یونیورسٹی کی چالیس میں سے اڑتیس عمارتوں کو مبینہ طور پر غیر منظور شدہ نقشوں کے مطابق تعمیر شدہ قرار دیتے ہوئے ان کے انہدام کا حکم جاری کیا ہے۔ اگر متعلقہ حکام کے پاس ایسے شواہد موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ یہ تعمیرات قانونی ضابطوں کے مطابق نہیں ہوئیں، تو ان کی غیر جانب دارانہ جانچ اور قانون کے مطابق کارروائی یقیناً ضروری ہے، کیونکہ کسی بھی جمہوری ریاست میں قانون کی حکمرانی بنیادی اصول ہے اور کوئی فرد یا ادارہ قانون سے بالاتر نہیں ہو سکتا۔ تاہم بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا قانون کے نفاذ کا واحد اور ناگزیر ذریعہ انہدام ہی ہے، یا قانون ایسے متبادل راستے بھی فراہم کرتا ہے جن کے ذریعے قانونی تقاضے پورے کرتے ہوئے عوامی مفاد، تعلیمی تسلسل اور قومی وسائل کا تحفظ بھی ممکن ہو؟ یہی وہ سوال ہے جس نے اس معاملے کو ایک وسیع آئینی اور قانونی مباحثے میں تبدیل کر دیا ہے۔ اب یہ بحث محض ایک سیاسی رہنما، ایک ٹرسٹ یا ایک جامعہ تک محدود نہیں رہی بلکہ قانون کی حکمرانی، آئینی مساوات، اقلیتی تعلیمی حقوق، عوامی وسائل کے تحفظ اور اعلیٰ تعلیم کے مستقبل سے بھی براہِ راست وابستہ ہو چکی ہے۔ یہ امر بھی پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ آئینی جمہوریت میں عدالتیں قانون کی تشریح کرتی ہیں، جبکہ ان تشریحات پر دلیل، نظائر اور آئینی اصولوں کی روشنی میں علمی و قانونی بحث انصاف کے ارتقا کا لازمی حصہ ہوتی ہے۔ اس لیے کسی عدالتی یا انتظامی فیصلے سے اختلاف یا اتفاق، دونوں ہی قانون، شائستگی اور آئینی ذمہ داری کے دائرے میں ہونے چاہئیں۔ اسی کے ساتھ یہ بنیادی اصول بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ قانون کا اطلاق ہر شہری اور ہر ادارے پر بلا امتیاز اور یکساں ہو۔ اگر غیر قانونی تعمیرات یا ضابطوں کی خلاف ورزی کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے تو اس کا معیار مذہب، سیاسی وابستگی، سماجی حیثیت یا شخصیات کے اعتبار سے مختلف نہیں ہونا چاہیے۔ آئین کی روح یہی ہے کہ قانون سب کے لیے برابر ہو اور یکساں اصول ہر معاملے میں غیر جانب داری کے ساتھ نافذ کیے جائیں۔ محمد علی جوہر یونیورسٹی آج اسی نوعیت کے ایک نازک مرحلے سے گزر رہی ہے۔ ایک جانب تعمیراتی ضوابط اور قانونی تقاضوں کا نفاذ ریاست کی آئینی ذمہ داری ہے، تو دوسری جانب قدرتی انصاف (Natural Justice)، عدالتی تناسب (Doctrine of Proportionality) اور ہزاروں طلبہ کے تعلیمی مفادات کا تحفظ بھی یکساں اہمیت رکھتا ہے۔ اس تناظر میں اصل سوال کسی ایک شخصیت یا سیاسی جماعت کا نہیں بلکہ یہ ہے کہ قانون کا نفاذ کس حد تک شفاف، غیر جانب دار اور یکساں انداز میں کیا جا رہا ہے، اور اس کے ممکنہ اثرات ہزاروں طلبہ کے تعلیمی مستقبل، عوامی سرمایہ اور اعلیٰ تعلیم کے نظام پر کس صورت میں مرتب ہوں گے۔ اگر متعلقہ ادارے اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ بعض تعمیرات واقعی قانون کے مطابق نہیں ہیں تو ان معاملات کا فیصلہ یقیناً قانون ہی کی روشنی میں ہونا چاہیے۔

تاہم یہی وہ مقام ہے جہاں قانون کی ظاہری شکل (Letter of Law) اور اس کی حقیقی روح (Spirit of Law) کے درمیان توازن قائم کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ایک مہذب آئینی ریاست کی پہچان یہی ہے کہ وہ قانون پر سختی سے عمل کرتے ہوئے بھی انصاف، تناسب، عوامی مفاد اور تعلیمی اداروں کے تحفظ جیسے اعلیٰ آئینی اصولوں کو نظر انداز نہیں کرتی۔ ہندوستانی آئین کا آرٹیکل 30(1) مذہبی اور لسانی اقلیتوں کو اپنی پسند کے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام کرنے کا بنیادی حق عطا کرتا ہے۔ اگرچہ یہ حق مطلق نہیں، تاہم ریاست کو حاصل ضابطہ سازی کا اختیار بھی غیر محدود نہیں ہے۔ ریاست تعلیمی معیار، شفافیت، احتساب اور قانونی تقاضوں کی تکمیل کے لیے مناسب قوانین اور قواعد نافذ کر سکتی ہے، لیکن ایسے اقدامات آئین کی عطا کردہ اس بنیادی آزادی کو بے اثر یا محض رسمی حق میں تبدیل نہیں کر سکتے۔ عدالتِ عظمیٰ ہند نے سینٹ زیویئرز کالج بنام ریاستِ گجرات (1974ء)، ٹی۔ ایم۔ اے۔ پائی فاؤنڈیشن بنام ریاستِ کرناٹک (2002ء) اور پی۔ اے۔ انعامدار بنام ریاستِ مہاراشٹر (2005ء) سمیت متعدد تاریخی فیصلوں میں اس اصول کو واضح کیا ہے کہ اقلیتی تعلیمی اداروں کے آئینی حقوق اور ریاستی نگرانی کے درمیان ایک متوازن تعلق برقرار رہنا چاہیے۔

ریاست کو قانون سازی اور ضابطہ بندی کا اختیار ضرور حاصل ہے، مگر اس اختیار کا استعمال اس انداز میں نہیں ہونا چاہیے کہ ادارے کی خودمختاری، مؤثر انتظام یا بقا ہی خطرے میں پڑ جائے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کسی اقلیتی ادارے کو قانون سے بالاتر سمجھا جائے یا اس کی خلاف ورزیوں سے صرفِ نظر کیا جائے۔ اصول صرف یہ ہے کہ ہر کارروائی قانون کے مطابق، غیر امتیازی، معقول اور متناسب (Proportionate) ہونی چاہیے۔ اس بحث کا ایک اور نہایت اہم پہلو بھی ہے جس پر نسبتاً کم توجہ دی جاتی ہے۔ یہ سوال صرف قانونی یا سیاسی نہیں بلکہ آئینی، معاشی اور اخلاقی بھی ہے۔ اگر کسی تعلیمی ادارے پر عوامی و نجی سرمایہ کی صورت میں کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہوں، ہزاروں طلبہ وہاں زیرِ تعلیم ہوں اور اس کا بنیادی ڈھانچہ بھی جس میں تدریسی عمارتیں، لائبریریاں، لیبارٹریاں، ہاسٹل اور دیگر سہولیات شامل ہوں، قوم کے تعلیمی مفاد میں استعمال ہو رہا ہو، تو کیا دانش مندی کا تقاضا یہ ہے کہ اس پورے ادارے کو منہدم کر دیا جائے؟ یا پھر قانون کی حدود میں رہتے ہوئے ایسا حل تلاش کیا جائے جو قانون کی بالادستی بھی برقرار رکھے اور تعلیم و تحقیق کے اس سرمایہ کو بھی محفوظ رکھے؟ ہندوستانی آئینی فلسفے اور عدالتی روایت میں یہ اصول مستحکم طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ عوامی وسائل کو بلا ضرورت ضائع نہیں کیا جانا چاہیے۔ سپریم کورٹ نے متعدد فیصلوں میں اس امر پر زور دیا ہے کہ ریاستی اختیارات کا استعمال نہ من مانی انداز میں ہو اور نہ ہی ایسا ہو جو مطلوبہ مقصد کے مقابلے میں غیر متناسب ثابت ہو۔ کسی قانونی خلاف ورزی کے ازالے کے لیے وہی اقدام اختیار کیا جانا چاہیے جو مقصد کے حصول کے لیے ضروری، معقول اور کم سے کم نقصان دہ ہو۔ آئینی قانون میں یہی اصول Doctrine of Proportionality کے نام سے معروف ہے، جو آج ہندوستانی عدالتی نظام کا ایک مسلمہ اور بنیادی اصول بن چکا ہے۔ اسی تناظر میں مایاوتی حکومت کے دور میں تعمیر ہونے والے پارکوں اور یادگاروں سے متعلق عدالتی مباحث بھی قابلِ توجہ ہیں۔ عدالتوں نے ان منصوبوں کے قانونی پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا کہ ان پر عوام کے ٹیکس کا خطیر سرمایہ صرف ہو چکا تھا۔ چنانچہ عدالتی نقطۂ نظر میں یہ سوچ نمایاں رہی کہ قومی وسائل کو بلا ضرورت ضائع کرنے کے بجائے، جہاں ممکن ہو، انہیں عوامی مفاد میں قانونی اور مؤثر انداز سے استعمال کیا جائے۔

اگرچہ ہر مقدمہ اپنے مخصوص حقائق اور قانونی پس منظر کا حامل ہوتا ہے اور کسی ایک فیصلے کو دوسرے مقدمے پر من و عن منطبق نہیں کیا جا سکتا، تاہم عوامی سرمایہ اور قومی وسائل کے تحفظ کا اصول عدالتی فکر کا ایک مستقل اور اہم جزو رہا ہے۔ اسی زاویۂ نظر سے محمد علی جوہر یونیورسٹی کے معاملے پر بھی سنجیدہ غور و فکر کی ضرورت ہے۔ اگر ادارے کے قیام، انتظام یا اراضی سے متعلق بعض قانونی یا انتظامی بے ضابطگیاں موجود ہیں تو کیا ان کی اصلاح قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ممکن نہیں؟ کیا جرمانے، ضابطہ بندی (Regularisation)، ریاستی نگرانی، انتظامی اصلاحات، مجاز منتظم کی تقرری یا عدالتی نگرانی جیسے متبادل قانونی اقدامات اختیار نہیں کیے جا سکتے؟ اگر حکومت کو ادارے کے نظم و نسق پر اعتراضات ہیں تو قانون اس کے ازالے کے لیے متعدد اصلاحی راستے فراہم کرتا ہے۔ ایک فعال تعلیمی ادارے کو، جہاں ہزاروں طلبہ کا مستقبل وابستہ ہو اور جس پر عوامی سرمایہ صرف ہو چکا ہو، منہدم کرنا اصولاً آخری اور غیر معمولی اقدام ہونا چاہیے، نہ کہ پہلا۔ آئینی حکمرانی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ریاست ایسے حل اختیار کرے جو قانون کی بالادستی، عوامی مفاد، قومی وسائل کے تحفظ اور تعلیمی تسلسل ہی ان سب کے درمیان متوازن ہم آہنگی قائم رکھیں۔ بلاشبہ ریاست کو تعمیراتی ضوابط، شہری منصوبہ بندی اور اراضی کے استعمال سے متعلق قوانین پر عمل درآمد کرانے کا مکمل اختیار حاصل ہے۔ قانون کی حکمرانی ہر جمہوری معاشرے کی بنیاد ہے اور کوئی فرد یا ادارہ قانون سے بالاتر نہیں ہوسکتا۔ اگر کسی سطح پر بے ضابطگیاں یا اختیارات کا ناجائز استعمال ثابت ہو تو اس کی غیر جانبدارانہ تحقیقات ہونی چاہئیں اور ذمہ دار افراد کا احتساب قانون کے مطابق ہونا چاہیے۔ تاہم اس پورے عمل میں ہزاروں طلبہ، سینکڑوں اساتذہ، قومی وسائل اور ایک فعال تعلیمی ادارے کے وجود کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ انصاف کا تقاضا صرف سزا دینا نہیں بلکہ ایسے حل تلاش کرنا بھی ہے جو معاشرے کو کم سے کم نقصان پہنچائیں۔ محمد علی جوہر یونیورسٹی کا معاملہ محض رامپور یا کسی ایک شخصیت تک محدود نہیں بلکہ ہندوستان کے آئینی ضمیر، عدالتی توازن اور جمہوری بصیرت کا امتحان ہے۔ اس امتحان میں کامیابی اسی وقت ممکن ہے جب قانون کی سختی کے ساتھ انصاف کی حکمت، تناسب اور عوامی مفاد کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے۔ آئین کی روح یہی ہے کہ قانون انتقام کا ذریعہ نہیں بلکہ انصاف کا وسیلہ بنے۔ جمہوریت کی اصل طاقت عمارتیں گرانے یا ان کے نام تبدیل کرنے میں نہیں بلکہ اداروں کو محفوظ رکھنے، ان کی اصلاح کرنے اور انہیں مزید مؤثر بنانے میں مضمر ہے۔ اگر ہندوستان کو واقعی علم پر مبنی عالمی طاقت بننا ہے تو ہر ایسے تعلیمی ادارے کو، جو قوم کی علمی ترقی میں کردار ادا کر رہا ہو، قانون کے دائرے میں رکھتے ہوئے محفوظ رکھنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ بلڈوزر وقتی طور پر منظرنامہ بدل سکتا ہے، مگر وہ کسی قوم کا مستقبل تعمیر نہیں کرسکتا۔ حقیقی دانش مندی اسی میں ہے کہ قانون کی بالادستی بھی برقرار رہے، ذمہ داروں کا احتساب بھی ہو، عوامی وسائل بھی محفوظ رہیں اور علم کے چراغ بھی بجھنے نہ پائیں تاکہ آنے والی نسلیں اس علمی سرمائے سے فیض یاب ہو سکیں۔ تعلیمی ادارے سیاسی فتح کی علامت نہیں بلکہ قومی امانت ہوتے ہیں۔ قومی امانتوں کو مٹایا نہیں جاتا، ان کی اصلاح، حفاظت اور ترقی کی جاتی ہے۔ ان پر اختلافِ رائے ممکن ہے، لیکن انہیں آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ رکھنا ہی ایک بالغ، آئینی اور مہذب جمہوریت کی حقیقی پہچان ہے۔ <This message was edited

غزل

مری تقدیر شکوہ سنج دور آسماں کیوں ہو
ملے جب درد میں لذت تلاش مہرباں کیوں ہو
شریک لذت آزاد کوئی ہم زباں کیوں ہو
تمہیں بتلاؤ معنی خیز میری داستاں کیوں ہو
وہی دل ہے وہی خواہش وہی تم ہو وہی میں ہوں
مری دنیا میں آخر انقلاب آسماں کیوں ہو
وہ میرے بعد روتے ہیں اب ان سے کوئی کیا پوچھے
کہ پہلے کس لئے ناراض تھے اب مہرباں کیوں ہو
بگولوں میں اڑے جب خاک میرے آشیانے کی
قفس کی سمت ہی یا رب ہوائے گلستاں کیوں ہو
تمہیں فریاد رس کہتے ہیں میں فریاد کرتا ہوں
تمہیں آخر بتاؤ پھر یہ کوشش رائیگاں کیوں ہو
ستانا ہی اگر منظور ہے کہہ دو ستاتے ہیں
مری تقدیر کے پردہ میں میرا امتحاں کیوں ہو
ہمیں معلوم ہے طالبؔ حقیقت راز ہستی کی
مگر اس بے حقیقت کی حقیقت ہی عیاں کیوں ہو

طالب باغپتی

دھرمیندر پردھان کا استعفیٰ: جھکتی ہے دنیا، جھکانے والا چاہئے

محمد اویس سنبھلی

''بڑے بے آبرو ہوکر ترے کوچے سے ہم نکلے''، غالب کا یہ مصرع آج ہمارے ملک کے سیاسی حالات پر اس طرح صادق آتا ہے، جیسے برسوں پہلے اسی دن کے لیے کہا گیا ہو۔ جو حکومت ایک دہائی سے یہ باور کراتی رہی کہ اقتدار جواب دہ نہیں ہوتا، اور جس نے ہر بڑے حادثے، ہر انتظامی ناکامی اور ہر عوامی سوال کے باوجود ''اکاؤنٹیبلٹی'' کو اپنی لغت سے خارج کر دیا تھا، اسی حکومت کو آخرکار اپنے مرکزی وزیرِ تعلیم دھرمیندر پردھان سے استعفیٰ لینا پڑا۔ یہ محض ایک وزیر کی رخصتی نہیں، بلکہ اس سیاسی غرور کی شکست ہے جو خود کو عوام کی عدالت سے بھی بالاتر سمجھنے لگا تھا۔ حکومتیں اکثر یہ بھول جاتی ہیں کہ عوام کی خاموشی رضامندی کی دلیل نہیں ہوتی؛ جب وہ بولتے ہیں تو اقتدار کے بلند ترین ایوان بھی ان کی بازگشت سے لرز اٹھتے ہیں۔ نیٹ امتحان میں پیپر لیک اور دیگر امتحانی بے ضابطگیوں کے خلاف 20 جون 2026 سے کاکروچ جنتا پارٹی کے بینر تلے جنتر منتر پر شروع ہونے والا احتجاج ابتدا میں چند طلبہ کی آواز تھا، جسے ایس ایف آئی کی حمایت بھی حاصل تھی۔ حکومت نے حسبِ روایت اسے معمولی واقعہ سمجھا۔ احتجاج کرنے والوں کو گمراہ، سیاسی ایجنٹ اور ملک دشمن قوتوں کا آلۂ کار قرار دیا گیا۔ خود مرکزی وزیرِ تعلیم نے بڑے اعتماد سے کہا تھا کہ وہ لاکھوں ووٹ لے کر منتخب ہوئے ہیں، اس لیے چند ہزار لوگوں کے کہنے پر استعفیٰ نہیں دیں گے۔ شاید انہیں یقین تھا کہ یہ احتجاج بھی وقت کے ساتھ دم توڑ دے گا۔ لیکن 20 جولائی کو جنتر منتر سے پارلیمنٹ تک مارچ کا اعلان اس تحریک کا فیصلہ کن موڑ ثابت ہوا۔ لاٹھی چارج، گرفتاریاں، راستوں کی بندش اور سخت پولیس کارروائی نے اس احتجاج کو دبانے کے بجائے پورے ملک کی تحریک میں بدل دیا۔ دہلی سے اٹھی یہ آواز کولکاتا، پٹنہ، ممبئی، لکھنؤ، بنارس اور دوسرے شہروں تک پہنچ گئی۔ حکومت جس احتجاج کو چند ہزار لوگوں کا اجتماع کہہ کر نظر انداز کر رہی تھی، وہ دیکھتے ہی دیکھتے ملک کے لاکھوں نوجوانوں کے مستقبل کا سوال بن گیا۔ حکومتوں کی سب سے بڑی غلطی یہی ہوتی ہے کہ وہ احتجاج کرنے والوں کو گننا تو شروع کر دیتے ہیں، لیکن سنتے نہیں۔ گزشتہ کئی برسوں میں بڑے بڑے ریل حادثات ہوئے، سیکڑوں جانیں ضائع ہوئیں اور متعدد انتظامی ناکامیاں سامنے آئیں، مگر کسی وزیر سے اخلاقی ذمہ داری قبول نہیں کرائی گئی۔ ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ موجودہ حکومت میں استعفیٰ کا تصور ہی ختم ہو چکا ہے۔ لیکن اس مرتبہ حالات نے رخ بدل دیا۔ گزشتہ دو تین دنوں میں پردھان سیوک کے چہرے کے تاثرات بھی بدلے ہوئے محسوس ہونے لگے۔ سیاسی اعتماد کی جگہ ایک غیر معمولی بے چینی نمایاں تھی۔ گزشتہ دو دنوں میں انہوں نے فیس بک اور انسٹاگرام پر دو ویڈیوز بھی جاری کیں، مگر ان میں بھی ان کی روایتی جارحیت دکھائی نہیں دی۔ دلچسپ بات یہ رہی کہ ''متروں'' کی جگہ ''فرینڈس'' نے لے لی، اور بعض مواقع پر الفاظ کی ادائیگی میں بھی لغزشیں محسوس کی گئیں۔ وہ مسلسل عوام خصوصاً نوجوانوں تک اپنا پیغام پہنچانے کی کوشش کرتے رہے، مگر شاید وقت ان کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ بات چیت کا دروازہ بھی اسی لیے کھولا گیا کہ حکومت کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اگر یہ احتجاج مزید پھیل گیا تو اس کے سیاسی اثرات صرف تعلیمی نظام تک محدود نہیں رہیں گے، بلکہ بے روزگاری، مہنگائی، کسانوں، ریزرویشن اور دیگر عوامی مسائل بھی اسی احتجاج کا حصہ بن سکتے ہیں، اور پھر حکومت کے لیے اس عوامی بے چینی کو سنبھالنا آسان نہیں رہے گا۔ اس تحریک کی کامیابی میں اگر سب سے بڑا کردار ''جین زی'' نے ادا کیا تو دوسرا اہم کردار اپوزیشن جماعتوں نے۔ راہل گاندھی نے پارلیمنٹ سے لے کر سڑک تک نوجوانوں کی آواز بلند کی۔ اکھلیش یادو اور چندر شیکھر آزاد نے مسلسل طلبہ کے مطالبات کی حمایت کی اور اسے نوجوان ہندوستان کے مستقبل کا مسئلہ قرار دیا۔ سی پی آئی، سی پی ایم، ایس ایف آئی، اے آئی ایس ایف، عام آدمی پارٹی، ترنمول کانگریس اور دیگر اپوزیشن جماعتوں نے بھی اپنی سیاسی ذمہ داری ادا کی۔ ایسے ماحول میں، جب مایوسی پورے معاشرے پر چھا رہی تھی، انہوں نے امید کا چراغ نہ صرف روشن رکھا بلکہ تیز آندھیوں کے سامنے اسے بجھنے نہیں دیا۔ اس تحریک نے یہ سبق بھی دے دیا کہ اقتدار خواہ کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہو، عوام کے صبر کا بند ٹوٹ جائے تو تخت کی مضبوطی بھی لرزنے لگتی ہے۔ حکومت نے یہ پیغام دینے کی پوری کوشش کی تھی کہ ''این ڈی اے حکومت میں استعفے نہیں ہوتے''، لیکن عوام نے ثابت کر دیا کہ دنیا جھکتی ہے، مگر جھکانے والا چاہیے۔ دھرمیندر پردھان کے استعفے کو اگر صرف ایک انتظامی تبدیلی سمجھا جائے تو یہ بہت بڑی غلطی ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ نوجوانوں کی اجتماعی قوت، ان کے صبر، حوصلے اور مسلسل جدوجہد کی کامیابی ہے۔ یہ انہی ہزاروں نوجوان طلبہ و طالبات کی فتح ہے جنہوں نے گرمی، بارش، لاٹھی چارج، گرفتاریوں اور کردار کشی کے باوجود اپنے مطالبات سے دستبردار ہونے سے انکار کر دیا۔ تاہم یہ لڑائی ابھی ختم نہیں ہوئی۔ استعفیٰ پہلا مرحلہ ہے، آخری منزل نہیں۔ ابھی بھی دو بنیادی مطالبات اپنی جگہ موجود ہیں۔ پہلا یہ کہ احتجاج کرنے والے تمام طلبہ اور نوجوانوں کے خلاف درج ایف آئی آر واپس لی جائیں تاکہ ان کا مستقبل کسی انتقامی کارروائی کی نذر نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ وزیرِ اعظم لوک سبھا اور راجیہ سبھا میں کھڑے ہوکر ملک کے نوجوانوں، بالخصوص طلبہ، سے معذرت کریں، کیونکہ امتحانی نظام پر اعتماد صرف وزیر بدلنے سے بحال نہیں ہوگا۔ نیز حکومت اگر واقعی اس بحران سے سبق حاصل کرنا چاہتی ہے تو اسے تعلیمی اصلاحات، امتحانی شفافیت، سخت قانونی اقدامات اور جواب دہی کے مؤثر نظام پر فوری توجہ دینی ہوگی۔ ورنہ ایک دھرمیندر پردھان کے جانے سے کچھ نہیں بدلے گا۔ کل کوئی دوسرا وزیر اسی کرسی پر بیٹھا ہوگا اور نوجوانوں کے سوال پھر بھی اپنی جگہ موجود رہیں گے۔ البتہ اس تحریک سے وابستہ تمام افراد کو یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھنی ہوگی کہ دھرمیندر پردھان کا استعفیٰ اپنی جگہ ایک بڑی کامیابی ضرور ہے، مگر ایسا نہ ہو کہ چند دن یا چند ماہ بعد انہیں کسی دوسری وزارت کا قلم دان سونپ دیا جائے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو اس استعفے کی پوری معنویت ختم ہو جائے گی اور یہ جواب دہی کے بجائے محض ایک سیاسی بندوبست ثابت ہوگا۔ استعفیٰ کا مقصد صرف ایک کرسی خالی کرانا نہیں، بلکہ جواب دہی کی روایت قائم کرنا ہے۔ دھرمیندر پردھان کے دورِ وزارت میں نیٹ سمیت متعدد امتحانات میں پیپر لیک، بے ضابطگیوں اور انتظامی ناکامیوں کی ایک طویل فہرست سامنے آچکی ہے۔ ایسے میں اگر انہیں دوبارہ اقتدار کا حصہ بنایا جاتا ہے تو اس سے یہی پیغام جائے گا کہ حکومت نے اپنی غلطی تسلیم نہیں کی، بلکہ صرف وقتی عوامی دباؤ کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لیے احتجاج کی آواز کو دبنے نہیں دینا ہوگا، تاکہ جواب دہی محض علامتی کارروائی بن کر نہ رہ جائے۔ وزیرِ تعلیم کا یہ استعفیٰ موجودہ ہندوستانی سیاست میں ایک نئے باب کا آغاز ضرور ہے، مگر اس کی اصل اہمیت اسی وقت ہوگی جب جواب دہی صرف ایک وزیر تک محدود نہ رہے بلکہ آئندہ ہر بڑے سانحے اور ہر انتظامی ناکامی پر بھی یہی اصول نافذ ہو۔ جنتر منتر پر بیٹھے چند دیوانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ آخری فیصلہ اقتدار نہیں، عوام کا ہوتا ہے۔ حکومتیں اکثریت سے ضرور بنتی ہیں، مگر اعتماد سے چلتی ہیں، اور جب اعتماد متزلزل ہو جائے تو سب سے طاقتور حکومت کو بھی جھکنا پڑتا ہے۔ دھرمیندر پردھان جی کو یہ قدم بہت پہلے اٹھا لینا چاہئے تھا۔ احتجاج سے پہلے ہی۔ اسی وقت جب پیپر لیک کے معاملہ بڑھے تھے اور نوجوان خودکشی کر رہے تھے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو ان کی اخلاقی ساکھ قائم ہو جاتی۔ مگر اخلاق کی تو ماب لنچنگ کب کی کی جا چکی ہے۔ گزشتہ چودہ سال میں کتنے ہی آندولن ہوئے، لیکن اپنی منزل نہ پا سکے۔ کسانوں کے طویل آندولن کا نتیجہ بھی صرف اسی صورت میں نکلا تھا کہ ایم ایس پی سے متعلق بل ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا گیا تھا۔ اس ایشو پر کسی وزیر کا استعفیٰ نہیں ہوا۔ نہ ہی یہ گارنٹی دی گئی تھی کہ آئندہ کبھی یہ بل نہیں آئیں گے۔ مگر اس بار سرکاری وزیر کا استعفیٰ ایک اہم قدم ہے۔ دیر سے ہی سہی اس قدم کو خوش آمدید کہنا چاہئے۔ دھرمیندر پردھان کے استعفیٰ سے وہ زندگیاں لوٹ کر تو نہیں آئیں گی جو پیپر لیک کے ایشو پر ہمیشہ کے لیے دنیا چھوڑ کر چلی گئی ہیں، مگر امید ہے کہ ان کی آتما کو شانتی ملے گی اور ان کے سرپرستوں اور وارثوں کے دل کو سکون پہنچے گا۔ دھرمیندر پردھان نے یہ استعفیٰ اپنی ناکامی پر نہیں دیا ہے، بلکہ احتجاج کے دباؤ میں آکر دیا ہے۔ اس لیے اس بات کا قوی امکان ہے کہ سرکار انھیں کوئی دوسری وزارت دے سکتی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ بھی زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہوگا۔ دھرمیندر پردھان کے استعفیٰ کے بعد دیش کے نوجوانوں میں خوشی کا ماحول ہے۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے سرکار سنجیدہ ہے۔

حکومت تعمیری مشاورت کے ذریعے ملازمین کی تنظیموں کے ساتھ

مشغول ہونے کیلئے پرعزم ہے: ڈاکٹر جتیندر سنگھ

نئی دہلی: سائنس اور ٹکنالوجی، ارتھ سائنسز کے مرکزی وزیر مملکت (آزادانہ چارج) اور وزیر اعظم کے دفتر، عملہ، عوامی شکایات، پنشن، ایٹمی توانائی اور خلائی وزیر مملکت ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے آج کہا کہ حکومت باقاعدہ بات چیت اور تعمیری مشاورت کے ذریعے ملازمین کی تنظیموں کے ساتھ مشغول ہونے کے لیے پرعزم ہے۔ وزیر نے کہا کہ شفافیت، احتساب اور ملازمین کی فلاح و بہبود پر حکومت کی غیر متزلزل توجہ کی وجہ سے وراثتی خدمات سے متعلق کئی شکایات کو حل کیا گیا ہے جو تقریباً 25 سے 30 سال سے زیر التوا تھیں۔ انہوں نے کہا کہ جوابدہ حکمرانی، بروقت فیصلہ سازی اور پائیدار انتظامی اصلاحات نے شکایات کے ازالے کو عوامی انتظامیہ کے ایک اہم ستون میں تبدیل کر دیا ہے، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ سرکاری ملازمین کے طویل عرصے سے زیر التوا مسائل کو منصفانہ، اصول پر مبنی اور وقت کے پابند طریقے سے حل کیا جائے۔ ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے یہ مشاہدات بھارتیہ پوسٹل ایمپلائز فیڈریشن کے 12 رکنی وفد کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے کہی، جو بھارتیہ مزدور سنگھ سے وابستہ ہے، جس کی قیادت اس کے جنرل سکریٹری شری انت کمار پال کر رہے تھے، نئی دہلی میں اپنی سرکاری رہائش گاہ پر کی۔ وفد میں بہار، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش اور کئی دیگر ریاستوں کے ڈاک ملازمین کے نمائندے شامل تھے، جو فیڈریشن کی پین انڈیا نمائندگی کی عکاسی کرتے ہیں۔ وفد نے پوسٹل ملازمین سے متعلق مسائل کی ایک وسیع رینج پر تبادلہ خیال کیا جن میں سروس کے معاملات، ملازمین کی بہبود، شناخت سے متعلق مسائل اور زیر التوا انتظامی اور قانونی معاملات کو جلد حل کرنے کی ضرورت شامل ہے۔ اس نے ان مسائل پر بھی روشنی ڈالی جن پر محکموں میں مربوط غور و فکر کی ضرورت ہے اور قائم شدہ قانونی اور انتظامی فریم ورک کے اندر ملازمین کے حقیقی خدشات کو دور کرنے کے لیے مسلسل تعاون کی کوشش کی۔ ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے کہا کہ حکومت مستقل بات چیت اور تعمیری مشاورت کے ذریعے ملازمین کی تنظیموں کے ساتھ مشغول ہونے کے لیے پرعزم ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ہر حقیقی نمائندگی کی جانچ میرٹ پر اور قابل اطلاق قواعد وضوابط کے مطابق کی جاتی ہے، جبکہ متعدد وزارتوں اور محکموں کے معاملات میں قانونی طور پر درست، شفاف اور پائیدار نتائج کو یقینی بنانے کے لیے وسیع تر ادارہ جاتی مشاورت کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہوں نے ملازمین کے نمائندوں کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ گورننس اور عوامی خدمات کی فراہمی کو مزید مضبوط بنانے کے لیے دستاویزی تجاویز اور آراء کا اشتراک جاری رکھیں۔ وفد کے ارکان نے انتظامی اصلاحات پر حکومت کے مسلسل زور کو سراہا اور تسلیم کیا کہ کئی طویل عرصے سے زیر التوا خدمات سے متعلق مقدمات اور ملازمین کی شکایات جو کئی دہائیوں سے حل نہیں ہوئی تھیں، حالیہ برسوں میں توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ انہوں نے نوٹ کیا کہ شکایات کے ازالے کے طریقہ کار، شفافیت اور انتظامی ردعمل میں بہتری نے نظام پر ملازمین کے اعتماد کو نمایاں طور پر مضبوط کیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے نئی دہلی میں بھارتیہ پوسٹل ایمپلائز فیڈریشن (جو کہ بھارتیہ مزدور سنگھ سے وابستہ ہے) کے ایک 12 رکنی وفد کے ساتھ ملاقات کے دوران کیا۔ ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے واضح کیا کہ وزیر اعظم نریندر مودی کی قیادت میں حکومت سرکاری ملازمین اور پنشنرز کے مسائل حل کرنے کے لیے ایک مشاورتی اور جوابدہ نقطہ نظر رکھتی ہے۔

اقوام قانونی پیشین گوئی کی تلاش کر رہی ہیں

وزیر خارجہ نے UNCITRAL کانفرنس میں ہم آہنگ تجارتی قوانین کا مطالبہ کیا

نئی دہلی: وزیر خارجہ ایس جے شنکر نے جمعرات کو بڑھتے ہوئے جغرافیائی سیاسی اتار چڑھاؤ، سپلائی چین میں رکاوٹوں اور تیز رفتار تکنیکی تبدیلیوں کے خلاف عالمی تجارت کی حفاظت کے لیے ایک ہم آہنگ، قواعد پر مبنی قانونی ڈھانچہ پر زور دیا۔ اقوام متحدہ کے کمیشن برائے بین الاقوامی تجارتی قانون (UNCITRAL) کی 60 ویں سالگرہ کی یاد میں منعقدہ ایک بین الاقوامی کانفرنس میں افتتاحی خطاب کرتے ہوئے، جے شنکر نے اس بات پر زور دیا کہ آج کے بدلتے ہوئے عالمی منظر نامے میں، قومیں سب سے بڑھ کر قانونی پیشین گوئی کی تلاش کر رہی ہیں۔ ”آج کی دنیا بے مثال جغرافیائی عدم استحکام، تیز رفتار ٹیکنالوجی، انتشار، رسد کی غیر معمولی صورتحال کا مشاہدہ کر رہی ہے اور یہ پیشرفت اس بات پر اثر انداز ہو رہی ہے کہ کس طرح سامان، خدمات، سرمایہ اور ڈیٹا سرحدوں کے پار منتقل ہوتا ہے، جس سے کاروبار اور حکومتوں کو ایسے خطرات لاحق ہوتے ہیں جن کے لیے کوئی بھی ملک تنہائی میں لچک نہیں رکھ سکتا۔ بین الاقوامی تجارت کی ابھرتی ہوئی حرکیات سے خطاب کرتے ہوئے، وزیر نے اس بات پر زور دیا کہ قانونی ترقی بدلتے ہوئے عالمی حقائق سے الگ نہیں رہ سکتی۔ انہوں نے نوٹ کیا کہ معیاری قانونی ڈھانچہ سرحد پار بہاؤ کو نظامی غیر یقینی صورتحال کے درمیان قابل اعتماد طریقے سے آگے بڑھانے کیلئے اہم ہے۔ جے شنکر نے زور دے کر کہا، ”قومیں صرف بنیادی ڈھانچہ اور کنیکٹیویٹی نہیں، بلکہ سب سے زیادہ قانونی پیش قیاسی کی تلاش کر رہی ہیں۔ وہ ہم آہنگ، قواعد پر مبنی فن تعمیر کی تلاش کر رہے ہیں جو اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ تجارت، ڈیٹا کا بہاؤ اور معاہدوں کا نفاذ سرحدوں اور براعظموں میں بغیر کسی رکاوٹ کے ہو۔ ہم آہنگ قانونی فریم ورک، تنازعات کے موثر حل کے میکانزم، اور سرحد پار لین دین میں زیادہ یقین کے ساتھ، کہ اقوام متحدہ کے کمیشن برائے بین الاقوامی تجارتی قانون خاص طور پر آگے بڑھ رہا ہے، یہ تمام سرحدوں کے درمیان تجارت اور ہم آہنگی کو برقرار رکھ سکتا ہے۔ مستقبل کی طرف دیکھتے ہوئے، جے شنکر نے کشش ثقل کے بدلتے ہوئے عالمی اقتصادی مرکز کی طرف اشارہ کیا، اس بات پر اصرار کیا کہ کل کا قانونی ڈھانچہ زیادہ جمہوری، جامع اور ترقی پذیر ممالک کی ضروریات کے مطابق ہونا چاہیے۔ مزید، کشش ثقل کے اقتصادی مرکز کے طور پر، کل کے قانونی ڈھانچے کو زیادہ جمہوری، جامع، اور گلوبل ساؤتھ کی حقیقتوں کیلئے حساس ہونا چاہیے۔ اقوام متحدہ کے کمیشن برائے بین الاقوامی تجارتی قانون کا اپنے اگلے باب میں اہم مشن اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ بین الاقوامی تجارتی قانون ترقی یافتہ اور ترقی پذیر معیشتوں کے درمیان فاصلہ کو ختم کرتے ہوئے ایک برابری کے طور پر کام کرے۔

بھارتی ساحلی محافظ دستے نے دمن، دادر اور نگر حویلی اور جنوبی گجرات میں

سیلاب سے بچاؤ کے آپریشنوں میں ۱۷۰ افراد کو بچایا

نئی دہلی: مسلسل بارش، خطرناک سیلاب اور سخت موسمی حالات کی چنوتیوں کے درمیان، بھارتی ساحلی محافظ دستے نے شہری انتظامیہ کے ساتھ قریبی تال میل قائم کر کے کام کرتے ہوئے، 22 جولائی 2026 کی نصف شب سے کیے گئے 11 بچاؤ آپریشنوں کے ذریعہ دمن، دادر اور نگر حویلی اور جنوبی گجرات کے سیلاب سے متاثر علاقوں میں پھنسے 170 افراد کو بچایا۔ ان آپریشنوں کا آغاز 22/23 جولائی کی رات سے کیا گیا اور شروعات میں کھانویل، سلواسا میں پھنسے ہوئے پانچ لوگوں کو نکالا گیا، اس کے بعد کیدیہ ساحلی علاقے میں سیلاب سے متاثر دریا کے کنارے پر پھنسے ہوئے تین ماہی گیروں کا انخلاء کیا گیا۔ بڑے انخلاء مشنوں میں سے ایک کے تحت، سیلاب زدہ ویلسپن صنعتی علاقے، جہاں سڑک کنکٹیویٹی مکمل طور پر متاثر ہو چکی تھی، میں پھنسے 60 افراد کو 23/24 جولائی کی رات کو بحفاظت نکالا گیا۔ اس کے بعد کیے گئے آپریشنوں میں ایرو فائبر پرائیویٹ لمیٹڈ کے قریب سیلاب زدہ علاقے میں پھنسی ایک بس سے سات لوگوں کو نکالا گیا، ڈونگری سے 10 افراد کا انخلاء کیا گیا، ولساد- پاردی علاقے میں پھنسے ہوئے چار لوگوں کو ہیلی کاپٹر کی مدد سے نکالا گیا، اور رات کے وقت کیے گئے آپریشن میں ریلائنس صنعتی علاقے سے آٹھ افراد کا انخلاء کیا گیا۔ ایک اور اہم مشن کے تحت، ساحلی محافظ دستے نے اودھ سوسائٹی علاقے سے دس افراد کا انخلاء کیا، جن میں 9 مہینوں کی حاملہ خاتون، سانس کے مرض کی شکار ایک خاتون بھی شامل تھی، اور اس امر کو یقینی بنایا کہ انہیں بروقت طبی نگہداشت تک رسائی حاصل ہو۔ 24 جولائی کو، بھارتی ساحلی محافظ دستے کے ہیلی کاپٹروں نے نوساری ضلع کے مینندار گاؤں میں پھنسے ہوئے 33 افراد کا انخلاء کیا، ان میں ایک شخص کو سینے میں درد کی شکایت تھی جسے فوری طبی مدد فراہم کی گئی۔ مسلسل بارش، پانی کے تیز بہاؤ اور خطرناک آپریشنل حالات کے باوجود، ساحلی محافظ دستے کے عملے نے بغیر رکے بچاؤ کی کوششیں جاری رکھیں اور سروس کے نعرے 'وائم رکشامہ' (ہم حفاظت کرتے ہیں) کی ازسرنو توثیق کی۔ بھارتی ساحلی محافظ دستہ شہری انتظامیہ کی مدد کرنے اور جاری سیلاب کی صورتحال سے پیدا ہونے والی ہنگامی صورتحال سے تیزی کے ساتھ نمٹنے کی آپریشنل تیاری کے لیے مکمل طور پر پابند عہد ہے۔

ہند۔برطانیہ تجارتی معاہدہ 10-7 لاکھ نئی ملازمتیں پیدا کرنے میں مدد کرے گا: ایسوچیم

انڈیا-یو کے سی ای ٹی اے دو تکمیلی معیشتوں کو اکٹھا کرتا ہے

نئی دہلی: ہندوستان۔ برطانیہ آزاد تجارتی معاہدہ (ایف ٹی اے) دوطرفہ تجارت کی رفتار کو 2025-26 میں 58 بلین ڈالر سے بڑھا کر 2030 تک 115 بلین ڈالر تک بڑھانے میں مدد کر سکتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ 7-10 لاکھ نئے روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں یہ معاہدہ کارگر ثابت ہوگا۔ ایسوچیم گلوبل ریسرچ اینڈ سٹریٹیجی سنٹر کے مطالعے میں کہا گیا ہے کہ انڈیا۔ یو کے ایف ٹی اے، جو کہ اب 15 جولائی 2026 سے نافذ ہے، توقع ہے کہ مارکیٹ تک رسائی میں اضافہ کے ذریعے کاروباری افق کو وسعت دے گا اور نوجوان آبادی کے لیے روزگار کے نئے مواقع پیدا کرے گا۔ مطالعے میں کہا گیا ہے کہ نئے مواقع اور محنت کی حامل صنعتوں جیسے ٹیکسٹائل، چمڑے، انجینئرنگ کے سامان، دواسازی، آٹوموٹیو وغیرہ میں مارکیٹ کی گہرائی تک رسائی کے ساتھ، روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور برآمدات کو فروغ دینے میں مدد ملے گی۔ اس میں مزید کہا گیا کہ ہندوستان کے لیے اس وسیع صلاحیت کا ادراک کرنے کے لیے، پائیدار مسابقت بہت ضروری ہے۔ ایسوچیم کے صدر، نرمل کے منڈا نے کہا، ”ہندوستانی کاروباری اداروں کو مصنوعات کے معیار، سرٹیفکیشن کی ضروریات، اصل کے اصولوں کی تعمیل، اور بین الاقوامی پائیداری کے معیارات کو پورا کرنے کی ضرورت ہوگی۔ کاروبار کرنے میں آسانی اور بنیادی ڈھانچے اور سپلائی چین میں مسلسل سرمایہ کاری ان معیارات کو پورا کرنے کی کلید کا حامل ہوگی۔ توقع ہے کہ انجینئرنگ سامان کے شعبے کو معاہدے سے فائدہ پہنچے گا، اس طرح ایم ایس ایم ای کی ترقی اور بالآخر ملازمتوں کے مواقع پیدا ہوں گے۔ منڈا نے کہا کہ مزید برآں، آسان کسٹم اور ڈیجیٹل تجارت کی دفعات تعمیل کو آسان بنائیں گی، ٹرنار اؤنڈ ٹائم کو کم کریں گی، اور زیادہ چست تجارتی ماحول پیدا کریں گی۔ انڈیا۔ یو کے سی ای ٹی اے دو تکمیلی معیشتوں کو اکٹھا کرتا ہے۔ جب کہ ہندوستان ایک بڑی مارکیٹ، نوجوان کام کرنے والی آبادی، مضبوط ایم ایس ایم ایز بنیاد، اور محنت کش صنعتوں میں طاقت پیش کرتا ہے، برطانیہ اعلیٰ قدر کی خدمات میں جدید ٹیکنالوجی اور مہارت پیش کر کے اس کی تکمیل کرتا ہے۔ ایسوچیم نے کہا کہ یہ تکمیلات غیر یقینی عالمی اقتصادی ماحول کے درمیان طویل مدتی اقتصادی مشغولیت، تجارتی ترقی، باہمی تعاون کے ساتھ جدت طرازی اور سپلائی چین کی لچک کو سہارا دینے کے پابند ہیں۔ انڈین انڈسٹری باڈی ایسوچیم کی ایک حالیہ اسٹڈی کے مطابق، ہند۔ برطانیہ آزاد تجارتی معاہدہ (FTA) جو 15 جولائی 2026 کو نافذ ہوا ہے، بھارت میں 7 سے 10 لاکھ نئی ملازمتیں پیدا کرنے میں مدد کرے گا۔ اس تاریخی تجارتی شراکت داری کے نتیجے میں دونوں ممالک کے درمیان باہمی تجارت مالی برس 2025-26 کے 58 ارب ڈالر سے تقریباً دوگنی ہو کر 2030 تک 115 ارب ڈالر تک پہنچنے کا امکان ہے۔ لیبر پر مبنی شعبوں کو فائدہ: اس معاہدے کے تحت بھارت کی تقریباً 99 فیصد برآمدات کو برطانوی منڈی میں ڈیوٹی فری (زیرو ڈیوٹی) رسائی حاصل ہو چکی ہے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ زیادہ لیبر والے شعبوں جیسے ٹیکسٹائل، ملبوسات، چمڑا، جوتے، جواہرات و زیورات، انجینئرنگ مصنوعات اور پروسیس شدہ غذا کو ہوگا، جہاں بڑے پیمانے پر نئی ملازمتیں پیدا ہوں گی۔

بھارت کے زرمبادلہ کے ذخائر

1.08 بلین ڈالر بڑھ کر 237.676 بلین ڈالر ہو گئے

نئی دہلی: ریزرو بینک آف انڈیا کی طرف سے جمعہ کو جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق، 17 جولائی کو ختم ہونے والے ہفتے میں ہندوستان کے غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر 1.08 بلین ڈالر بڑھ کر 676.237 بلین ڈالر ہو گئے۔ ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر گزشتہ رپورٹنگ ہفتے میں 964 ملین ڈالر اضافے کے ساتھ 675.157 بلین ڈالر تک پہنچ گئے تھے۔ ہندوستان کے زرمبادلہ کے ذخائر اس سال 27 فروری کو ختم ہونے والے ہفتے میں 728.494 بلین ڈالر کی ریکارڈ بلند ترین سطح کو چھو گئے تھے۔ تاہم، مشرق وسطیٰ کے تنازعے کے درمیان اگلے ہفتوں میں ذخائر میں کمی واقع ہوئی، جس نے روپے پر دباؤ ڈالا اور آر بی آئی کو ڈالر کی فروخت کے ذریعے غیر ملکی کرنسی مارکیٹ میں مداخلت کرنے پر مجبور کیا۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے بھی 11 مئی سے متعدد اپیلیں کی ہیں، شہریوں پر زور دیا ہے کہ وہ غیر ملکی سفر کو کم کر کے، ایندھن کی کھپت کو محدود کر کے اور ایک سال تک سونے کی خریداری سے گریز کر کے زرمبادلہ کو محفوظ کریں۔ غیر ملکی کرنسی اثاثہ جات، جو ہندوستان کے غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر کا سب سے بڑا حصہ ہے، 17 جولائی کو ختم ہونے والے ہفتے کے دوران 4.549 بلین بڑھ کر 551.057 بلین ڈالر ہو گیا۔

وزیر اعظم ۲۶ / جولائی کو وکست وائبرینٹ

ولیج پروگرام 2026 کے شرکا سے خطاب کریں گے

نئی دہلی: وزیر اعظم جناب نریندر مودی 26 جولائی 2026 کو شام 4:30 بجے ویڈیو کانفرنس کے ذریعے وکست وائبرینٹ ولیج پروگرام 2026 کے شرکا سے خطاب کریں گے۔ وکست وائبرینٹ ولیج پروگرام، جس پر ایم وائی بھارت کے ذریعے عمل درآمد کیا جا رہا ہے، وزیر اعظم کے اس ویژن کو عملی شکل دینے کے لیے ترتیب دیا گیا ہے کہ بھارت کے سرحدی دیہات کو ملک کے اوّلین دیہات کا درجہ دیا جائے اور انہیں وکست بھارت کے سفر میں فعال شراکت دار بنایا جائے۔ وکست وائبرینٹ ولیج پروگرام 2026 کا انعقاد 4 جون سے 30 جون 2026 تک دو مرحلوں میں کیا گیا، جس کے تحت لداخ، ہماچل پردیش اور اتراکھنڈ کے 74 خوشحال سرحدی دیہات کا احاطہ کیا گیا۔ اس پروگرام کے لیے ملک گیر آن لائن معلوماتی مقابلے کے ذریعے 400 سے زائد نوجوانوں کا انتخاب کیا گیا، جو ملک کی ہر ریاست اور ہر مرکز کے زیر انتظام علاقے کی نمائندگی کر رہے تھے۔ اس مقابلے میں تین لاکھ سے زائد نوجوانوں نے حصہ لیا۔ پروگرام کے دوران شرکا نے مقامی آبادی کے ساتھ رہ کر مختلف سرگرمیوں میں حصہ لیا، جن میں صفائی مہمات، سرکاری فلاحی منصوبوں سے متعلق آگاہی مہمات، نوجوانوں کے اجتماعات، ثقافتی تبادلے کے پروگرام، شجرکاری مہمات، چھوٹی مثالی پنچایتوں کی عملی مشقیں، مقامی دستکاروں سے ملاقاتیں اور قومی اہمیت کے حامل اداروں کے دورے شامل تھے۔ اس پروگرام نے شرکا کو بھارت کے سرحدی علاقوں کی سماجی و معاشی صورتِ حال، ثقافتی ورثے اور ترقیاتی امنگوں سے براہِ راست آگاہی اور عملی تجربہ فراہم کیا۔ ساتھ ہی اس کے ذریعے مقامی آبادی کی شمولیت، قومی یکجہتی اور سرحدی دیہات کی تزویراتی اہمیت کے بارے میں ان کی سمجھ کو بھی مزید گہرا کیا گیا۔

بھارت اور تنزانیہ نے دفتر خارجہ کی تیسری مشاورت میں تجارت

دفاع اور ڈیجیٹل تعلقات کا جائزہ لیا

دار السلام رنئی دہلی: ہندوستان اور تنزانیہ نے بدھ کو دار السلام میں تیسری دفتر خارجہ مشاورات کا انعقاد کیا تاکہ تجارت، دفاع، ڈیجیٹل پبلک انفراسٹرکچر، اور صحت کی دیکھ بھال میں دوطرفہ تعاون کا جائزہ لینے اور اسے مضبوط کیا جا سکے۔ وزارت خارجہ نے جمعہ کو بتایا کہ میٹنگ کی قیادت جنیش کین، جوائنٹ سکریٹری (مشرقی اور جنوبی افریقہ) ہندوستان کی وزارت خارجہ میں اور تنزانیہ کی وزارت خارجہ اور مشرقی افریقی تعاون میں ایشیا اور آسٹریلیا کے محکمہ کے ڈائریکٹر فیلسٹر روگامبوا نے کی۔ بات چیت کے موقع پر، کین نے سفیر ساموئیل ولیم شیلوکنڈو، خارجہ امور اور مشرقی افریقی تعاون کے مستقل سیکرٹری سے بھی ملاقات کی۔ وزارت خارجہ امور نے کہا کہ مشاورت کے دوران، دونوں وفود نے تجارت اور سرمایہ کاری، ترقیاتی شراکت داری، دفاع اور سیکورٹی تعاون، ڈیجیٹل پبلک انفراسٹرکچر، زراعت، صحت کی دیکھ بھال، ثقافت اور عوام سے عوام کے تبادلے پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے دوطرفہ تعلقات کے مکمل اسپیکٹرم کا جائزہ لیا۔ اہم شعبوں میں مزید رفتار بڑھانے کے لیے، دونوں فریقین نے مشترکہ کمیشن میٹنگ اور مشترکہ دفاعی تعاون کمیٹی کے آئندہ اجلاسوں کو باہمی طور پر آسان تاریخوں پر منعقد کرنے پر اتفاق کیا۔ وزارت خارجہ امور نے نوٹ کیا کہ دونوں ممالک نے ہندوستان میں دفتر خارجہ مشاورت کا اگلا دور منعقد کرنے پر اتفاق کیا۔

بھارت کا بنیادی ڈھانچے کا انقلاب

معیشت اور عالمی سرمایہ کاری کیلئے نئے امکانات

نئی دہلی: گزشتہ ایک دہائی کے دوران بھارت میں بنیادی ڈھانچے کی تعمیر و ترقی کی رفتار نے ملکی معیشت کو نئی سمت دی ہے۔ سڑکوں، ریل، بندرگاہوں، ہوائی اڈوں، ڈیجیٹل نیٹ ورکس، لاجسٹکس اور شہری انفراسٹرکچر میں بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری نے نہ صرف اندرونی رابطوں کو مضبوط کیا ہے بلکہ بھارت کو عالمی سرمایہ کاری کے لیے بھی زیادہ پرکشش منزل بنا دیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق حکومت نے بنیادی ڈھانچے کو معاشی ترقی کی بنیاد قرار دیتے ہوئے شاہراہوں، ریل نیٹ ورک، مال برداری راہداریوں، بندرگاہوں، ہوائی اڈوں اور صنعتی کوریڈورز کی توسیع پر خصوصی توجہ دی ہے۔ ان منصوبوں کا مقصد نقل و حمل کی لاگت میں کمی، صنعتی پیداوار میں اضافہ اور برآمدات کو فروغ دینا ہے۔ تجزیے کے مطابق بھارت تیزی سے ایک مربوط لاجسٹکس نیٹ ورک تشکیل دے رہا ہے، جس میں سڑک، ریل، فضائی، سمندری اور اندرونِ ملک آبی گزرگاہوں کو ایک دوسرے سے جوڑا جا رہا ہے۔ حکومت نے اندرونی آبی راستوں کے استعمال کو فروغ دینے اور ایک قومی کنٹینر شپنگ کمپنی کے قیام جیسے اقدامات پر بھی کام شروع کیا ہے تاکہ درآمدات و برآمدات کی لاگت کم کی جا سکے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ڈیجیٹل انفراسٹرکچر بھی اس تبدیلی کا ایک اہم ستون بن چکا ہے۔ تیز رفتار انٹرنیٹ، ڈیجیٹل عوامی انفراسٹرکچر، جدید ادائیگی کے نظام اور حکومتی خدمات کی ڈیجیٹل فراہمی نے کاروباری ماحول کو مزید مؤثر بنایا ہے، جبکہ سرمایہ کاروں کے لیے سہولتوں میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ ماہرین کے مطابق جدید بنیادی ڈھانچہ صرف اقتصادی ترقی تک محدود نہیں بلکہ قومی مسابقت، مینوفیکچرنگ، روزگار کے مواقع اور عالمی سپلائی چین میں بھارت کی حیثیت کو بھی مضبوط بنا رہا ہے۔ صنعتی پارکس، پلگ اینڈ پلے مینوفیکچرنگ زونز اور مربوط صنعتی کوریڈورز اس حکمت عملی کا اہم حصہ ہیں۔ حالیہ اعداد و شمار کے مطابق بنیادی ڈھانچے کے اہم شعبوں میں پیداوار مسلسل بڑھ رہی ہے، جسے معیشت کی مضبوطی کی علامت قرار دیا جا رہا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس شعبے میں سرمایہ کاری کا مثبت اثر صنعتی سرگرمیوں، روزگار اور مجموعی اقتصادی نمو پر بھی پڑ رہا ہے۔ تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ اگرچہ زمین کے حصول، ریگولیٹری عمل اور سرمایہ کاری سے متعلق بعض چیلنجز اب بھی موجود ہیں، تاہم بنیادی ڈھانچے کی مسلسل توسیع بھارت کو آئندہ برسوں میں عالمی معیشت اور مینوفیکچرنگ کے ایک اہم مرکز کے طور پر مزید مستحکم کرنے میں کلیدی کردار ادا کر سکتی ہے۔

بھارت اور کینیڈا زرعی تعاون کے ذریعے عالمی غذائی تحفظ میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں: تجزیہ

نئی دہلی: بھارت اور کینیڈا اگر اپنی زرعی مہارت، جدید ٹیکنالوجی اور ایک دوسرے کی تکمیلی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں تو نہ صرف دوطرفہ تعلقات کو نئی جہت مل سکتی ہے بلکہ عالمی غذائی تحفظ، موسمیاتی تبدیلی سے نمٹنے اور پائیدار زراعت کے فروغ میں بھی نمایاں کردار ادا کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات فنانشل ایکسپریس میں شائع ہونے والے ایک تجزیاتی مضمون میں کہی گئی ہے۔ تجزیے کے مطابق، بھارت دنیا کی سب سے بڑی زرعی معیشتوں میں شامل ہے، جبکہ کینیڈا زرعی تحقیق، جدید مشینری، پریسیژن فارمنگ، بیجوں کی ٹیکنالوجی، زرعی اختراعات اور فوڈ پروسیسنگ میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ دونوں ممالک کی شراکت داری سے پیداوار بڑھانے، غذائی ضیاع کم کرنے اور زرعی سپلائی چین کو مضبوط بنانے میں مدد مل سکتی ہے۔ مضمون میں کہا گیا ہے کہ موسمیاتی تبدیلی، پانی کی قلت اور بڑھتی ہوئی عالمی غذائی ضروریات کے پیش نظر بھارت اور کینیڈا کو مشترکہ تحقیق، زرعی اختراعات، ڈیجیٹل فارمنگ، مصنوعی ذہانت پر مبنی زرعی مشاورت اور موسمیاتی لحاظ سے موزوں فصلوں کی تیاری جیسے شعبوں میں تعاون بڑھانا چاہیے۔ اس سے دونوں ممالک کے کسانوں کی آمدنی میں اضافہ اور زرعی شعبے کی پائیداری کو فروغ مل سکتا ہے۔ تجزیے میں یہ بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ حالیہ برسوں میں دونوں ممالک کے تعلقات میں بہتری کے بعد تجارت اور سرمایہ کاری کے نئے مواقع پیدا ہوئے ہیں۔ مجوزہ جامع اقتصادی شراکت داری معاہدہ (CEPA) زرعی تجارت، فوڈ پروسیسنگ، زرعی ٹیکنالوجی اور سرمایہ کاری میں تعاون کو مزید وسعت دے سکتا ہے۔ مضمون کے مطابق، بھارت کی وسیع زرعی منڈی اور کینیڈا کی جدید زرعی مہارت ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہیں۔ اگر دونوں ممالک طویل المدتی حکمت عملی کے تحت مشترکہ منصوبوں، تحقیقی اشتراک، کسانوں کی تربیت اور زرعی جدت پر توجہ دیں تو نہ صرف باہمی اقتصادی تعلقات مضبوط ہوں گے بلکہ عالمی غذائی تحفظ اور پائیدار زرعی ترقی کے اہداف کے حصول میں بھی اہم پیش رفت ممکن ہو سکے گی۔ کینیڈا کی جدید ایگری ٹیک، پائیدار زراعت، اور کولڈ چین مینجمنٹ ٹیکنالوجی بھارت میں فصلوں کے نقصان کو کم کرنے میں مددگار ہو سکتی ہے۔

توانائی کی حفاظت کیلئے مہاندی آف شور بیسن میں پہلے تشخیصی کنویں کی کھدائی شروع

آئی ای اے کے سربراہ فاتح بیرول نے کہا کہ ”موجودہ حالات ماضی میں 2 بار آنے والے تیل کے بحرانوں کی ملی جلی شکل اختیار کر چکے ہیں

نئی دہلی: حکومت نے ہفتہ کو مہاندی آف شور بیسن میں پہلے تشخیصی کنویں کی کھدائی شروع کرنے کا اعلان کیا، اس موقع کو توانائی کی سلامتی کی طرف ہندوستان کے سفر میں ایک نئے باب کا آغاز کے طور پر بیان کیا۔ پیٹرولیم اور قدرتی گیس کے وزیر، ہردیپ سنگھ پوری کے مطابق، ڈرلنگ کا آغاز ایک دہائی کی بصری اصلاحات کے نتائج کی عکاسی کرتا ہے جس نے ہندوستان کی تلاش اور پیداوار کے منظر نامے کو تبدیل کر دیا ہے۔ وزارت پیٹرولیم کے مطابق، ڈرلنگ پروگرام نئے ہائیڈرو کاربن وسائل کو کھولنے اور ہندوستان کی گھریلو پیداوار کی صلاحیت کو مضبوط کرنے کے لیے عالمی معیار کے گہرے پانی کی کھدائی کی ٹیکنالوجی کا استعمال کرے گا۔ وزیر نے کہا کہ گزشتہ ایک دہائی کے دوران حکومت نے تاریخی پالیسی اور ریگولیٹری اصلاحات کے ذریعے تلاش اور پیداوار کے ماحولیاتی نظام کو بنیادی طور پر تبدیل کیا ہے۔ او این جی سی، آئل انڈیا لمیٹڈ، ڈائریکٹوریٹ جنرل آف ہائیڈرو کاربن، تکنیکی شراکت داروں اور پوری ایکسپلوریشن برادری کو مبارکباد دیتے ہوئے، پوری نے اس یقین کا اظہار کیا کہ ڈرلنگ کے آج کے آغاز سے ہندوستان کی سمندر کی تلاش کی کوششوں کو مزید تقویت ملے گی اور ملک کی طویل مدتی توانائی کی حفاظت اور توانائی کے خود مختاری کے ہدف میں تعاون ملے گا۔ وزیر [illegible] قریب لاتا رہے ہیں، [illegible] پالیسی ہندوستان کی [illegible] منظر کو اوپن ہر میٹر ڈرل [illegible] ڈرلنگ کے شفاف فریم ورک کو اپنانے اور سابقہ غیر ملکی علاقوں کے تقریباً 99 فیصد کو کھولنے پر روشنی ڈالی۔ پوری نے نوٹ کیا کہ 2014 کے بعد ہندوستان کے تقریباً 81 فیصد فعال ایکسپلوریشن رقبے کو نوازا گیا ہے، اس اعتماد کی عکاسی کرتا ہے کہ ان اصلاحات نے سرمایہ کاروں اور متلاشیوں کے درمیان یکساں طور پر حوصلہ افزائی کی ہے۔ پوری نے کہا کہ OALP کے تحت، تقریباً 3.8 لاکھ مربع کلومیٹر پر محیط 172 ایکسپلوریشن بلاکس کو 4.3 بلین ڈالر سے زیادہ کی سرمایہ کاری کے ساتھ نوازا گیا ہے۔ صرف مالی سال 2025-26 کے دوران، تقریباً 674 کنویں کھدائے گئے، پانچ نئی دریافتیں ہوئیں اور سات دریافتوں سے رقم کمائی گئی۔ مرکزی وزیر برائے پیٹرولیم اور قدرتی گیس ہردیپ سنگھ پوری نے 25 جولائی 2026 کو اس کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ یہ کھدائی حکومتِ ہند کے فلیگ شپ ڈیپ واٹر ایکسپلوریشن پروگرام کا حصہ ہے، جس کا مقصد سمندر کی گہرائیوں میں چھپے توانائی کے ذخائر کو سامنے لانا ہے۔ لوکیشن اور گہرائی: یہ کنواں اوڈیشہ کے ساحل سے دور، کونارک ڈسکوری سائٹ سے تقریباً 23 ناٹیکل میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ کھدائی 3,000 میٹر تک کی گہرائی میں موجود ذخائر کا جائزہ لینے کے لیے جدید ترین ٹیکنالوجی کے ذریعے کی جا رہی ہے۔

من مانی زمین نیلامی کرائی، عدالت نے رجسٹرار سے رجسٹری کرالی

ڈاکٹر نوہیرا شیخ نے جیل جانا قبول مگر ظلم کے آگے جھکنا منظور نہیں کیا

نئی دہلی رحیدرآباد (رپورٹ: مطیع الرحمن عزیز) ہیرا گروپ آف کمپنیز سے متعلق سپریم کورٹ آف انڈیا میں ہونے والی حالیہ سماعت نے ایک بار پھر اس مقدمے کو نئی بحث کا موضوع بنا دیا ہے۔ کمپنی کے موقف کے مطابق، اس کارروائی سے یہ تاثر مزید مضبوط ہوا ہے کہ تحقیقات اور عدالتی عمل میں ایجنسیوں کے موقف کو زیادہ اہمیت دی گئی، جبکہ کمپنی اور اس کے سرمایہ کاروں کے اعتراضات کو مطلوبہ توجہ حاصل نہیں ہوسکی۔ کمپنی کا کہنا ہے کہ اس نے ابتدا ہی سے عدالتی کارروائی میں تعاون کیا، لیکن متعدد مواقع پر اس کے قانونی اعتراضات اور مطالبات کو موثر انداز میں نہیں سنا گیا۔ ہیرا گروپ کی چیف ایگزیکٹو آفیسر عالمہ ڈاکٹر نوہیرا شیخ کا موقف ہے کہ انہوں نے کبھی قانون سے فرار کی کوشش نہیں کی بلکہ ہر مرحلے پر قانونی طریقہ کار کے ذریعے اپنے موقف کا دفاع کیا۔ ان کے مطابق اگر ظلم اور انصاف میں کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوتو وہ ظلم کے سامنے جھکنے کے بجائے ہر قیمت پر قانونی جدوجہد کو ترجیح دیں گی۔ کمپنی کے مطابق، سپریم کورٹ کی جانب سے صرف محدود تعداد میں جائیدادوں کی نیلامی کی اجازت دی گئی تھی، لیکن بعدازاں ایجنسیوں نے اس سے زیادہ جائیدادیں نیلام کر دیں۔ مزید یہ کہ تقریباً پچاس اضافی جائیدادوں کی نیلامی کا اعلان بھی ایم ایس ٹی سی (MSTC) کی ویب سائٹ پر کردیا گیا۔ ہیرا گروپ کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر نوہیرا شیخ نے مسلسل یہ مطالبہ کیا کہ ہر جائیداد کی تفصیلات، اس کی قیمت اور نیلامی کے مکمل ریکارڈ سے کمپنی کو آگاہ کیا جائے تاکہ شفافیت برقرار رہے، مگر ان کے بقول یہ معلومات فراہم نہیں کی گئیں۔ کمپنی کا مزید دعویٰ ہے کہ رجسٹری کے عمل کے سلسلے

میں بھی ڈاکٹر نوہیرا شیخ کو نہ مناسب اطلاع دی گئی اور نہ ہی انہیں اس عمل میں شریک کیا گیا، جبکہ بعد میں عدالت میں یہ موقف اختیار کیا گیا کہ رجسٹری ممکن نہیں ہوسکی۔ بعدازاں عدالت نے مقامی رجسٹرار کی فہرست طلب کرتے ہوئے رجسٹری کا عمل مکمل کرانے کی ہدایت جاری کی۔ سماعت کے دوران ڈاکٹر نوہیرا شیخ کے وکیل نے یہ نکتہ اٹھایا کہ ابھی تک یہ واضح نہیں کیا گیا کہ ایس ایف آئی او (SFIO) کے پاس کتنے حقیقی دعویٰ دار موجود ہیں اور مجموعی دعویٰ کی مالیت کتنی ہے۔ ایجنسی کی جانب سے عدالت کو بتایا گیا کہ تقریباً 14 ہزار افراد نے اپنے دعوے جمع کرائے ہیں۔ اس پر کمپنی کے وکیل نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ پیش کی گئی فہرست مکمل طور پر واضح نہیں اور اس میں بعض افراد کے دعوے ایک سے زیادہ مرتبہ شامل کیے گئے ہیں، جس کے باعث اصل تعداد کا تعین ہونا باقی ہے۔ عدالت نے اس مرحلے پر ریمارکس دیے کہ پہلے رجسٹری کا عمل مکمل کیا جائے، اس کے بعد ٹرائل کے دوران تمام دعووں کی جانچ، تصدیق اور قانونی چھان بین کی جائے گی۔ دوسری جانب کمپنی کا دعویٰ ہے کہ حقیقی واجبات کی مجموعی رقم تقریباً پچاس کروڑ روپے کے قریب ہے اور حتمی تصدیق کے بعد ہی اصل مستحقین کی تعداد سامنے آئے گی۔ حالیہ عدالتی کارروائی کو بعض افراد فوری ادائیگی یا سرمایہ کاروں کی کامیابی تصور کررہے ہیں، لیکن قانونی اعتبار سے معاملہ ابھی ابتدائی مرحلے میں ہے۔ قانونی عمل کے مطابق پہلے نیلام شدہ جائیدادوں کی رقم متعلقہ سرکاری محکمے کے پاس جمع ہوگی۔ اس کے بعد عدالت کی ہدایات کے مطابق رقم متعلقہ اتھارٹی یا ایس ایف آئی او کے ذریعے قانونی نگرانی میں منتقل ہوگی۔ پھر باقاعدہ ٹرائل شروع ہوگا، جس میں ہر دعویٰ دار کو اپنے دعوے کے ثبوت پیش کرنا ہوں گے۔ اس مرحلے پر تمام دعویٰ داروں کی فہرست کی جانچ ہوگی تاکہ معلوم کیا جاسکے کہ کون حقیقی سرمایہ کار ہے، کس نے کتنی سرمایہ کاری کی، کسے کمپنی سے پہلے ہی کتنی رقم یا منافع ملا، اور کس پر اب بھی کتنی رقم واجب الادا ہے۔ اگر کوئی شخص پہلے ہی اپنی اصل سرمایہ کاری سے زیادہ رقم وصول کرچکا ہوگا تو قانونی اصولوں کے مطابق اس سے اضافی رقم کی واپسی (ریکوری) بھی ممکن ہوسکتی ہے۔ اسی طرح جن افراد کے واجبات ثابت ہوں گے، انہیں متعلقہ قانونی کارروائی مکمل ہونے کے بعد ان کے حقوق ادا کیے جائیں گے۔ اس پورے عمل میں کئی سال لگ سکتے ہیں اور اس کی مدت عدالتی کارروائی کی رفتار پر منحصر ہوگی۔ ہیرا گروپ کا کہنا ہے کہ گزشتہ تقریباً پچیس برسوں کے دوران اس نے لاکھوں سرمایہ کاروں کے ساتھ مالی معاملات انجام دیے اور ان میں سے بڑی تعداد آج بھی کمپنی پر اعتماد رکھتی ہے۔ کمپنی کے مطابق یہی وجہ ہے کہ اس کے بہت سے سرمایہ کار چاہتے ہیں کہ ان کے معاملات کا تصفیہ براہِ راست ہیرا گروپ کے ذریعے کیا جائے۔ کمپنی کا یہ بھی موقف ہے کہ موجودہ کارروائی میں بعض عناصر کی دلچسپی صرف جائیدادوں کی فروخت تک محدود نظر آتی ہے۔

۳۷/روز بعد سی جے پی کا احتجاج ختم

حکومت نے تمام مطالبات تسلیم کر لئے

NEET پرچہ لیک کے خلاف ۳۷/روز سے جاری سی جے پی (کاکروچ جنتا پارٹی) کے جنتر منتر احتجاج کا اختتام ہوگیا۔ تنظیم نے اعلان کیا کہ مرکزی حکومت نے مذاکرات کے بعد ان کے باقی اہم مطالبات مان لیے ہیں۔ مشترکہ پریس کانفرنس میں دونوں فریقوں نے ایک پانچ نکاتی چارٹر پر اتفاق کا بھی اعلان کیا۔ کاکروچ جنتا پارٹی (سی جے پی) نے ۳۷/روز سے جاری اپنے جنتر منتر احتجاج کے خاتمے کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرکزی حکومت کے ساتھ تین ادوار کے مذاکرات کے بعد ان کے باقی اہم مطالبات تسلیم کرلیے گئے ہیں۔ تنظیم کے لیڈروں نے کہا کہ احتجاج کے دوران اٹھائے گئے بیشتر نکات پر اتفاق رائے ہوگیا ہے، جس کے بعد دھرنا ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نئی دہلی میں منعقدہ مشترکہ پریس کانفرنس میں حکومت اور سی جے پی کے نمائندوں نے بتایا کہ دونوں فریقوں نے ایک پانچ نکاتی چارٹر پر اتفاق کیا ہے، جس کی بنیاد پر آگے اصلاحاتی اقدامات کیے جائیں گے۔ حکومتی وفد کی قیادت کرنے والے بی جے پی صدر جے پی نڈا نے کہا کہ حکومت احتجاج کرنے والے نوجوانوں کے مطالبات پر سنجیدگی سے غور کرے گی اور متفقہ نکات پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ سی جے پی کے مطابق حکومت نے ان کے دو بڑے مطالبات پر بھی رضامندی ظاہر کی ہے، جن میں مرکزی وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان کا استعفیٰ اور احتجاج کے دوران مظاہرین کے خلاف درج ایف آئی آرز واپس لینے کا فیصلہ شامل ہے۔ مشترکہ بیان کے مطابق احتجاج سے متاثرہ افراد کو معاوضہ دینے پر بھی اتفاق کیا گیا ہے۔ تنظیم نے کہا کہ اگرچہ دھرنا ختم کیا جارہا ہے، لیکن امتحانی نظام میں شفافیت، احتساب اور اصلاحات کے لیے ان کی جدوجہد جاری رہے گی۔ سی جے پی کے لیڈروں نے واضح کیا کہ وہ حکومت کی جانب سے کیے گئے وعدوں پر عمل درآمد پر بھی نظر رکھیں گے۔ یہ احتجاج گزشتہ ماہ NEET کے مبینہ پرچہ لیک اور امتحانی نظام میں اصلاحات کے مطالبے کے ساتھ شروع ہوا تھا۔ اس دوران جنتر منتر سمیت کئی مقامات پر بڑے مظاہرے ہوئے، متعدد افراد زخمی ہوئے، پولیس کارروائیاں ہوئیں اور معاملہ قومی سیاست کا اہم موضوع بن گیا۔ بعدازاں حکومت اور احتجاجی قیادت کے درمیان کئی دور کی بات چیت کے بعد تعطل ختم ہوا اور بالآخر احتجاج ختم کرنے کا اعلان کیا گیا۔ بھارت میں تعلیمی نظام اور نیٹ (NEET) امتحان کے پرچہ لیک ہونے کے خلاف سرگرم کاکروچ جنتا پارٹی (CJP) نے حکومت کے ساتھ کامیاب مذاکرات اور مطالبات کی منظوری کے بعد ۳۷/روز سے جاری ملک گیر احتجاج ختم کرنے کا اعلان کردیا ہے۔ حکومت اور سی جے پی کے نمائندوں کے درمیان مذاکرات کے بعد طے پانے والے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

بھارت کی معاشی ترقی کا سفر، کامیابیوں کے ساتھ نئے چیلنجز بھی سامنے آگئے

آزادی کے بعد سے بھارت نے معاشی، صنعتی اور سماجی شعبوں میں نمایاں پیش رفت کی ہے

نئی دہلی: آزادی کے بعد سے بھارت نے معاشی، صنعتی اور سماجی شعبوں میں نمایاں پیش رفت کی ہے، تاہم ماہرین کا کہنا ہے کہ آئندہ دہائیوں میں ملک کو اپنی ترقی کی رفتار برقرار رکھنے کے لیے صحت، تعلیم، روزگار، توانائی اور مالیاتی استحکام جیسے شعبوں میں بڑے چیلنجز سے نمٹنا ہوگا۔ تجزیے کے مطابق، گزشتہ تقریباً آٹھ دہائیوں میں بھارت نے غربت میں کمی، فی کس آمدنی میں اضافے، اوسط عمر میں نمایاں بہتری، خواندگی کی شرح میں اضافہ اور صنعتی و تکنیکی ترقی کے میدان میں قابلِ ذکر کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ ملک اب دنیا کی بڑی معیشتوں میں شمار ہوتا ہے اور عالمی اقتصادی منظرنامے میں اس کا کردار مسلسل مضبوط ہو رہا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اگرچہ اقتصادی ترقی کی رفتار متاثر کن رہی ہے، لیکن انسانی ترقی کے اشاریوں، خصوصاً صحت، تعلیم اور غذائیت کے شعبوں میں مزید بہتری کی ضرورت ہے تاکہ معاشی فوائد ملک کی پوری آبادی تک مؤثر انداز میں پہنچ سکیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بھارت کی بڑھتی ہوئی آبادی ایک طرف وسیع افرادی قوت کی صورت میں اہم اثاثہ ہے، تو دوسری جانب روزگار، رہائش، صحت اور بنیادی سہولیات کی فراہمی کے حوالے سے بڑے چیلنجز بھی پیدا کررہی ہے۔ ان شعبوں میں بروقت سرمایہ کاری مستقبل کی ترقی کے لیے ناگزیر قرار دی جارہی ہے۔ تجزیے کے مطابق عالمی مالیاتی نظام میں امریکی ڈالر پر انحصار بھی بھارت کے لیے ایک اہم چیلنج ہے۔ عالمی جغرافیائی کشیدگی، توانائی کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ اور زرِ مبادلہ کی منڈیوں میں عدم استحکام بھارتی معیشت پر براہِ راست اثر انداز ہوسکتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق مقامی کرنسی کے بین الاقوامی استعمال میں اضافہ، برآمدات میں تنوع اور توانائی میں خود انحصاری اس خطرے کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ رپورٹ میں بھارت کی گرین انرجی حکمت عملی کو بھی مستقبل کی اقتصادی ترقی کا اہم ستون قرار دیا گیا ہے۔ حکومت نے قابلِ تجدید توانائی کی پیداوار میں نمایاں اضافہ، غیر فوسل ایندھن کی استعداد میں توسیع اور 2070 تک نیٹ زیرو اخراج کے ہدف کا اعلان کیا ہے۔ تاہم ماہرین کے مطابق ان اہداف کے حصول کے لیے جدید ٹیکنالوجی، بجلی کے گرڈ، مقامی مینوفیکچرنگ اور بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری درکار ہوگی۔ اقتصادی ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر بھارت انسانی ترقی، توانائی کے شعبے، برآمدات، تعلیم، صحت اور بنیادی ڈھانچے میں متوازن اصلاحات جاری رکھتا ہے تو وہ 2047 تک ایک ترقی یافتہ ملک بننے کے اپنے وژن کو حقیقت میں بدلنے کی مضبوط صلاحیت رکھتا ہے۔ تاہم اس کیلئے معاشی ترقی کو زیادہ جامع، پائیدار اور عوامی فلاح پر مبنی بنانا ضروری ہوگا۔

بھارت کی حکمت عملی صرف ڈیموں تک محدود نہیں

بلکہ وسیع تر جغرافیائی وژن کا حصہ ہے: تجزیہ

نئی دہلی: ایک تجزیاتی مضمون میں کہا گیا ہے کہ بھارت کی خارجہ اور سلامتی پالیسی کو محض انفرادی واقعات یا علاقائی تنازعات کی روشنی میں سمجھنا کافی نہیں، بلکہ اس کے لیے نئی دہلی کی طویل المدتی تزویراتی سوچ کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ مبصرین کے مطابق بھارت کا بنیادی مقصد بدلتے ہوئے عالمی ماحول میں اپنی خودمختار فیصلہ سازی برقرار رکھتے ہوئے قومی مفادات کا تحفظ کرنا ہے۔ تجزیے کے مطابق روس۔ یوکرین جنگ، بھارت ۔ پاکستان کشیدگی، امریکہ کے ساتھ تجارتی مذاکرات اور چین کے ساتھ سرحدی معاملات جیسے حالیہ واقعات نے بھارت کی خارجہ پالیسی پر مختلف آراء کو جنم دیا، تاہم یہ تمام واقعات دراصل ایک وسیع تر حکمتِ عملی کا حصہ ہیں جس کی بنیاد اسٹریٹجک خودمختاری پر قائم ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ آزادی کے بعد سے بھارت نے ہمیشہ بڑی طاقتوں کے درمیان توازن برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔ سرد جنگ کے دور سے لے کر موجودہ امریکہ۔ چین مسابقت تک نئی دہلی نے اپنی خارجہ پالیسی کو اس انداز میں ترتیب دیا ہے کہ وہ کسی ایک طاقت کے زیرِ اثر آئے بغیر اپنے قومی مفادات کے مطابق فیصلے کرسکے۔ تجزیے میں کہا گیا ہے کہ بھارت کی اقتصادی ترقی، بنیادی ڈھانچے میں سرمایہ کاری، دفاعی صلاحیتوں میں اضافہ اور علاقائی روابط کا فروغ اسی وسیع حکمتِ عملی کا حصہ ہیں۔ ان اقدامات کا مقصد صرف داخلی ترقی نہیں بلکہ عالمی سطح پر بھارت کی سفارتی اور اقتصادی حیثیت کو مزید مضبوط بنانا بھی ہے۔ ماہرین کے مطابق آبی وسائل، سرحدی سلامتی، علاقائی روابط اور اقتصادی شراکت داری جیسے موضوعات کو بھی اسی تناظر میں دیکھا جانا چاہیے۔ بھارت کے مختلف منصوبے محض فوری ضروریات پوری کرنے کے لیے نہیں بلکہ طویل المدتی قومی سلامتی، اقتصادی استحکام اور علاقائی اثر ورسوخ کو مستحکم بنانے کے لیے ترتیب دیے جارہے ہیں۔ سیاسی تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ عالمی طاقتوں کے درمیان بڑھتی ہوئی مسابقت کے دور میں بھارت کی حکمتِ عملی کا بنیادی محور یہی ہے کہ وہ اپنی خارجہ پالیسی میں لچک برقرار رکھتے ہوئے مختلف شراکت داروں کے ساتھ تعلقات کو قومی مفادات کے مطابق فروغ دے، جبکہ داخلی اقتصادی اور تزویراتی صلاحیت کو مسلسل مضبوط بناتا رہے۔

مدھیہ پردیش کے راج گڑھ میں پیش آیا دردناک حادثہ

تیز رفتار کار تالاب میں گری، ۵/افراد جاں بحق

پولیس کے مطابق سوئفٹ کار (ایم پی-09-سی سی-6414) بھیل کھیڑی جوڑ کے پاس اچانک بے قابو ہوکر تالاب میں گر گئی۔ کار میں کل 5 افراد سوار تھے۔ پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے تمام لوگوں کی موقع پر ہی موت ہوگئی۔ راج گڑھ کے کھجنیر تھانہ علاقے میں ہفتے کی صبح ایک دردناک سڑک حادثے میں 5 افراد کی جان چلی گئی۔ ایک تیز رفتار سوئفٹ کار بے قابو ہوکر بھیل کھیڑی جوڑ پر واقع تالاب میں جا گری۔ حادثے کے بعد علاقے میں افراتفری مچ گئی۔ اطلاع ملتے ہی پولیس موقع پر پہنچ گئی اور گاؤں والوں کی مدد سے کار میں پھنسے لوگوں کو باہر نکال کر اسپتال پہنچایا، جہاں ڈاکٹروں نے سبھی کو مردہ قرار دے دیا۔ پولیس کے مطابق یہ حادثہ صبح میں اس وقت پیش آیا جب سوئفٹ کار (ایم پی-09-سی سی-6414) بھیل کھیڑی جوڑ کے پاس اچانک بے قابو ہوکر سیدھی تالاب میں گر گئی۔ کار میں کل 5 افراد سوار تھے۔ پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے تمام لوگوں کی موقع پر ہی موت ہوگئی۔ واقعے کی اطلاع ملتے ہی کھجنیر تھانہ انچارج روی ٹھاکر پولیس فورس کے ساتھ موقع پر پہنچ گئے۔ مقامی لوگوں کی مدد سے کافی مشقت کے بعد کار کو تالاب سے باہر نکالا گیا۔ اس کے بعد کار میں پھنسے تمام لوگوں کو باہر نکال کر اسپتال بھیجا گیا لیکن ڈاکٹروں نے معائنے کے بعد پانچوں کو مردہ قرار دے دیا۔ ابتدائی تحقیقات میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ حادثے کے وقت کار کے تمام دروازے اور شیشے بند تھے۔ اسی وجہ سے کار میں سوار افراد باہر نہیں نکل سکے اور پانی میں پھنس گئے۔ پولیس اور گاؤں والوں نے کار کے شیشے توڑ کر لوگوں کو باہر نکالنے کی کوشش کی، لیکن تب تک کافی دیر ہوچکی تھی۔ پولیس نے جاں بحق ہونے والوں کی جیبوں سے ملنے والی دستاویزات کی بنیاد پر ان کی شناخت کرنے اور اہل خانہ سے رابطہ کرنے کا عمل شروع کردیا ہے۔ ابتدائی معلومات کے مطابق جاں بحق ہونے والے افراد ارنیا خورد، اونتی پور بڑودیا، موہن بڑودیا اور ہتائی کھیڑا گاؤں کے رہنے والے بتائے جارہے ہیں۔ حالانکہ پولیس باضابطہ شناخت کی تصدیق لواحقین کے آنے کے بعد ہی کرے گی۔ کھجنیر پولیس نے تمام لاشوں کو شناخت اور پوسٹ مارٹم کے لیے مردہ خانے میں رکھوا دیا ہے۔ لواحقین کے پہنچنے کے بعد پنچنامہ اور پوسٹ مارٹم کی کارروائی مکمل کرکے لاشیں ان کے حوالے کی جائیں گی۔ فی الحال پولیس حادثے کی وجوہات کی تحقیقات کررہی ہے۔ ابتدائی طور پر تیز رفتاری اور گاڑی کے بے قابو ہونے کو حادثے کی وجہ مانا جارہا ہے۔

بھارت اور اسرائیل کے درمیان

آزاد تجارتی معاہدے پر مذاکرات میں اہم پیش رفت

نئی دہلی: بھارت اور اسرائیل کے درمیان مجوزہ آزاد تجارتی معاہدے (ایف ٹی اے) پر مذاکرات کے دوسرے دور میں اہم پیش رفت سامنے آئی ہے۔ دونوں ممالک نے مذاکرات کو تعمیری قرار دیتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ ایک متوازن، جامع اور باہمی مفاد پر مبنی معاہدے کو جلد حتمی شکل دی جائے گی۔ چار روزہ مذاکرات نئی دہلی کے ونجیہ بھون میں منعقد ہوئے، جہاں دونوں ممالک کے اعلیٰ حکام اور تکنیکی ماہرین نے تجارت اور اقتصادی تعاون کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی بات چیت کی۔ مذاکرات کے دوران تجارتِ اشیا، خدمات، قواعدِ ماخذ، حفظانِ صحت و نباتاتی معیارات، تکنیکی تجارتی رکاوٹوں، دانشورانہ املاک کے حقوق، اقتصادی تعاون اور دیگر متعلقہ ابواب پر تفصیلی تبادلۂ خیال کیا گیا۔ بھارتی وفد کی قیادت وزارتِ تجارت کے ایڈیشنل سکریٹری اور چیف مذاکرات کار اجے بھادو نے کی، جنہوں نے اس بات پر زور دیا کہ مجوزہ معاہدہ دونوں ممالک کے درمیان تجارت، سرمایہ کاری اور اقتصادی شراکت داری کو نئی بلندیوں تک لے جائے گا۔ دونوں فریقوں نے اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا کہ مذاکرات مثبت ماحول میں آگے بڑھے ہیں اور متعدد شعبوں میں مشترکہ مفاہمت پیدا ہوئی ہے۔ حکام کے مطابق فریقین نے اختلافی نکات کو کم کرنے اور باہمی مفاد کے شعبوں میں تعاون بڑھانے کے لیے تعمیری انداز میں کام کیا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق مالی سال 2025-26 کے دوران بھارت اور اسرائیل کے درمیان دوطرفہ تجارتی حجم تقریباً 3.93 ارب امریکی ڈالر رہا۔ دونوں ممالک کا خیال ہے کہ مجوزہ آزاد تجارتی معاہدہ تجارت، سرمایہ کاری، اختراع، ٹیکنالوجی اور صنعتی تعاون میں نمایاں اضافے کا باعث بنے گا۔ دونوں ممالک نے اس عزم کا بھی اعادہ کیا کہ آئندہ مذاکراتی ادوار کے ذریعے باقی ماندہ امور کو جلد نمٹایا جائے گا تاکہ آزاد تجارتی معاہدے کو حتمی شکل دے کر دونوں ممالک کے کاروباری اداروں اور سرمایہ کاروں کے لیے نئے مواقع پیدا کیے جاسکیں۔

ہم ہیں کامیاب۔ ۱۴/: تالا انڈسٹری کیلئے

مشہور علی گڑھ میں 'موبل لاکس' نے بنائی اپنی علیحدہ شناخت

علی گڑھ تالا انڈسٹری کو چینی کمپنیوں سے سخت مقابلہ ملتا ہے۔ یہ مقابلہ 'انسان اور مشین' کے درمیان ہے، جس میں انسان تالا کا معیار تو قائم رکھنے میں کامیاب ہوجاتا ہے، لیکن رفتار میں مشینیں فاتح ہوتی ہیں۔ یہ مصنوعی ذہانت یعنی 'اے آئی' کا زمانہ ہے۔ کسی بھی چیز کی جانکاری حاصل کرنی ہو تو 'جین-زی' طبقہ فوراً 'چیٹ جی پی ٹی' اور 'جیمنی' وغیرہ کا رخ کرتا ہے۔ آج جب میں نے تالا کے کاروبار سے منسلک ایک شخصیت کی کہانی پیش کرنے کا ارادہ کیا تو اچانک ذہن میں آیا کہ 'چیٹ جی پی ٹی' سے 'تالا کی تعریف' پوچھ کر دیکھوں۔ اپنی خواہش کا اظہار 'چیٹ جی پی ٹی' سے کیا تو جواب ملا "تالا ایک ایسا آلہ ہے جو کسی دروازے، صندوق، الماری، گیٹ، سائیکل، موٹر سائیکل یا کسی دوسری چیز کو بند اور محفوظ رکھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے عموماً چابی، نمبر یا کسی دوسرے طریقۂ کار سے کھولا جاتا ہے۔" ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا کہ "تالا وہ آلہ ہے جو کسی چیز کو بند رکھنے اور اسے غیر مجاز رسائی سے محفوظ رکھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔" اس وضاحت کے بعد مجھے یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ 'تالا کی خصوصیات کیا ہیں؟' بس اتنا سمجھ لیجیے کہ کوئی بھی گھر، فیکٹری یا کمپنی بغیر تالا کے محفوظ نہیں۔ تالا صنعت کا جب ذکر آتا ہے تو زبان پر 'علی گڑھ' کا نام آنا لازمی ہے۔ اتر پردیش کا یہ شہر 'لاک سٹی' یعنی 'تالوں کا شہر' کہلاتا ہے۔ اسی شہر میں 54 سالہ محمد اعظم انصاری رہتے ہیں، جنھوں نے 2010 میں 'موبل لاکس' کے نام سے اپنی کمپنی شروع کی۔ یہ ایک کمپنی کا آغاز ضرور تھا، لیکن محمد اعظم نے اس سے قبل تقریباً 1998 میں ہی تالا مینوفیکچرنگ کی باریکیاں سیکھنا شروع کردی تھیں۔ تقریباً 12 سالوں کی محنت کے بعد انھوں نے کمپنی شروع کرنے کی ہمت کی، لیکن یہ سب بہت آسان نہیں تھا۔ یہ سچ ہے کہ محمد اعظم کے والد محترم بھی اسی کاروبار سے منسلک تھے اور ان کی رہنمائی میں ہی محمد اعظم نے تالا مینوفیکچرنگ کی باریکیاں سیکھیں، لیکن اصل امتحان تب ہوتا ہے جب مسائل سامنے آتے ہیں۔ محمد اعظم انصاری کا کہنا ہے کہ ابتدا میں ہنرمند کاریگروں کو جمع کرنا مشکل مرحلہ تھا۔ اس کے بعد حاصل آرڈرس کو وقت پر مکمل کرنا اور معیار کا خاص خیال رکھنا بھی بہت آسان نہیں تھا۔ ذہن میں بس ایک ہی خیال رہتا تھا کہ معیار میں کوئی کمی نہ ہو، کیونکہ پورے شہر میں ایک سے بڑھ کر ایک مینوفیکچرر تھے۔ اگر تالے میں کوئی شکایت ہوئی تو ایک کمپنی چھوڑ کر کلائنٹ دوسری کمپنی کی طرف جانے میں ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کرے گا۔ انھوں نے بتایا کہ اپنے تعلقات اور تجربات کی بنیاد پر کچھ مہینوں میں ہی ایک اچھی ٹیم تیار کرلی، پھر پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ چند ایک مواقع ایسے ضرور آئے جب معاشی مسائل کا سامنا کرنا پڑا، لیکن اہل خانہ کے تعاون سے یہ وقت بھی گزر گیا۔ خاص طور سے والد مرحوم حاجی محمد رویدا اور بڑے بھائی محمد جاوید نے تالا مینوفیکچرنگ کا ہنر سکھانے کے ساتھ ساتھ ہر مشکل وقت میں بھرپور مدد کی۔ اکونومکس میں بی اے آنرس کرنے والے محمد اعظم کی کمپنی 'موبل لاکس' 16 سال کا سفر مکمل کرنے کے بعد اپنی ایک الگ شناخت قائم کرچکی ہے۔ اس کامیابی کا ایک اہم راز یہ ہے کہ محمد اعظم نے ہمیشہ اپنے کاریگروں کا خاص خیال رکھا۔ کورونا وبا کے دور کو یاد کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ "ہم سبھی کے لیے وہ ایک برا خواب ثابت ہوا تھا۔ جو بھی آرڈر ملے تھے، وہ سب پھنس گئے۔ لوگوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا اور ٹرانسپورٹیشن وغیرہ سب ٹھپ ہو چکا تھا۔" انھوں نے بتایا کہ کام رکنے کی وجہ سے پیسوں کی آمد بند ہوگئی، لیکن کاریگروں کا خیال رکھنا بھی ضروری تھا۔ کسی طرح ان کی تنخواہیں جاری رکھی گئیں تاکہ کسی بھی کاریگر کی فیملی کھانے کی محتاج نہ ہو۔ لاک ڈاؤن میں کچھ نرمی ہونے کے بعد بھی نئے آرڈرس نہیں مل رہے تھے۔ کبھی آرڈرس ملے بھی تو کورونا ایڈوائزری کے سبب 4-5 کاریگروں کو ہی ایک جگہ جمع کرنا ممکن ہوسکا۔ اتنے کم کاریگروں میں کام وقت پر پورا ہونا محال تھا۔ کسی طرح خدا خدا کرکے یہ مشکل وقت گزرا، اور پھر ایک سال کے بعد حالات معمول پر آئے۔ فی الوقت محمد اعظم کی کمپنی میں تقریباً 15 مستقل ملازمین ہیں اور کچھ دیگر ملازمین مختلف حوالوں سے 'موبل لاکس' کے لیے کام کرتے ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ علی گڑھ میں ہنرمند کاریگروں کی کمی نہیں ہے، لیکن تالا بنانے والی چینی کمپنیوں سے سخت مقابلہ ملتا ہے۔ یہ مقابلہ 'انسان اور مشین' کے درمیان ہوتا ہے، جس میں انسان اپنی کاریگری سے تالا کا معیار تو قائم رکھنے میں کامیاب ہوجاتا ہے، لیکن مینوفیکچرنگ کی رفتار میں 'مشینوں کی فتح' ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "اگر ہمارے پاس اچھی مشینیں ہوجائیں تو پھر ترقی کے کئی نئے راستے کھل سکتے ہیں۔ یہ مشینیں مہنگی ہوتی ہیں اس لیے چھوٹی کمپنیوں کے لیے اسے خریدنا آسان نہیں۔ حکومت اس تعلق سے کچھ آسانیاں فراہم کرے تو بات بن سکتی ہے۔" مشینوں کی بات ہورہی ہے، تو یہ بھی بتاتے چلیں کہ 'موبل لاکس' کمپنی کے پاس 6-7 مشینیں موجود ہیں، جو تالا مینوفیکچرنگ کے لیے بے حد اہم ہیں۔ یہ مشینیں عموماً انسان ہی چلاتے ہیں، یعنی آٹومیٹک مشینیں نہیں ہیں۔ پھر بھی محمد اعظم کہتے ہیں کہ 16 سالوں میں کمپنی کی بنیاد مضبوط ہوچکی ہے۔ اچھی بات یہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر محمد اعظم کے 2 بیٹے بھی والد کا بھرپور تعاون کرتے ہیں۔ حالانکہ دونوں ہی اعلیٰ تعلیم حاصل کر بیرون ممالک جانا چاہتے ہیں۔ محمد اعظم ان پر کسی طرح کا دباؤ بھی نہیں ڈالنا چاہتے، اس لیے 25 سالہ بڑے بیٹے محمد حمزہ ایم بی اے کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد خلیجی ممالک جانے کا راستہ تلاش کررہے ہیں۔

طلبا کے ۲/مزید مطالبات ہیں، جنھیں ہمیں بھولنا نہیں ہے، وزیر تعلیم کے استعفیٰ کے بعد راہل گاندھی نے کی پریس کانفرنس

راہل گاندھی نے کہا کہ ملک کے تعلیمی نظام کی کبھی دنیا میں تعریف ہوتی تھی لیکن گزشتہ کچھ سالوں سے اس پر قبضہ کیا جارہا ہے۔ آر ایس ایس نے دیمک بن کر تعلیمی نظام کو کھوکھلا کر دیا ہے۔

لوک سبھا میں حزبِ اختلاف کے قائد راہل گاندھی نے وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان کے استعفیٰ پر طلبا و نوجوانوں کو مبارکباد پیش کی ہے۔ انھوں نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "یہ ہمارے طلبا کی جیت ہے، جو ہندوستان کے مستقبل ہیں۔" وہ مزید کہتے ہیں کہ "ملک کے تعلیمی نظام کی کبھی دنیا میں تعریف ہوتی تھی، لیکن گزشتہ کچھ سالوں سے اس پر قبضہ کیا جارہا ہے۔ آر ایس ایس نے دیمک بن کر تعلیمی نظام کو کھوکھلا کردیا ہے۔" اپنے بیان میں راہل گاندھی نے وزیر تعلیم کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا کہ "دھرمیندر پردھان بدعنوانی، نااہلیت اور تعلیمی نظام کی تباہی کے سمبل تھے۔ اچھا ہوا کہ یہ سمبل ہٹ گیا۔ لیکن تعلیمی نظام کی بہتری کے لیے حکومت کو سخت قدم اٹھانے ہوں گے۔" وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ "طلبا کے 2 مزید مطالبات ہیں، جنھیں ہمیں بھولنا نہیں ہے۔ پہلا، طلبا سے بربریت کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی۔ دوسرا، نریندر مودی سبھی طلبا سے معافی مانگیں۔" اس موقع پر راہل گاندھی نے سبھی طلبا کا اس جنگ میں ہمت و حوصلہ کے ساتھ کھڑے ہونے کے لیے شکریہ بھی ادا کیا۔ انھوں نے کہا کہ "سبھی طلبا کو دل سے شکریہ، میری طرف سے طلبا کو جو بھی حمایت چاہیے، اس کے لیے میں تیار ہوں۔" انھوں نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ "کانگریس پارٹی کا

خیال تھا کہ [illegible] ہی کیا ہے [illegible] محفوظ بنانے [illegible] مستقبل کے [illegible] ماضی کو [illegible] ذریعہ کی گئی بربریت کے لیے راہل گاندھی نے مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ کو ذمہ دار ٹھہرایا۔ انھوں نے کہا کہ "ہم اپنے طلبا پر کیے گئے تشدد کے لیے امت شاہ کو براہ راست ذمہ دار مانتے ہیں۔ انہوں نے ہمارے طلبا پر فائرنگ کی اجازت دی، مہلک ہتھیاروں کے استعمال کی اجازت دی اور ان کے خلاف پیلیٹ گنوں کے استعمال کی بھی اجازت دی۔" وہ آگے کہتے ہیں کہ "یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ ہم اپنی سیکورٹی فورسز کی جانب سے ہندوستان کے مستقبل پر گولیاں چلائے جانے کو قبول نہیں کرتے۔ یہ پارلیمنٹ میں ایک بڑا مسئلہ بننے والا ہے۔" اس پریس کانفرنس میں راہل گاندھی نے 'چھاتروں کی گونج' مہم کے بارے میں بھی بات کی۔ انھوں نے کہا کہ دھرمیندر پردھان نے استعفیٰ ضرور دے دیا ہے، لیکن کانگریس کی 'چھاتروں کی گونج' مہم جاری رہے گی۔ وہ کہتے ہیں کہ "ہمارا 'چھاتروں کی گونج' پروگرام جاری رہے گا۔ ہمارے طویل مدتی ایشوز ہیں، ہم انھیں اٹھاتے رہیں گے۔" طلبا کے احتجاج سے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے راہل گاندھی نے کہا کہ "اس احتجاج کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہندوستانی نظام (روزگار پیدا کرنے کا نظام، تعلیمی نظام، ہمارے ادارے اور میڈیا) تباہ ہوچکے ہیں۔ یہ نظام کام کرنا بند کرچکے ہیں۔ اس کے نتائج بھی سامنے آرہے ہیں۔" وہ کہتے ہیں کہ "ہم اس وقت ایک سنگین معاشی بحران کا سامنا کررہے ہیں۔

Printed and Published by MR. KAMAR AHMED MOHAMMED UMER ANSARI on behalf of ADAA PRODUCTION PVT LTD. at SOMANI PRINTING PRESS Unit No.4, Gr. Floor. N.K. Ind. Estate, off Aarey Road, Near Parvasi. Ind. Estate, Gate No.2, Goregaon (E), Mumbai-400063, Maharashtra, INDIA. Published at Navjeevan Commercial Building No. 3, 14th Floor, Office No.-1417, Mumbai, Dist-Mumbai-400 008, Maharashtra. Editor: KAMAR AHMED MOHAMMED UMER ANSARI (Responsible for selection of news under the Press and Registration of Books Act 1867). Editor concerns is not necessary in all published articles. In case of any dispute or an any legal issues with the published articles the complaint should be registered in Mumbai Jurisdiction Court. Reproduction in whole or in part without the written permission of the Publisher is prohibited. RNI NO. MAHURD/2019/77823. Tel: 22-49730011 / 22-49731366, Email:mumbairaabta@gmail.com

ممبئی رابطہ مرشدانِ خبر
MUMBAIRAABTA

افغانستان دہلی میں ہندوستان کی میزبانی کرے گا!

دونوں ٹیمیں پہلی بار ہندوستان میں دوطرفہ سیریز کھیلیں گی، تینوں میچ ارون جیٹلی اسٹیڈیم میں

ہوں گے۔ افغانستان ستمبر میں ۳؍ ٹی-۲۰؍ بین الاقوامی میچوں کی سیریز میں دہلی میں ہندوستان کی میزبانی کرے گا۔ یہ پہلا موقع ہوگا جب افغانستان کسی دوطرفہ سیریز میں خود میزبان ہوتے ہوئے ہندوستان ہی میں ہندوستان کے خلاف کھیلے گا۔ یہ سیریز افغانستان کے فیوچر ٹورز پروگرام (ایف ٹی پی) کا حصہ ہے۔ اطلاعات کے مطابق تینوں ٹی-۲۰؍ میچ ۱۳، ۱۵؍ اور ۱۷؍ ستمبر کو دہلی کے ارون جیٹلی اسٹیڈیم میں کھیلے جائیں گے۔ یہ بھی پہلی بار ہوگا کہ دہلی میں ہندوستانی ٹیم کے مسلسل ۳؍ بین الاقوامی میچ ایک ہی میدان پر منعقد ہوں گے۔ اس سے قبل احمد آباد، پونے اور کولکاتا میں ہندوستان کے ۳؍ یا اس سے زیادہ مسلسل بین الاقوامی میچ ایک ہی مقام پر کھیلے گئے تھے، تاہم وہ کووڈ-۱۹؍ کے دوران ہوئے تھے، جب ہندوستان نے انگلینڈ اور ویسٹ انڈیز کے خلاف محدود اوورز کی سیریز کی میزبانی کی تھی۔ یہ سیریز کئی اعتبار سے تاریخی ہوگی کیونکہ اس سے پہلے افغانستان اپنے ہوم میچ ہندوستان کے لکھنؤ، دہرادون اور گریٹر نوئیڈا میں کھیلتا رہا ہے، لیکن وہ مقابلے دیگر ٹیموں کے خلاف ہوتے تھے، نہ کہ ہندوستان کے خلاف۔ یہ سیریز ہندوستان کے سری لنکا کے دورے اور ایشیائی کھیلوں کے درمیان کھیلی جائے گی۔ ہندوستان کا ۲؍ ٹیسٹ میچوں پر مشتمل سری لنکا کا دورہ ۷؍ ۲؍ اگست کو ختم ہوگا جبکہ افغانستان کے خلاف یہ سیریز مکمل ہونے کے فوراً بعد ہندوستانی ٹیم جاپان میں ہونے والے ایشیائی کھیلوں میں شرکت کے لئے روانہ ہوگی، جہاں ۲۴؍ ستمبر سے ۳؍ اکتوبر تک ٹی-۲۰؍ فارمیٹ میں مقابلے کھیلے جائیں گے۔ واضح رہے کہ رواں برس جون میں آئی پی ایل کے فوراً بعد ہندوستان نے افغانستان کی میزبانی کی تھی، جہاں واحد ٹیسٹ اور ۳؍ ایک روزہ بین الاقوامی میچوں کی سیریز میں ہندوستان نے یکطرفہ کامیابی حاصل کی تھی۔

کامن ویلتھ گیمز ۲۰۲۶ء: جھنڈو کمار نے ہندوستان کو دلایا پہلا میڈل

انگلینڈ کے میتھیو ہارڈنگ نے 131.0 کے ساتھ سلور میڈل حاصل کیا۔ جھنڈو کی 130.9 کی لفٹ کانسی کا تمغہ حاصل کرنے کے لیے کافی تھی۔

نائیجیریا کے ادریس نے 8.132 کی مجموعی بہترین لفٹ کے ساتھ گولڈ میڈل جیتا، انگلینڈ کے میتھیو ہارڈنگ نے 0.131 کے ساتھ سلور میڈل حاصل کیا۔ جھنڈو کی 9.130 کی لفٹ کانسی کا تمغہ حاصل کرنے کے لیے کافی تھی۔ ہندوستان کے جھنڈو کمار نے کامن ویلتھ گیمز 2026 میں مردوں کے ہیوی ویٹ پیرا پاور لفٹنگ ایونٹ میں کانسی کا تمغہ جیتا۔ اس کے ساتھ ہی گلاسگو میں ہندوستان نے میڈل ٹیلی میں اپنا کھاتہ بھی کھول لیا ہے۔ 2 گروپس پر مشتمل مقابلے میں جھنڈو نے 9.130 کے بہترین نتیجے کے ساتھ گروپ بی میں ٹاپ کیا۔ انہوں نے یوگانڈا کے ڈینس مبازیرا (1.114) اور آسٹریلیا کے بین رائٹ (9.110) کو آسانی سے پیچھے چھوڑتے ہوئے میڈل کی دوڑ میں جگہ بنائی۔ تاہم کمبائنڈ اسٹینڈنگ میں نائیجیریا کے رلوان ادریس نے 132.8 کی مجموعی بہترین لفٹ کے ساتھ گولڈ میڈل جیتا، جبکہ انگلینڈ کے میتھیو ہارڈنگ نے 0.131 کے ساتھ سلور میڈل حاصل کیا۔ جھنڈو کی 130.9 کی لفٹ کانسی کا تمغہ حاصل کرنے کے لیے کافی تھی۔ سلور میڈل کے لیے ہونے والے سخت مقابلے میں وہ ہارڈنگ سے صرف 0.1 پیچھے رہے۔ یکم جنوری 1997 کو بہار کے ضلع نالندہ کے ہرنوت میں پیدا ہونے والے جھنڈو پیدائشی طور پر ہی پولیو کا شکار تھے۔ سبزی بیچنے والے کے بیٹے جھنڈو ایک عام خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، اور انہوں نے پکے ارادے اور کڑی محنت سے مالی اور جسمانی چیلنجز کا سامنا کیا۔ انہوں نے 2017 میں ایک پیرا ایتھلیٹ کے طور پر اپنے کھیلوں کے کیریئر کا آغاز کیا اور ایف 55 شاٹ پٹ اور ڈسکس تھرو ایونٹس میں حصہ لیا، جہاں انہوں نے کئی ضلعی اور ریاستی سطح کے میڈلز جیتے۔ اس دوران، جم میں اسٹرینتھ ٹریننگ سے پاور لفٹنگ میں ان کی دلچسپی پیدا ہوئی۔ ایک اسٹیٹ چیمپئن شپ میں ملنے والے مشورے کے بعد، انہوں نے پیرا پاور لفٹنگ کو اپنا لیا۔ اس سے قبل دن میں اشوک ملک کامن ویلتھ گیمز 2026 میں مردوں کے لائٹ ویٹ پیرا پاور لفٹنگ ایونٹ میں پوڈیم پر جگہ بنانے سے معمولی فرق سے چوک گئے۔ انہوں نے 200 کلوگرام کی شاندار بہترین لفٹ کے باوجود 143.8 پوائنٹس کے ساتھ چوتھی پوزیشن حاصل کی۔ اشوک ملک پورے مقابلے کے دوران میڈل کی دوڑ میں بنے رہے، لیکن آخر میں ملیشیا کے بونی بنیاؤ گسٹن سے پیچھے رہ گئے، جنہوں نے 153.5 پوائنٹس کے ساتھ کانسی کا تمغہ جیتا۔ کامن ویلتھ گیمز کے موجودہ چمپئن اور اس کیٹیگری میں ورلڈ ریکارڈ ہولڈر گسٹن ہندوستانی کھلاڑی کے چیلنج کا سامنا کرتے ہوئے پوڈیم پر جگہ بنانے میں کامیاب رہے۔ انگلینڈ کے مارک سوان نے 222 کلوگرام کی ٹاپ لفٹ حاصل کر کے 153.9 پوائنٹس کے ساتھ گولڈ میڈل جیتا۔ نائیجیریا کے کئی بار کے پیرالمپک میڈلسٹ رولینڈ ایزوروئیک پوائنٹس کے معاملے میں سوان کے برابر رہے، لیکن کاؤنٹ بیک رول کی وجہ سے انہیں سلور میڈل پر اکتفا کرنا پڑا۔ ان کی بہترین لفٹ 185 کلوگرام تھی۔ یہ ایونٹ گلاسگو کامن ویلتھ گیمز 2026 کا پہلا گولڈ میڈل ایونٹ بھی تھا۔ ہندوستان کے دوسرے کھلاڑی پرم جیت کمار 135.6 پوائنٹس کے ساتھ ساتویں نمبر پر رہے۔ اسکاٹ لینڈ کے فنلے ڈیوڈسن 141.4 پوائنٹس کے ساتھ پانچویں نمبر پر رہے، اور ان کے بعد نائیجیریا کے ابراہیم داؤدا 140.1 پوائنٹس کے ساتھ چھٹے نمبر پر رہے۔ کینیا کے نگونگی مارینگا نے 127.0 پوائنٹس، آسٹریلیا کے ڈینیل باس نے 123.3 پوائنٹس، کیمرون کے بیلنگا مانگا نے 103.9 پوائنٹس، سولومن آئی لینڈز کے موفیٹ ٹولومے نے 94.0 پوائنٹس اور مالٹا کے نک مرسیئکا نے 5.92 پوائنٹس حاصل کیے۔ اسکاٹ لینڈ کے شہر گلاسگو میں جاری کامن ویلتھ گیمز ۲۰۲۶ء (دولتِ مشترکہ کھیل) میں ہندوستانی کھلاڑی جھنڈو کمار نے مردوں کے ہیوی ویٹ پیرا پاور لفٹنگ فائنل میں کانسی (برونز) کا تمغہ جیت کر ملک کو پہلا میڈل دلایا ہے۔

ہندوستان نے زمبابوے سے دوسرا ٹی-۲۰؍ مقابلہ بھی جیتا

ہندوستان کو پہلے بلے بازی کرنے کا موقع ملا تھا اور شریئس ایئر کی ٹیم نے ۲۰؍ اوورز میں ۲۱۹؍ رن بنا ڈالے۔

ہندوستان اور زمبابوے کے درمیان دوسرے ٹی-20 میچ میں ہندوستان نے 90 رن سے جیت حاصل کر لی۔ ٹاس ہار کر پہلے بلے بازی کرتے ہوئے ہندوستان نے 5 وکٹوں کے نقصان پر 219 رن کا بڑا اسکور کھڑا کیا۔ اس کے جواب میں زمبابوے کی پوری ٹیم محض 129 رن پر سمٹ گئی اور میچ 90 رن سے ہار گئی۔ اس مقابلے میں ہندوستانی گیند بازوں نے شاندار آغاز کرتے ہوئے ٹاپ آرڈر کو پوری طرح تباہ کر دیا۔ پاور پلے کے اندر ہی 3 اہم بلے بازوں کو پویلین بھیج کر ہندوستان نے میچ پر اپنی مضبوط گرفت بنا لی۔ زمبابوے کی نصف ٹیم محض 65 رن پر آؤٹ ہو گئی۔ اپنا ڈیبیو ٹی-20 بین الاقوامی میچ کھیل رہے نوجوان تیز گیند باز لیش ٹھاکر نے ہندوستان کو پہلی کامیابی دلائی۔ لیش نے برائن بینیٹ کو آؤٹ کر کے بین الاقوامی کرکٹ میں اپنے وکٹوں کا کھاتہ کھولا۔ بینیٹ کریز پر خطرناک نظر آ رہے تھے اور انہوں نے محض 19 گیندوں پر 3 چوکوں اور 3 چھکوں کی مدد سے 32 رن کی طوفانی اننگ کھیلی تھی۔ لیکن لیش ٹھاکر نے صحیح وقت پر کامیابی حاصل کر کے زمبابوے کی تیز شروعات پر بریک لگا دی۔ پہلا جھٹکا لگنے کے بعد زمبابوے کی اننگز پوری طرح لڑکھڑا گئی۔ پرنس یادو نے شاندار گیند بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے زمبابوے کو دوسرا جھٹکا دیا۔ انہوں نے بین کرن کو محض 1 رن (5 گیندیں) کے انفرادی اسکور پر پویلین کا راستہ دکھایا۔ اس کے بعد اسپنر روی بشنوئی نے اپنی گگلی میں ڈائیون میئرز کو پھنسایا اور انہیں کلین بولڈ کر دیا۔ میئرز 9 گیندوں پر 2 چوکوں کی مدد سے 12 رن بنا کر آؤٹ ہوئے۔ ہندوستانی گیند بازوں کے سامنے زمبابوے کے بلے باز بے بس نظر آئے۔ ٹیم کو سب سے بڑا جھٹکا اس وقت لگا جب کپتان اور اسٹار آل راؤنڈر سکندر رضا بغیر کوئی رن بنائے آؤٹ ہو گئے۔ پرنس یادو نے اپنی دھاردار گیند بازی سے رضا کو صفر کے اسکور پر پویلین بھیج کر میچ میں اپنی دوسری وکٹ حاصل کی۔ آخر میں زمبابوے کی پوری ٹیم 129 رن پر سمٹ گئی۔ اس سے قبل زمبابوے نے ٹاس جیت کر پہلے گیند بازی کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ہندوستانی ٹیم نے پلیئنگ الیون میں ایک تبدیلی کی۔ اشوک شرما کی جگہ لیش ٹھاکر کو ٹیم میں شامل کیا گیا۔ پہلے میچ میں فلاپ رہنے والے ابھشیک شرما نے ہندوستان کے لیے پہلے ہی اوور میں دھواں دھار انداز میں شروعات کی، لیکن وہ اس اننگ کو مزید بڑا نہیں بنا سکے اور محض 8 رن بنا کر آؤٹ ہو گئے۔ گزشتہ مقابلے میں محض ایک رن پر آؤٹ ہونے والے ابھشیک اچھی لے میں نظر آ رہے تھے، لیکن زیادہ دیر تک میدان پر نہیں ٹھہر سکے۔ ابھشیک کے آؤٹ ہونے کے بعد پہلے میچ کے ہیرو وَیبھو سوریہ ونشی نے ٹیم کی کمان سنبھالی۔ اننگ کے تیسرے اوور میں 3 چوکے اور ایک چھکا لگانے کے بعد وہ کیچ آؤٹ ہو گئے۔ وَیبھو نے 9 گیندوں پر 20 رن بنائے۔ ہندوستانی کپتان شریئس ایئر 20 گیندوں پر 25 رن بنا کر آؤٹ ہوئے۔

ورلڈ ٹیسٹ چیمپئن شپ ۲۰۲۷ء کا فائنل ایک بار پھر دی اوول میں کھیلا جائے گا

آئی سی سی ورلڈ ٹیسٹ چیمپئن شپ (ڈبلیو ٹی سی) ۲۰۲۷ء کا فائنل ایک بار پھر دی اوول میں کھیلا جائے گا

آئی سی سی ورلڈ ٹیسٹ چیمپئن شپ (ڈبلیو ٹی سی) ۲۰۲۷ء کا فائنل ایک بار پھر دی اوول میں کھیلا جائے گا۔ بین الاقوامی کرکٹ کونسل (آئی سی سی) نے ڈبلیو ٹی سی کے آئندہ تین فائنلز کی میزبانی انگلینڈ کو سونپی ہے۔ آئی سی سی ورلڈ ٹیسٹ چیمپئن شپ (ڈبلیو ٹی سی) ۲۰۲۷ء کا فائنل ایک بار پھر دی اوول میں کھیلا جائے گا۔ بین الاقوامی کرکٹ کونسل (آئی سی سی) نے ڈبلیو ٹی سی کے آئندہ تین فائنلز کی میزبانی انگلینڈ کو سونپی ہے۔ اطلاعات کے مطابق لارڈز کے میدان کی پچوں کے معیار کو بہتر بنانے کی کوششوں کے باعث ۲۰۲۷ء کا فائنل دی اوول میں منتقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ فیصلہ انگلینڈ اینڈ ویلز کرکٹ بورڈ (ای سی بی) اور آئی سی سی کے درمیان طے شدہ معاہدے کی شرائط کے تحت کیا گیا۔ لارڈز کی پچوں کے معیار پر حالیہ خدشات بھی اس فیصلے کی ایک اہم وجہ بتائے جا رہے ہیں۔ گزشتہ ماہ آئی سی سی نے انگلینڈ اور نیوزی لینڈ کے درمیان کھیلے گئے ٹیسٹ میچ کی پچ کو 'غیر تسلی بخش' قرار دیتے ہوئے اس میدان کو پہلا ڈیمیرٹ پوائنٹ دیا تھا۔ میریلیبون کرکٹ کلب (ایم سی سی) نے بھی تسلیم کیا ہے کہ پچوں کے معیار کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ ابتدائی طور پر یہ قیاس آرائیاں کی جا رہی تھیں کہ ۲۰۲۵ء کے بعد اگلا ڈبلیو ٹی سی فائنل دوبارہ لارڈز میں ہوگا، اگرچہ اس کی باضابطہ تصدیق کبھی نہیں کی گئی۔ ایم سی سی کو امید ہے کہ مستقبل میں یہ فائنل دوبارہ لارڈز میں منعقد ہوگا۔ ذرائع کے مطابق اگر ایم سی سی اپنی پچوں کی ازسرنو تیاری اور معیار بہتر بنانے کے منصوبے میں کامیاب رہتا ہے تو ۲۰۲۹ء کا ڈبلیو ٹی سی فائنل دوبارہ لارڈز میں کھیلا جا سکتا ہے۔ ای سی بی کے فیصلے کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ ڈبلیو ٹی سی فائنل (۹؍ سے ۱۳؍ جون) اور لارڈز میں ایشیز سیریز کے دوسرے ٹیسٹ (۳۰؍ جون سے ۴؍ جولائی) کے درمیان وقت کا وقفہ بہت کم ہے۔ اس کے علاوہ گریٹر لندن میں بنگلہ دیشی آبادی کی بڑی تعداد کے پیش نظر انگلینڈ اور بنگلہ دیش کے درمیان واحد ٹیسٹ میچ (۲۸؍ مئی سے یکم جون) کے لیے لارڈز کو زیادہ موزوں مقام سمجھا گیا ہے۔

بٹوارہ ۱۹۴۷ء" کو "اے" سرٹیفکیٹ، سنی دیول کے ۲۶؍ سالہ کیریئر میں ۷؍ ویں فلم

یہ فلم ۱۴؍ اگست جو سنیما گھروں میں ریلیز ہوگی

عامر خان کی پروڈیوس کردہ اور راج کمار سنتوشی کی ہدایت کاری میں بننے والی "بٹوارہ ۱۹۴۷ء" کو سینٹرل بورڈ آف فلم سرٹیفکیشن (CBFC) نے A (صرف بالغ ناظرین) سرٹیفکیٹ جاری کیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ گزشتہ ۲۶؍ برس میں یہ سنی دیول کی صرف ساتویں فلم ہے جسے بالغ ناظرین کے لیے موزوں قرار دیا گیا ہے۔ یہ فلم ۱۴؍ اگست جو سنیما گھروں میں ریلیز ہوگی۔ سنی دیول کی آنے والی تاریخی فلم "بٹوارہ ۱۹۴۷ء" ریلیز سے قبل ہی خبروں میں آ گئی ہے۔ سینٹرل بورڈ آف فلم سرٹیفکیشن (CBFC) نے فلم کو بغیر کسی کٹ کے "اے" (Adults Only) سرٹیفکیٹ جاری کیا ہے۔ رپورٹس کے مطابق فلم کا دورانیہ تقریباً ۲؍ گھنٹے ۲۵؍ منٹ ہے اور اسے تقسیمِ ہند کے پس منظر میں پیش کی جانے والی پرتشدد اور جذباتی کہانی کے باعث بالغ ناظرین کے لیے موزوں قرار دیا گیا ہے۔ یہ فلم سنی دیول کے فلمی سفر میں ایک منفرد اضافہ بھی ہے۔ ۲۰۰۰ء کے بعد گزشتہ ۲۶؍ برسوں میں سنی دیول کی صرف چھ فلموں کو A سرٹیفکیٹ ملا تھا، جبکہ "بٹوارہ ۱۹۴۷ء" اس فہرست میں شامل ہونے والی ساتویں فلم بن گئی ہے۔ رپورٹس کے مطابق "چیمپئن" کو اگرچہ بچوں کے لیے موزوں انداز میں پیش کیا گیا تھا، تاہم اسے بھی بالغ ناظرین کا سرٹیفکیٹ ملا تھا۔ "فرض" کو شدید تشدد اور منشیات سے متعلق مناظر، "قرض" کو جنسی تشدد اور پرتشدد مناظر، "جانی دشمن" کو بعض حساس مناظر، "محلہ اسی" کو سخت زبان اور مکالموں جبکہ "چپ" کو پرتشدد مناظر کے باعث اے سرٹیفکیٹ دیا گیا تھا۔ "بٹوارہ ۱۹۴۷ء" کی ہدایت کاری راج کمار سنتوشی نے کی ہے جبکہ اسے عامر خان پروڈکشنز کے بینر تلے تیار کیا گیا ہے۔ فلم میں سنی دیول، پریتی زنٹا، شبانہ اعظمی، علی فضل، کرن دیول اور ابھیمنیو سنگھ اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس کی کہانی تقسیمِ ہند کے دوران ایک خاندان کی زندگی، نقل مکانی، مذہبی کشیدگی اور انسانی رشتوں کے گرد گھومتی ہے۔ یہ فلم اصل میں "لاہور ۱۹۴۷ء" کے نام سے بنائی جا رہی تھی، تاہم بعد میں اس کا نام تبدیل کر کے "بٹوارہ ۱۹۴۷ء" رکھ دیا گیا۔ رپورٹس کے مطابق نام کی تبدیلی حساس سیاسی اور تاریخی پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے کی گئی۔ تجارتی ماہرین کے مطابق فلم کے اے سرٹیفکیٹ سے نوجوان ناظرین کی رسائی محدود ہو سکتی ہے، تاہم سنی دیول کی حالیہ بلاک بسٹر کامیابیوں اور تقسیمِ ہند جیسے جذباتی موضوع کے باعث باکس آفس پر فلم کی کارکردگی پر سب کی نظریں مرکوز ہیں۔ یہ فلم ۱۴؍ اگست ۲۰۲۶ء کو سنیما گھروں میں ریلیز ہوگی، جہاں اس کا مقابلہ عمران ہاشمی کی "آوارہ پن ۲" سے ہوگا۔

تھلاپتی وجے کی 'جنانائیگن' نے پہلے دن ہندوستان میں ۴۱؍ کروڑ روپے کی کمائی

تھلاپتی وجے کی انتہائی متوقع فلم "جنانائیگن" نے ریلیز کے پہلے دن ہندوستانی باکس آفس پر تقریباً ۴۱؍ کروڑ روپے (نیٹ) کی کمائی کی ہے

تھلاپتی وجے کی انتہائی متوقع فلم "جنانائیگن" نے ریلیز کے پہلے دن ہندوستانی باکس آفس پر تقریباً ۴۱؍ کروڑ روپے (نیٹ) کی کمائی کی ہے۔ ٹریڈ ٹریکر سیکنلک کے ابتدائی اعداد و شمار کے مطابق، فلم نے ملک بھر میں ۱۳۰۶۷؍ شوز کے ساتھ شاندار آغاز کیا۔ تھلاپتی وجے کی انتہائی متوقع فلم "جنانائیگن" نے ریلیز کے پہلے دن ہندوستانی باکس آفس پر تقریباً ۴۱؍ کروڑ روپے (نیٹ) کی کمائی کی ہے۔ ٹریڈ ٹریکر سیکنلک کے ابتدائی اعداد و شمار کے مطابق، فلم نے ملک بھر میں ۱۳۰۶۷؍ شوز کے ساتھ شاندار آغاز کیا، تاہم یہ وجے کی پچھلی فلموں "بیسٹ" اور "گوٹ" کے پہلے دن کے کلیکشن کو پیچھے نہیں چھوڑ سکی۔ رپورٹ کے مطابق فلم کا ہندوستان میں مجموعی (گراس) کلیکشن ۴۸.۷؍ ۲؍ کروڑ روپے رہا جبکہ بیرونِ ملک ۳۰؍ کروڑ روپے کی کمائی کے ساتھ اس کا دنیا بھر میں پہلے دن کا گراس کلیکشن ۷۸.۲؍ کروڑ روپے تک پہنچ گیا۔ زبانوں کے اعتبار سے تمل ورژن نے سب سے زیادہ ۳۶.۵۰؍ کروڑ روپے (نیٹ) کا کاروبار کیا۔ اس کے بعد تیلگو ورژن نے ۲.۵۷؍ کروڑ روپے اور ہندی ورژن نے ۱.۵۷؍ کروڑ روپے کی کمائی درج کی۔ اگرچہ فلم کی شروعات مضبوط رہی، لیکن یہ وجے کی پچھلی فلموں "بیسٹ" (۴۹.۳۰؍ کروڑ) اور گوٹ (۴۴؍ کروڑ روپے نیٹ) کے پہلے دن کے کلیکشن سے پیچھے رہی۔ اس کے ساتھ ہی "جنانائیگن" اُن تمل فلموں کی فہرست میں بھی شامل نہیں ہو سکی جنہوں نے ریلیز کے پہلے دن ۵۰؍ کروڑ روپے سے زیادہ نیٹ کلیکشن کیا تھا۔ اس فہرست میں وجے کی "لیو" (۶۴.۸۰؍ کروڑ روپے)، رجنی کانت کی قلی (۶۵؍ کروڑ روپے) اور ۲.۰؍ (۶۰.۲۵؍ کروڑ روپے) شامل ہیں۔ اچ ونوتھ کی ہدایت کاری میں بننے والی "جنانائیگن" کو تھلاپتی وجے کے فلمی کریئر کی آخری فلم قرار دیا جا رہا ہے۔ اطلاعات کے مطابق، اس کے بعد وہ مکمل طور پر سیاست پر توجہ دیں گے۔ فلم میں پوجا ہیگڑے، بوبی دیول اور مامیتا بائجو بھی اہم کرداروں میں نظر آ رہے ہیں، جبکہ اس کی موسیقی انیرودھ روی چندر نے ترتیب دی ہے۔ تھلاپتی وجے کی فلم "جنا نائیگن" نے ریلیز کے پہلے ہی دن ہندوستانی باکس آفس پر ۴۱؍ کروڑ روپے (نیٹ) کی شاندار کمائی کی ہے۔ یہ فلم تمل ناڈو کے موجودہ وزیر اعلیٰ اور سپر اسٹار وجے کی آخری فلم مانی جا رہی ہے، جس کی وجہ سے مداحوں میں اس کا زبردست کریز دیکھا گیا۔ اگرچہ یہ سال ۲۰۲۶ء کی بڑی تمل اوپنرز میں سے ایک بن گئی ہے، لیکن یہ وجے کی اپنی پچھلی بلاک بسٹر فلموں جیسے کہ بیسٹ (49.30 کروڑ روپے) اور گوٹ-GOAT (44 کروڑ روپے) کے پہلے دن کے ریکارڈ کو توڑنے میں ناکام رہی۔ اس پولیٹیکل ایکشن تھرلر فلم کی ہدایت کاری اچ ونوتھ نے کی ہے اور اس میں پوجا ہیگڑے اور بوبی دیول بھی اہم کرداروں میں نظر آئے ہیں۔

برائن لارا کرکٹ اکیڈمی میں تاریخ کا پہلا ٹیسٹ، ویسٹ انڈیز اور پاکستان کی ٹکر

ونڈیز اور پاکستان کے درمیان دو ٹیسٹ میچوں کی سیریز کا پہلا مقابلہ برائن لارا کرکٹ اکیڈمی میں کھیلا جائے گا جہاں میزبان ٹیم کو معمولی برتری حاصل مانی جا رہی ہے جبکہ پاکستان حالیہ خراب کارکردگی سے نکل کر ٹیسٹ کرکٹ میں واپسی کی امید کے ساتھ میدان میں اترے گا

ویسٹ انڈیز اور پاکستان کے درمیان دو ٹیسٹ میچوں کی سیریز کا پہلا مقابلہ برائن لارا کرکٹ اکیڈمی میں کھیلا جائے گا، جہاں میزبان ٹیم کو معمولی برتری حاصل مانی جا رہی ہے، جبکہ پاکستان حالیہ خراب کارکردگی سے نکل کر ٹیسٹ کرکٹ میں واپسی کی امید کے ساتھ میدان میں اترے گا۔ ویسٹ انڈیز اور پاکستان کے درمیان دو ٹیسٹ میچوں کی سیریز کا پہلا مقابلہ ہفتہ سے برائن لارا کرکٹ اکیڈمی میں کھیلا جائے گا، جہاں میزبان ٹیم کو معمولی برتری حاصل مانی جا رہی ہے، جبکہ پاکستان حالیہ خراب کارکردگی سے نکل کر ٹیسٹ کرکٹ میں واپسی کی امید کے ساتھ میدان میں اترے گا۔ بارش اس میچ پر اثر انداز ہو سکتی ہے، جبکہ برائن لارا کرکٹ اکیڈمی ویسٹ انڈیز کا ۱۳؍ واں ٹیسٹ میزبان میدان بن جائے گا۔ دونوں ٹیموں کے درمیان ۸؍ ۳؍ برس قبل ہونے والی یادگار سیریز کے بعد ایک بار پھر کیریبین میں ٹیسٹ سیریز کھیلی جا رہی ہے، تاہم اس بار مقابلہ عالمی ٹیسٹ چیمپئن شپ کے نچلے درجے کی دو ٹیموں کے درمیان ہوگا۔ موجودہ ورلڈ ٹیسٹ چیمپئن شپ سائیکل میں ویسٹ انڈیز آٹھویں اور پاکستان نویں نمبر پر ہے۔ اعداد و شمار بھی دونوں ٹیموں کی جدوجہد کی عکاسی کرتے ہیں۔ پاکستان اپنے گزشتہ ۱۶؍ ٹیسٹ میچوں میں سے ۱۲؍ ہار چکا ہے، جبکہ ویسٹ انڈیز نے اپنے آخری ۱۰؍ ٹیسٹ میچوں میں صرف ایک کامیابی حاصل کی ہے۔ گزشتہ عالمی ٹیسٹ چیمپئن شپ سائیکل میں بھی ویسٹ انڈیز آٹھویں اور پاکستان نویں مقام پر رہا تھا۔ میزبان ٹیم کے لیے یہ سیریز قیمتی پوائنٹس حاصل کرنے کا ایک اہم موقع ہے۔ ویسٹ انڈیز کے پاس شاندار تیز گیند بازوں کا دستہ موجود ہے، جس میں شمار جوزف کی رفتار، جیڈن سیلز کا پاکستان کے خلاف عمدہ ریکارڈ اور تجربہ کار کیمار روچ کی مستقل کارکردگی شامل ہے، جس کے باعث ٹیم الزاری جوزف کی غیر موجودگی کو بھی پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ویسٹ انڈیز کی ٹیم سری لنکا کے خلاف ۰-۱؍ سے ہوم سیریز جیتنے کے بعد اس سیریز میں اتر رہی ہے۔ اس کامیابی میں امیر جانگو کی دوہری سنچری نے ان کی بیٹنگ کو نئی امید دی، جبکہ جومیل واریکن اور روسٹن چیز کی موجودگی میں میزبان ٹیم اسپن بولنگ میں بھی پاکستان کو سخت ٹکر دے سکتی ہے، خاص طور پر اگر پچ اسپنرز کے لیے سازگار ثابت ہوئی۔ دوسری جانب پاکستان ایک بار پھر نئی قیادت کے ساتھ میدان میں اترے گا۔ شان مسعود کے تقریباً ڈھائی سالہ دور کے بعد بابر اعظم کو دوبارہ ٹیسٹ ٹیم کی قیادت سونپی گئی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہوگا کہ آیا یہ تبدیلی ٹیم کی مسلسل گرتی ہوئی کارکردگی میں بہتری لا سکتی ہے یا نہیں، کیونکہ کھلاڑیوں کے تال میل میں زیادہ تبدیلی نہیں آئی ہے۔ پاکستان کے لیے عامر جمال کی واپسی بھی خاص اہمیت رکھتی ہے۔ ٹیم ایک ایسے سیم بولنگ آل راؤنڈر کی تلاش میں ہے جو بیٹنگ اور بولنگ دونوں شعبوں میں مؤثر کردار ادا کر سکے۔ آئندہ ماہ انگلینڈ میں ہونے والی سیریز سے قبل اگر عامر جمال اپنی بہترین فارم برقرار رکھتے ہیں تو وہ نچلے درمیانی درجے میں ٹیم کو بہتر توازن فراہم کر سکتے ہیں، خاص طور پر ایسے میدان پر جہاں اس سے قبل کبھی ٹیسٹ کرکٹ نہیں کھیلی گئی۔ برائن لارا کرکٹ اکیڈمی اس میچ کے ذریعے پہلی بار کسی ٹیسٹ میچ کی میزبانی کرے گی۔ اگرچہ توقع کی جا رہی ہے کہ پچ سست رفتار بولنگ کے لیے معاون ہوگی، تاہم ایک معیاری سیم بولنگ آل راؤنڈر کی موجودگی دونوں شعبوں میں ٹیم کے لیے فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے۔ اگرچہ ویسٹ انڈیز اور پاکستان اپنے سنہری دور سے بہت آگے نکل چکے ہیں، لیکن حالیہ برسوں میں، خاص طور پر کیریبین میں، دونوں ٹیموں کے درمیان دلچسپ مقابلے دیکھنے کو ملے ہیں۔ ۲۰۲۱ء میں ویسٹ انڈیز کی ایک وکٹ سے فتح دہائی کے بہترین ٹیسٹ میچوں میں شمار کی جاتی ہے، جبکہ ۲۰۱۷ء میں کم روشنی کے دوران یاسر شاہ کی شاندار بولنگ کی بدولت پاکستان نے سیریز ۱-۲؍ سے اپنے نام کی تھی۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ دونوں ٹیموں کے درمیان کھیلی گئی گزشتہ سات ٹیسٹ سیریز میں سے چار برابر رہی ہیں۔ اگرچہ دونوں ٹیمیں اب عالمی کرکٹ کی بڑی طاقتوں میں شمار نہیں ہوتیں، لیکن ایک دوسرے کے خلاف ہمیشہ سخت مقابلہ پیش کرتی رہی ہیں۔ پاکستان اور ویسٹ انڈیز کے درمیان دو ٹیسٹ میچوں پر مشتمل سیریز کا پہلا تاریخی ٹیسٹ میچ برائن لارا کرکٹ اکیڈمی (ٹرینیڈاڈ) میں شروع ہو چکا ہے۔ اس اسٹیڈیم کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ یہاں کسی ٹیسٹ میچ کی میزبانی کی جا رہی ہے، جس کے باعث یہ مقابلہ کرکٹ شائقین کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ پاکستان کی قیادت بابر اعظم کر رہے ہیں جبکہ ویسٹ انڈیز کی کپتانی روسٹن چیز کے ہاتھوں میں ہے۔ پاکستان کی جانب سے 33 سالہ لیفٹ آرم اسپنر علی عثمان اپنا پہلا ٹیسٹ میچ کھیل کر انٹرنیشنل کرکٹ میں ڈیبیو کر رہے ہیں۔